ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

عطیہ الٰہی

مصنفہ

جناب سید احمد حسین عرف تنھو صاحب شفیق لکھنوی

باہتمام جناب منشی محمد وصی علی خان صاحب معتمد کتب جناب سید علی محسن خان صاحب صابر لکھنوی

مطبوعہ معیار پریس تکیہ حسین بخش لکھنو

قیمت فی جلد عار علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ منشی گنج دریوالی گلی

سید احمد حسین عرف ببو صاحب
شفق اُمی لکھنوی

N K Pres Lucknow

غلط نامہ دیوان شفیق

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط
۵	۹	دلکی بجھیونے	دلکی بجھنی سی	″	۲۰	سہپنساہے	سہپنسا
″	۱۷	اوربہی	اوربھی	۴۰	۲	بچ گیا	لپچ گیا
۶	۳	نازکی	نازکے	۵۲	۹	لیتاہے	لیناہے
″	۵	بیٹھے ہیں	بیٹھے ہوں	۵۳	۲	سمجھ گیا	نادان تجھے
۹	۱۴	خم	غم	۵۴	۴	مال وزر	بال وزر
۱۰	۲	فرمان ہوں	فرمان	۵۷	۱۰	قیس	وحشی
″	۱۸	دعوے تجھے یکتائی کا	یکتائی کا دعوے	۶۱	۱۱	آجتو	آپنے
۱۴	۲۱	سایہ	نالہ	۶۷	۳	یہ وحشی	یہ سودائی
۲۲	۱۶	قاتل	اتنا	″	۴	بیہوش	بے ہوش
″	″	تجھے	ہمین	″	۱۴	پاؤنپہ	پہ پین
۲۶	۱۲	ارمان کوہری	ارمان مری	۷۱	۲	ماجرائے	ہاجرائے
۲۷	۵	یہ	یا	۷۶	۱۴	ناصح آتا	ناصحا آیا
۳۱	۱۰	آنا	آیا	۸۰	۳	قاتل سے	قاتل نے
۳۲	۱	دلسے	دسے	۸۴	۱۷	آیاہے	آتاہے
۳۳	۷	اوسنے	لوسنے	۸۵	۱	اقرار	انکار
۳۵	۹	بے فصاد	نے فصاد	۸۷	۱۰	ٹیڑہتی	ہڑہتی
۳۶	۱۴	جہاںمین	اجہاںمین	۸۹	۱۶	اوسکو	اونکو
″	۲۱	راز	روز	۹۶	۱۹	دیتیا	دینیا
۳۷	۳	انکھ کے	نگہ کے	۱۰۲	۹	سبنے	سب سے
″	۱۸	نام	نام	۱۰۳	۲	ہیں ایسے	ہے ایسی
				″	۱۶	اوسکو	مجھکو
				۱۰۶	۱۳	اس ترسے	س ترسے

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	سطر
۱۰۹	۱۵	ہر دم	ہر روز	۱۵۳	۱	نجاؤنگین	نہ جاؤن
۱۱۰	۱۴	مری	ہری	۱۵۹	۲	گوشن زد	نوشن زد
〃	۲۰	وہ کیسی	وہ تیری	۱۶۲	۱۸	پیرہونئین	پیرہین ہم
۱۱۱	۹	مدد کرے	مدد کر	〃	۲۱	ہی ایسا	ہی اوسدم
〃	۱۶	تو نہ اوسکا	تو اوسیکا	۱۶۴	۱۴	ارمان بہی مرے	ارمان بہی
۱۲۲	۸	اب درد	ہمدرد	۱۶۷	۱۳	مخفی حسین	مخفی حسیم
۱۲۳	۱۹	فریاد و شیون	فریاد شیون	۱۶۸	۱۶	نکلی گی	نکلین گے
۱۲۵	۶	آئینگا چین	آگیا چین	۱۷۰	۷	ارمان دلکی	ارمان لکو
〃	۱۳	یہ دیے جاتی	یہ دیجاتے	۱۷۳	۱۶	زندگی کی دن	زندگی دن
۱۲۸	۷	سمجھے کچھ تو ہی	سمجھے کچھ تو ہی	۱۷۷	۸	قاتل کا ہے	دلبر کا ہے
〃	۱۹	تمکو	تجھکو	۱۸۰	۷	دلکی قوت آزما	تیرے دلکی آئینا
۱۳۳	۵	بیکار ہوئی	بیکار ہوا	۱۸۴	۱۱	سبزے کی	سبزہ کو
〃	۸	رہی	رہے	۱۹۰	۱۶	حرام و حلال	حرم حلال
۱۳۵	۱۰	اثر کوئی	نہ کچھ اثر	۱۹۴	۸	بگڑتے	بگڑتا
۱۴۱	۱۸	کہاں سے کہاں	وہاں سے کہاں	۱۹۷	۱۷	تڑپتا	تڑپتا
۱۴۲	۱۳	وحشیوں	وحشیونکی	۱۹۹	۵	تڑپتا چھوڑا	تڑپتا چھوڑا
۱۴۴	۱۱	میرا	مرا	۲۰۰	۱۵	دیتی ہے	دیتی تہی
〃	۲۱	اکبار ہم	اک بار ہم	۲۰۳	۶	چپ ہے	جب بہی
۱۴۶	۱۴	آئینکو	نینکو	۲۱۱	۱۷	کیسا رنگ نگار	کیسا رنگ نگاری
[illegible]	۱۸	تمام عالم	تمام علم				
[illegible]	۵	کھٹک	کھٹ				

جناب مختار تلمیذ جناب مظہر
آغا صاحب مرحوم مظہر لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن کیا چیز ہے ہوتی ہی نبوت کیسی × تو جسے چاہے وہی یوسف کنعان ہو جائے

بلاشبہ مجھ ان پڑھ کی شاعری بھی اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا شعبہ ہی جو خداوند کریم نے اپنی قدرت سے دولت نظم مجھکو عنایت فرمائی ہی ماشاء اللہ خزینۂ نظم ایسی چیز ہے کہ جسکا خالی ہونا مدت دراز تک غیر ممکن ہی یہ تا قیامت یون ہی مملو رہیگا اگر خداوند کریم مجھے کوئی مالی ثروت عنایت کرتا تو میری ایسی عزت نہوتی جیسے کہ کوچۂ نظم مین نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالے خداوند کریم مجھے اس دولت نظم کے سبب سے حیات جاودانی عنایت فرمائیگا آمین ثم آمین اگر خداوند کریم میرے ہر موئے تن کو صورت زبان گویائی عنایت فرمائے تو مین اوسکا ایک سجدۂ شکر نہین بجا لاسکتا یہ اوسی پاک بے نیاز کے رسول امی کا تصدق ہی جو مجھ ایسے نا قابل ان پڑھ کو قوت شاعری عنایت کی ہی جو ایک قابل شاعر کو زیبا تھی حضرات مین اپنا تھوڑا سا حصہ سوانح عمری کا جو متعلق شاعری کے ہی عرض کرتا ہون امید ہے کہ حضرات بغور ملاحظہ فرمائین گے۔

الفت ہر ایک شئ کو بڑھاتی ہی کسقدر   دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

مجھے نو برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا مینے ایک شعر غزل مین عرض کیا وہ میرا الہام ہے مین اوسکو بجنسہ پیش کرتا ہون۔

پکڑ کر لیچلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے × دبائے بال و پر سمجھی مین اور نسفار جیلی مین
میرا میلان طبیعت شاعری کیطرف رہا۔ اسکے بعد مین کلکتہ اس ذریعہ سے گیا کہ مین جواہر
کا کام کرتا تھا اسوقت تک کچھ سلسلہ اوسکا باقی ہی مینے سات برس تک شعر گوئی کی
مشق کی شبانہ روز مین کہہ گیا اوس مدت مین مینے کسی شاعر کو اپنا کلام نہین سنایا
مین اب قدر کرتا ہون اوس سات برس کی مشق کی جناب حجو صاحب شرف مرحوم
مغفور مٹیا برج سے جناب والد مرحوم ومغفور سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے مین اکثر جو
اپنے ہمسنو مین شعر پڑھتا تھا جناب والد بھی سنا کرتے تھے اونھون نے جناب
شرف صاحب سے فرمایا کہ میرا لڑکا شعر پڑھتا ہے ایسے کہ جس سے مجھے گمان ہوتا ہی
کہ وہ اشعار اوسکے نہین ہین جناب شرف صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تو شعر اپنے پڑھ
مینے بہت شرم کے ساتھ کچھ اشعار اونکی خدمت مین پیش کئے سننے کے بعد اونھون نے فرمایا
میان اپنے شعر پڑھو اونکا فرمانا مجھے ناگوار ہوا مینے گستاخانہ عرض کیا کہ شاید مین
آپ بھی دوسرونکے اشعار اپنے نام سے پڑھتے ہونگے جناب موصوف نے فرمایا مین طرح
دونگا تو کہیگا طرح عنایت کی مین شعر کہنے لگا جتنے عرصہ مین اون جناب نے اونیس
شعر تحریر فرمائے مینے اونیس شعر نظم کئے سننے کے بعد جناب نے نہایت شاباشی دی
اور فرمایا کہ تو شعر گوئی کو کبھی نہ ترک کرنا پھر مین کلکتہ اور مٹیا برج کے مشاعرونمین شریک
ہونے لگا حضرات مٹیا برج جو اوستاد فن تھے منشی گلشن الدولہ بہادر و منشی نعم صاحب
اور حضرات جنکے نام مجھے اسوقت نہین یاد ہین یہ میری عزت افزائی فرماتے تھے
یہ سب حضرات آخری شاہ اودھ کے ملازم تھے منشی گلشن الدولہ بہادر اوستاد بھی
جہان پناہ کے تھے اوسکے بعد میرا لکھنؤ آنا ہوا مین مشاعرونمین شریک ہونے لگا
پہلا مشاعرہ میرے معزز دوست جناب حکیم سید آغا صاحب فاضل کے یہان تھا
مین اوس مشاعرہ مین شریک ہوا حضرات لکھنؤ نے میری نہایت عزت افزائی فرمائی

بعد وہ مشاعرے لکھنؤ کے کہ جنمین حضرات کاملین کا مجمع ہوتا ہے مین بھی اون مشاعرون مین شریک رہا اور ہون مین نہایت شکر حضرات شعراے لکھنؤ کا ادا کرتا ہون کہ اون حضرات نے میری ایسی عزت افزائی کہ جو میری شان اور قوت فکر سے بدرجہا زائد ہے میرے معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے بتاکید مجھے ارشاد فرمایا کہ تو کلام اپنا جمع کر اور چھپوا مینے جناب موصوف کی تحریک سے خیال کیا کہ مین دیوان اپنا مرتب کرون بفضلہ دیوان میرا ردیف وار چھپ گیا مین جناب مذکور کے جہان اور احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہون سب سے بڑھکر اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جناب موصوف کی فرمائش مین اتنا اثر تھا کہ مین اس مرتبے تک پہونچا ابتدائی حالتمین مینے جناب ابو صاحب جلیس مرحوم و مغفور نبیرہ جناب انیس مرحوم و مغفور کو اپنا کلام دکھلایا جناب مرحوم دال کی منڈی مین عالیجناب سید پیارے صاحب رشید مدظلہ کے یہان تشریف رکھتے تھے میری غزل جناب ابو صاحب جلیس دیکھنے کے بعد فرماتے تھے کہ تو بھائی پیارے کو بھی اپنی غزل سنا دے مین ایک روز کانپور کے مشاعرہ مین جا رہا تھا کسی مصرع پہ میرے اور اون جناب مرحوم کے تقریر ہو رہی تھی کہ جناب پیارے صاحب بھی وہ تقریر سن رہے تھے جناب جلیس صاحب سے فرمایا کہ بھائی صاحب انکو آپ مجھے عنایت کیجئے یہ آپکی مان کی نہین اوس روز سے مین جناب اوستاد رشید صاحب مدظلہ کی خدمتمین اپنا کلام پیش کرنے لگا پہلی غزل مینے جناب کی خدمتمین پیش کی دیکھنے کے بعد مجھے دو لفظ تعلیم فرمائے حضرات ملاحظہ کرینگے اون دو لفظون کی معنی خیزی کو وہ لفظ بتاتے ہین کہ ہم کسی ملک الشعرا ماہر فن کی زبان سے نکلے ہوئے ہین۔ یار کی باتین یار سے باتین یار کی باتین ہجر یار سے باتین وصل بھی حاصل تغزل بھی ان دو لفظون سے میری شاعری یہانتک پہونچی کہ مجھے ضرورت نہین کہ مین غزل گوئی کے بارے مین کسی اور سے کوئی بات دریافت کرون جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی گاہی گاہی فن شاعری کو

بطور علم سینہ مجھے تعلیم کرتے رہے ہین اب عنایت الٰہی سے میری شوخی خیالی میری شاعری کیلئے
لئے ایسی ہی کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہی کہ کسی شخص غیر سے غزل گوئی کی نسبت اور زبان کی
بابت کوئی بات دریافت کرون مین جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی کا نہایت
ممنون اور مشکور ہون کیونکہ جناب موصوف مجھسے اس درجہ الفت فرماتے ہین کہ مجھے شفقت
پدری کا لطف ملتا ہی ناظرین مین پھر آپکی خدمتمین عرض کرتا ہون میرے دیوانمین جو بڑا
حصہ ہے وہ بے اصلاح ہی مینے جناب اوستاد کردہ غزلین دکھائی ہین کہ جو مجھکو
مشاعرونمین پڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی اور بے اصلاحی کا سبب یہ ہی کہ مجھے عالم مین
اس باتکا دکھانا ضرور تھا کہ جو کچھ مجھے خداوند عالم عنایت کرے مین بجنسہ حضرات
ہندوستانکی خدمتمین پیش کرون بلکہ اس بات کو دکھادون کہ شاعری اور شے ہے
اور علم وفضل دوسری چیز ہے الحمدللہ زبان اردو کی شاعری مین کوئی قسم ایسی نہین ہی جس سے
خداوند کریم نے مجھے مجبور کیا ہو میرے دیوانمین بہت کم غزلین ایسی ہین جو مینے فکر سے
کہی ہین اسمین عرصہ ہونیکا سبب یہ ہی کہ افضال الٰہی سے نظم کرنا کوئی مشکل نہین ہے
مگر یاد کرنیمین دقت ہوتی ہی جو مشاعرہ مین غزل پڑھتا ہون وہ غزل مجھے حفظ بھی کرنا ہوتی
ہے ہمیشہ مینے اس بات کو عیب سمجھا کہ دوسرا شخص مجھے بتلاتا جائے مین پڑھتا جاؤن
مجھے بجز ذات خدا کے کسی شخص غیر کی ضرورت نہین ہی نہایت افسوس مجھے اپنی حالت پر ہے
کہ مینے اپنی عمر کا حصہ بہت کم شاعری مین صرف کیا کیونکہ مجھے اور بھی تفکرات دنیوی مین
وقت صرف کرنا پڑتا ہی میری معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب حامد بیرسٹرایٹ لا نے
پرچہ معیار مین اس حکایت کو درج فرمایا تھا ایک شاعر انوری نام ایران مین تھا
جسوقت وہ دربار شاہی مین جاتا تھا مع بادشاہ کے ساڑھے چار ہزار آدمی کرسی نشین
اوسکی تعظیم کرتے تھے جسکی عزت ایسی ہو اوسکے تمول کا کیا شمار ہوسکتا ہی اگر ایسا شخص
اعلی درجہ کی شاعری بھی کرے تو کیا تعجب ہی مین اپنی بدقسمتی اور خوبی زمانہ سے شکایت

کرتا ہون کہ مجھے ایک بھی قدردان ہندوستان مین نہ ملا کہ تفکرات دنیوی سے آزاد کر دیتا اور مجھسے سوائے نظم کی اور دوسرا کام نہ لیا جاتا افسوس کہ حضرات ہندوستان کو کچھ ظاہر ہوتا جو کچھ خداوند عالم نے مجھے قوت نظم پوری دی تھی مین پیش کرتا شفیق اب قدردان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیا مین تمھاری بدنصیبی سے تمھارا ہی وطن بگڑا ہے ناظرین یہانتک میری سوانح شاعری کا حصہ ختم ہوا اب سبب اشاعت دیوان یہان سے عرض کرتا ہون ۱۳۲۴ھ ہجری مین مینے کلکتہ کا سفر کیا میرے معزز دوست جناب سید حسین صاحب شوستری ساکن حال کلکتہ پارسی چرچ نمبر ۲ نے مجھے مہمان کیا چھ مہینے جیسی مہمان نوازی اونھون نے کی ہے میری زبان اوسکی شکریہ مین قاصر ہے مجھے سو روپیہ دیوان چھپنے کیواسطے عنایت فرمائے دوسرے جناب صالح جی ہاشم صاحب ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۱ ان جناب نے بھی میری پچاس جلدین قبل چھپنے کے خریدین روپیہ فورہی عنایت کیا مجھسے اون جناب سے بہت ہی تھوڑی ملاقات تھی جو کچھ اون جناب نے مہمان نوازی فرمائی ہے مین نہایت ممنون ومشکور ہون اور رہونگا کلکتہ مین مین مشاعرون مین شریک ہوا نہایت مہمان نوازی ومسافرنوازی فرمائی میری نہایت مدح کی اور قدر فرمائی مین جناب جعفری صاحب رنجور شمس العلما مع حضرات شعرا اون جناب کا شکریہ ادا کرتا ہون میرے معزز دوست جناب مرزا ابو جعفر صاحب ایم-اے- لکھنوی نے ایک مشاعرہ میرے واسطے منعقد کیا مدرسہ عالیہ مین بہت بڑا مشاعرہ تھا جسکے پریسیڈنٹ جناب نصیر الممالک صاحب عارف تھے مینے اوس مشاعرے مین دو غزلہ پڑھا اسکے علاوہ بھی مجھسے حضرات نے متفرقات غزلین پڑھوائین میری نہایت عزت افزائی اور قدردانی کی بلکہ جو طالب علم تھے رؤسا اور شرفا کے مدرسہ عالیہ مین تشریف فرما تھے اونمین ماشاءاللہ قوت نقادی پوری پوری تھی مین جملہ حضرات کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون میری اسدرجہ مدح فرمائی اور قدر کی بلکہ اس شکریہ کے عوض مین مین اونکا دعاگو ہون یہ سب اثر میری معزز

دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم - اے - پروفیسر کی تعلیم کا ہی کہ وہ [illegible]
ایسے نقاد سخن ہین بعد ختم مشاعرہ جناب مرزا ابوجعفر صاحب نے ایک تقریر فرمائی جس [illegible]
حاصل یہ ہے کہ شفیق صاحب کا دیوان چھپ جانا چاہئے دیوان کی [illegible]
روپیہ حضرات خریداران کو پیشتر عنایت کرنا چاہئیے بلکہ جناب نے یہ فرمایا کہ [illegible]
مبلغ چار سو روپیہ فراہم کردونگا امید ہے کہ بعد دیوان چھپنے کے وہ جناب [illegible]
فراہم کرنے مین کوشش بلیغ فرمائین گے بیس جلدین جناب [illegible] الملک صاحب [illegible]
لینے کا وعدہ فرمایا ہی بیس یا دس جلدین نواب نصیر حسین خان صاحب خیال [illegible]
خرید فرمانیکا وعدہ فرمایا ہی دس جلدین جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس لکھنؤ [illegible]
خریدین اور روپیہ مجھکو پیشتر عنایت کر دیا بذریعہ منی آڈر دس جلدین جناب
محمد [illegible] صاحب آشا کی رئیس لکھنؤ ساکن حال کلکتہ محلہ بیاری روڈ کلکتہ نے خریدین اور روپیہ
مجھے پہلے عنایت کر دیا دس جلدین جناب حکیم محمد صادق صاحب رئیس لکھنؤ ساکن
حال کلکتہ نے نصف قیمت مجھے قبل عنایت فرمائی دس جلدین میرے معزز دوست حاجی صاحب
سوداگر رئیس دہلی ساکن کلکتہ محلہ کولھو ٹولہ نے بھی خرید فرمائین مجھکو نصف قیمت بھی عنایت فرما دی
مین ان حضرات کی قدر دانی کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون جناب عارف یعقوب صاحب
ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۵ ان جناب نے بھی سو جلدین لینے کا وعدہ فرمایا ہے
مجھے امید ہی اُن جناب سے کہ وہ ضرور ایفائے وعدہ فرمائین گے میرے دیوان چھپوانے مین
جناب سید علی محسن خان عرف ننھی آغا صاحب آبر لکھنوی اور جناب شاہزادی محمد وصی علی خان
عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی ان دونون صاحبون نے اپنا بہت وقت صرف کیا
مین نہایت ان دونون حضرات کا ممنون و مشکور ہون انمین سے ایک جناب میرا کلام
پڑھتے تھے مین اور جناب آبر سنتے تھے جہانپر ان دونون صاحبونکی رائے ہوتی تھی مصرع
بدلنے کی یا لفظ رکھنے کی مین انفعال الٰہی سے فوراً مصرعہ بدل دیتا تھا اور لفظ بھی رکھ دیتا تھا

لگے جناب وحشت صاحب نے بار ہا مجھسے فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس ترکیب سے نظم کر لو
یعنے افضال الہی سے اونکے خیال سے الگ ہٹ کر مصرعہ نظم کیا جہان لفظ کی ضرورت
ہوئی جناب وصف نے پانچ چار لفظونکے نام لئے مجھکو خداوند کریم نے اون لفظونسے
بیگانہ لفظ عنایت کیا میرے دیوان مین افضال الہی سے سوائے جناب اوستاد
دام ظلہ العالی کے اور کسی شخص غیر کا کوئی مصرعہ یا لفظ نہین ہے اسکے شاہد جناب وحشت
اور جناب آبر صاحب ہین حضرات ملاحظہ فرمائین مجھے اوستادونکے کلام سے کوئی مطلب
نہین پہونچا کیونکہ مین ایک ان پڑھ ہون میری نظر سے کسی دیوانکا ایک لفظ بھی نہین گذرا مجھے
دوسرونکی نظم سے کیونکر فائدہ پہونچتا یہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھے علم سینہ یا قوت نظم عنایت
فرمائی ہے یہ میرے رسول امی کا تصدق ہے مین امید کرتا ہون کہ حضرات متفرقات نظم دیوان کو
کبھی ملاحظہ فرمائین گے مکرر گذارش کرتا ہون ساکنان ہندوستان سے اور اپنے معزز ناظرین سے
کہ اگر میری ہر نظم و نثر کو بشوق خرید فرمائین گے تو انشاء اللہ الرحمن اپنی عمر کا بقیہ حصہ اپنے لکھنے
اشغال مین صرف کرونگا جو کچھ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے عنایت فرمائیگا پیش کرتا
رہونگا - شعر - می گویم بہ از قند و نبات ہ من ندانم فاعلاتن فاعلات ہ جن حضرات نے تقریظین
یا قطع تاریخ میرے دیوان کی عنایت فرمائے ہین مین اون حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
جو حضرات ہندوستان میرے دیوانکی جلدین خرید فرمائین گے مین نہایت ممنون ہونگا اور مجھے
امید ہے کہ مین رؤسائے لکھنو یا شرفائے لکھنؤ کی خدمتمین عرض کرتا کہ قبل دیوان چھپنے کے مجھے قیمت
عنایت ہو جائے یقینی وہ حضرات مجھکو عنایت فرماتے مگر میرا خیال یہ ہوا کہ بعد چھپنے کے مین
اون حضرات کی خدمتمین حاضر کرونگا مین دو تین مہینے سے علیل بھی ہون اس سبب سے مین اون
حضرات کی خدمت سے محروم رہا میرے دوست نواب سید سجاد علیخان صاحب سجاد عرف
منجھو نواب صاحب ان جناب نے بھی مجھسے دس جلدین خرید فرمائین اور روپیہ مجھکو قبل دیدیا
سید احمد حسین عرف منجھو شفیق بد ترین خلائق خادم الاحباب لکھنؤ متی گنج ورمی کی گلی

تقریظات بحساب تہجی

حاصل طبع جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج لکھنوی

باسمہ سبحانہ وتعالے شانہ

شفیق بالتحقیق وصدیق بالتصدیق جناب شفیق کا بعض کلام فصاحت نظام معنی زبانکی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دونون دلکش پیرایہ مین ہین مین متحیر ہون کہ ان دونو مین کسے ترجیح دون

عبدہ وابن عبدہ احقر محمد جعفر اوج بقلمہ

تقریظ از نتیجہ فکر جناب نواب حامد علیخان صاحب حامد بیرسٹرایٹ لا

سید احمد حسین عرف ننھو صاحب متخلص بہ شفیق لکھنؤ کے رہنے والے ہین سنہ ۱۲۸۵ ء مین مفتی گنج وہی والی گلی مین پیدا ہوئے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی اولاد مین ہین انکے والد جناب حاجی سید علی حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید صادق علیصاحب مرحوم زبردست عامل تھے پڑھے لکھے نہ تھے سید احمد حسین جاہل مطلق نہین بلکہ یون کہون تو بجا ہوگا کہ آبائی جاہل ہین ایک لفظ کسی زبان کا نہ لکھ سکتے ہین اور نہ پڑھ سکتے ہین اپنا نام تک نہین لکھ سکتے لیکن ہر صنف سخن مین شعر کہتے ہین رباعی۔ سلام۔ مرثیہ قومی نظمین۔ مخمس۔ غزل۔ سب کچھ کہتے ہین اور خوب کہتے ہین۔ بیشتر غزل کہتے ہین پہلے پہل جو شعر کہا وہ یہ ہے شعر ؎ پکڑ کر لیچلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے دبائے بال وپر مٹھی مین اور منقار چٹکی مین ۔ جب یہ شعر کہا ہے انکی عمر نو یا دس برس کی ہوگی شعر مندرجہ بالا بھی اوسی زمانہ کا ہے۔ حضرت انیس کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی کے جو اپنے رنگ مین مرثیہ غزل وغیرہ مین مثل ونظیر نہین رکھتے دشاگرد ہین جو لفظین اوستاد بنا دیتے ہین وہ یاد رکھتے ہین اور جو کاٹ دیتے ہین وہ بھول جاتے ہین کئی برس سے اصلاح نہین لیتے کہ اب اصلاح کی ضرورت باقی نہین رہی۔

کہنے کا انداز یہ ہے مصرع طرح یاد کر لیا قافیہ وردیف کسی سے پوچھ لئے شعر کہنا شروع کیا

اور کسی نہ کسی سے لکھوا لیا شفیق شعر بہت جلد کہتے ہین سر جھکایا اور مضمون فکر کے سانچے
مین ڈھل گیا طبیعت ہر وقت حاضر رہتی ہی گویا فکر کرنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی دو
برس سے زائد ہوئے ایک دن محلہ حسینی بازار لکھنؤ مین مجھسے ملنے آئے مین اس زمین مین
غزل کہہ رہا تھا۔ راز کا۔ ساز کا۔ پوچھا آپ کیا کر رہے ہین مینے جواب دیا کل مشاعرہ ہے
غزل کہہ رہا ہون کہا سنائیے مین نے مطلع پڑھا **مطلع** کس سے ادا ہو شکر ہو بندہ نواز کا
ہر چیز مین شعور دیا امتیاز کا۔ تعریف کی اور بہت تعریف کی معلوم ہوتا تھا کہ تعریف
کے ساتھ ہی ساتھ فکر کرتے جاتے ہین اتنی ہی دیر مین مطلع کہہ لیا اور پڑھا افسوس مجھکو
یاد نہین رہا شفیق کے دیوان مین موجود ہوگا مینے داد دی لیکن میری داد مین فکر شعر
شامل تھی پھر مینے یہ شعر پڑھا **شعر** کس منہ سے دوستونکے بھلا راز دان ہون ہم + دشوار
جب چھپانا ہوا اپنے ہی راز کا + اس شعر کی تعریف شفیق نے ختم نہین کی تھی کہ ایک شعر
اسی زمین قافیہ ردیف مین موزون کرکے پڑھا وہ شعر بھی مجھکو یاد نہین پھر مینے یہ
شعر پڑھا شعر بیمار کی طرف تو کوئی دیکھتا نہین + منہ تک رہے ہین غور سے سب چارہ ساز کا
فورًا اس قافیہ مین بھی شعر کہا۔ الغرض تمام قافیہ شفیق نے دریافت کئے۔ قوافی متفرق تھے
میرے سامنے ایک پرچہ پر لکھے ہوئے رکھے تھے مینے قوافی بتانے شروع کئے اور
شفیق نے غزل کہنا ایک شعر مجھکو یاد ہے جتنا پرانا مضمون ہے میری رائے مین بندش نے
اُتنا ہی نیا کیا ہے شعر موسیٰ چلے ہین طور کی جانب اُٹھائے سر + کچھ بھی نہین خیال نشیب
فراز کا + شفیق علم موسیقی سے واقف ہین اور بعض اوقات غزل کو پڑھنے مین اسکا پتہ
چل جاتا ہے چند سال ہوئے مینے ایک مضمون شفیق پر لکھا تھا اُس مضمون مین یہ تحریر کیا تھا
کہ اگر غزل کا پرچہ اتفاقًا سیدھا ہاتھ مین آگیا تو آگیا ورنہ اولٹا ہی ہاتھ مین لیتے ہین
کسی سے اس مضمون کو شفیق نے پڑھوا کر سنا اوسدن سے مطلع پر نشان بنوا لیتے ہین
حافظہ نہایت قوی ہے قریب قریب سب اپنا کلام یاد ہے۔ اہل لکھنؤ گھر سے باہر قدم نہین

رکھتے لکھنؤ پر دل سے فدا ہین سب اہل لکھنؤ کی وہی حالت ہے جو ناسخ کی تھی مصرع لکھنؤ مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ لیکن لکھنؤ پر ایسی تباہی آئی ہے کہ باوجود اسقدر حب وطن کے ملنے کے مینے کوئی ایسا شہر یا قصبہ ہندوستان مین نہین دیکھا جہان کوئی نہ کوئی اہل لکھنؤ نہ ہو بلا ہزارہا بلکہ بلا مبالغہ لاکھون آدمی لکھنؤ سے نکل گئے۔ لکھنؤ خالی ہوگیا یہ مین کیا کہنے لگا یہ کہتا تھا کہ لکھنؤ مین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین جو کانپور تک بھی تشریف نہین لیگئے لیکن شفیق نے کانپور۔ الہ آباد۔ بریلی۔ رامپور۔ میرٹھ۔ متھرا۔ سہارنپور۔ بنارس دہلی۔ پٹنہ۔ بھاگلپور۔ مرشدآباد۔ منگیر۔ کلکتہ۔ بمبئی وغیرہ وغیرہ کی سیر کی ہے اور اس سیر سے اونکی شاعری پر بھی اثر پڑا ہے افسوس اونکا کلام میرے پاس نہین ہے صرف ایک غزل ہے ورنہ اسی حالت مین کہ ۱۸ برس سے مرض ذیابطیس مین اور کئی روز سے جاڑے کے بخار مین مبتلا ہون پلنگ پر لیٹے لیٹے یا بیٹھے بیٹھے اونکے کلام کی بابتہ رائے زنی کرتا اب اوسی ایک غزل کے چند اشعار کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرنے پر اکتفا کرتا ہون مطلع ملاحظہ ہو مطلع آنکھ لڑتے ہی جگر کے پار پیکان ہوگیا ہم تو سمجھے فیصلہ تیر ارگ جان ہوگیا + اور یہ مطلع بھی کس زور کا مطلع ہے

مطلع

آہ کی پر ضبط بھی تا حد امکان ہوگیا | آج میرا راز ظاہر در پنہان ہوگیا

یہ شعر بھی سنئے ایک جاہل مطلق اور یہ شعر خدا کی شان ہے۔

شعر

کیا مری عمر دو روزہ بھی مصیبت سی کٹی | شرم آتی ہے مجھے کس کس کا احسان ہوگیا

اس مردہ مضمون مین از سر نو جان ڈالی ہے گستاخ کیا اچھی لفظ ہاتھ آئی ہے

شعر

پہلے ہی سے کسقدر دست جنون گستاخ تھا | دامن یوسف بھی وحشی کا گریبان ہوگیا

لفظ نام نے اس شعر کو نیا کر دیا۔ یہ لفظ اور اوس شخص کو طے جو الف کا نام نہین جانتا

شعر

قتل اس درجہ کئے عشاق کوئی حد نہین
آپ ہی کے نام کا شہر خموشان ہو گیا

یہ شعر بھی کیا خوب شعر ہے۔

شعر

اقربا روتے ہین کیون انکو بھی سننا چاہئے
میرے مرجانے سے میرا راز پنہان ہو گیا

راز پنہان کے ٹکڑے نے کیا لطف پیدا کیا ہے۔

اس شعر مین کیا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

شعر

آج ملک تن مین کیسی بستیان سنسان ہین
دل کے مرجانے سے سارا شہر ویران ہو گیا

مقطع سنئے۔

مقطع

وہ بھی کہتے ہین تعجب ہے مجھے اس بات کا
عشق مین میرے شفیق ایسا غزل خوان ہو گیا

سچ ہے۔ شفیق۔ جو وہ کہتے ہین وہی سب کہتے ہین ہمکو بھی تعجب ہے ایک جاہل مطلق انپڑھ اور ایسا شاعر شفیق تمھاری نظیر نہین تم خود ہی اپنی نظیر ہو دل سے دعا نکلتی ہے

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

امروہہ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء

خاکسار حامد علی

تقریظ از طلاوت زبان کلک جناب پنڈت برج نرائن صاحب چکبست لکھنوی

شفیق بندہ تسلیم

مجھے سخت افسوس ہے کہ مین تعمیل ارشاد سے معذور رہا اور آپکے دیوان کیواسطے قطعہ تاریخ نہ کہہ سکا
مینے آپکا کلام بارہا شوق سے پڑھا ہے اور سنا ہے۔ شعرا کے لیے کہا گیا ہے کہ شاگردان الٰہی
اگر واقعی کسی کے لئے یہ لقب موزون ہو سکتا ہے تو آپ کے لئے آپکے کلام کی شستگی اور
لطافت قدرتی ہے۔ اور تصنع سے آزاد ہے مجھے کامل یقین ہے کہ آپکے کلام کا مجموعہ نظم اردو مین
قابل قدر اضافہ ہوگا اور نہایت شوق سے پڑھا جائیگا

چکبست لکھنوی

۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء

تقریظ دیوان ہذا از گہرباری خامہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

یہ بات مسلّم ہے کہ شاعری فطری چیز ہے اکتساب سے اسکو کوئی تعلق نہین شاعر صرف مدرسہ الٰہی مین تعلیم پاتا ہے مناظر قدرت اوسکے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہین اور یہی آیات الٰہی اوسکا تعلیمی نصاب ہین موجودات عالم مین صرف شاعری مین قوت ودیعت ہے کہ وہ طبقات عالم کو درہم وبرہم کردے اوسی کی فکر مین دریاؤن کا جزرومد پنہان ہے شعر کی حقیقت پر اون لوگون نے پردہ ڈال دیا ہے جو اوسکو حقیقی محل پر استعمال نہ کرسکے عصر موجود مین شعر وشاعری کا کوئی معیار باقی نہین رہا اور اوسکی اہمیت کا انکشاف بعض سطحی نظر نہ کرسکین صحن عالم مین صرف شاعری یہ چیز رہ سکتی ہین۔

من کیستم آن سالک کونین مسیرم	گنجینۂ جوہر قدس است ضمیرم
آن تشنہ قدیم کہ زلب تشنگی وحی	جبرئیل در آید بحریم گاہ ضمیرم

ہمارا مشاہدہ ہے کہ فضلاء سے جو شعر موزون نہین پڑھے گئے وہ اکثر جاہل اور کم سن بچون نے

بلا تکلف پڑھ دیئے یا بہت سے شاعر دیکھے جو دن رات اس فن سے شغل رکھنے پر بھی
شعر کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے یہان سے شعر کی استعداد کا خداداد ہونا مسلم ہے
شاعری مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے اور انسانکا مافی الضمیر فقط شاعر کا قلم ہے ۔

عرب جاہلیت مین صرف شاعری اوس قوم کے لئے طرۂ امتیاز تھی اونھین کی مرصع
نظمین کعبہ کی مقدس دیوارونکا طوق گلو تھین سوق عکاظ اونھین کی نوا سنجیون سے
گونجتا تھا قبایل کی باگین اونھین کی ہاتھونمین تھین اگر وہ کسی قبیلہ کو برانگیختہ کرنا چاہتے
تو ایک شعر اونکا ہزار لشکر ونکا کام دیتا تھا جب کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا تو قبیلہ کی
عورتین جمع ہو کر فخریہ گیت گاتی تھین اور اوسکو مبارکباد دی جاتی تھی قبیلہ کی موت اور
زندگی فقط شعر سے وابستہ تھی۔

نظم کر لینا اور صاحب دیوان ہوجانا آسان ہے مگر شاعر ہونا اختیار سے باہر ہے بہت سے
صاحب دیوان شاعر ایسے ہین جو بتکلف شاعر بنے اور اونھون نے مختلف چمنون سے
گلچینی کر کے ایک گلدستہ تیار کر دیا مگر پھولونکی ڈالیون کو مناسب مقام پر نہ لگا سکے
نہ اوس گلدستہ کو مرتب کر سکے بلکہ اونھون نے اصلی باغبانکی ریاضت کو بھی خاک مین ملا دیا
نظم کا ذوق فطری ہوتا ہے اس دعوی کی برہان مین مین اپنے شفیق دوست سید محمد حسین صاحب
کا دیوان پیش کرتا ہون باوجود اپنی بے سوادی کی نظم کرنیمین باسواد اور اکثر ناظمون سے
ممتاز ہین اور ملکہ خاص رکھتے ہین کلام مین آمد زیادہ ہے آورد بہت کم جو ادبامین ایک
بڑی صفت ہے گو یہ دیوان بتمامہ میری نظر سے نہین گذرا لیکن اسکا اکثر حصہ مینے وقتاً فوقتاً
سنا اور لطف اندوز ہوا شفیق کی خصوصیات مین یہ بات قابل ذکر ہے جسنے اونکو تمام
افراد مین ممتاز کر دیا ہے کہ پڑھے لکھے نام کو نہین مگر نظم کرنیمین نہایت حاضر طبیعت ہین
معاملہ بندی اور جذبات سے کلام خالی نہین ہوتا شفیق نے اس عصر کے شعرا سے خراج تحسین وصول
کیا ہے امید ہے کہ ادبا دنیا مین انکا دیوان قبولیت عام حاصل کرے۔

عزیز لکھنوی

تقریظ از مضمون زیری خامہ جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب

لسان الفصحا بجا ہی جو جناب سید احمد حسنین عرف نخو صاحب شفیق لکھنوی کو کہا

اس لئے کہ زبان مادری انکی زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو سی بخوبی واقف ۔ اگرچہ مطلق نہ لکھے نہ پڑھے لیکن وہ ہماص صفت جو ایک زبان اردو کے جاننے والے میں اعلی پیمانہ کی ہونا چاہئے تے انمین خاطر خواہ موجود ہی بہت سے نیال مبصرین ضرور تنقیدی نظر ڈالین گے اور نہایت متانت سی کام لین گے کہ یہ جملہ خدا جانے کس لئے جناب شفیق لکھنوی کیطرف منسوب کیا گیا جو کہ بحیثیت انصاف ایک امی خصال ہین تو ایسی حالتمین میرا مستند جواب یہ کافی ہوسکتا ہے کہ جناب شفیق لکھنوی بحد زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو اور فطری مذاق اصناف نظم و نثر اور تخیل جذبات طریقہ زبان مذکور مین بہت ہی بہتر ہین ۔ اگر اس حالت پر بھی جناب شفیق لکھنوی اس خطاب مذکورہ بالا کے مستحق نہ سمجھے جائین تو وہ واقعی ہیحد حق تلفی ہی ۔ انکی عظمت پاکیزہ خیال و نیز سیاست زبان اردو محتاج بیان نہین ہے کیونکہ فی الحال یہ اپنی آپ ایک نظیر ہین اور خیال تخیف مین مشکل ہے ایسا شخص ممکن ہونا ۔ جناب شفیق اپنے حد مذاق اردو شاعری کی ایک رکن خاص ہین ۔ ناقدان فن یہ دلیل نہ خیال کرین کہ اس خطابی جملہ سے تخیف کا کیا مطلب ہے محض اس غرض سی کہ دنیا مین ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہین جنھون نے اس بے برگی و بے سامانی علم پر اس حد کی مرکزی تحقیق اور فصاحت کا مادہ اپنی مین پیدا کر لیا ہی جناب شفیق لکھنوی کی شاعری مین جناب انیس مرحوم کا رنگ بھی اکثر مضمر ہے اثر ۔ درد ۔ عشق ۔ ہجر ۔ وصل ۔ رنگ جذبات علی الخصوص مذاق سلیم متعلقہ زبان اردو تو خاص انکا حصہ ہی ۔ کوئی شخص غیر جو جناب شفیق لکھنوی کی ماہیت سی واقف نہو وہ انکا کلام سنکر یہ نہین بتا سکتا ہی کہ یہ واقف اسرار فن شاعری و ماہر اصناف عروض و نظم و نثر نہین ہین ۔ اس حد کا

تو مذاق سلیم انسان اپنے مین پیدا کرے جناب شفیق لکھنوی کا انہماک شاعری پر اسقدر بڑھ گیا کہ جسنے انکو اس خطاب مذکورہ بالا کا مستحق بنا دیا۔ جناب شفیق لکھنوی نے مجرد ختم زبان مذکور کسی طرحکا ایثار و نیز اعتکاف مذاق خیالات شخص دیگر اپنی ذات سے وابستہ نہین کیا۔ بلکہ ہمیشہ ایسے اوقات پر انکی طبع مایل بانحطاط رہی۔ ہمیشہ یہ خیال رہا اور یقین رہتا کہ ایسے کلام مین ترکیب زبان فارسی یا ادق الفاظ عربی و نیز فارسی کا کثر نسبت ہونا چاہیے کیونکہ گلستان زبان مذکور مستقل طور پر باقی نرہیگی پس اسی خیال سے جناب شفیق لکھنوی ضرور خطاب مذکورہ بالا کے مستحق ہین۔

وصف لکھنوی

ازکرشمۂ فن طبیعت جناب نواب سید محمد تقی خانصاحب ہاتف لکھنوی

ان اللہ علی کل شئ قدیر

شکر ہی اوس خدائے واحد وقادر کا جسنے باوجود جسم وجسمانیت سے بری ہونیکے ایک لفظ کن سے تمام موجودات عالم کو خلق فرماکر نعمات متعددہ ومختلفہ سے متنعم فرما کلام پیدا کیا اور جس شئے مین چاہا قوت گویائی عطا فرمائی۔ جیسا کہ موسی عمران کو عالم وجود مین بھیجتے ہی نطق بھی عطا فرمایا۔ اور قابل نعت ہی وہ رسول امی جسنے مصداق ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کوئی کلام نہ کیا اور اوسکے لئے ہمارے قادر نے تمام نباتات وجمادات وغیرہ مین قدرت سلام وکلام عطا فرمادی بعینہ اسی طرح قابل نعت ہی بقیۂ نور رسول یعنی حضرت سید المرسلین کا نفس۔ چچازاد بھائی وصی وجانشین حقیقی جسنے دنیا مین جلوہ گر ہوتے ہی تمام صحف سابقہ کی مع قرآن کریم جو اوسوقت تک نازل بھی نہ ہوا تھا تلاوت فرمائی اور بہ فصاحت تمام رسالت حضرت پناہی کی شہادت دی لاکھ لاکھ درود و سلام ہوا و نیز اونکی

آبائے طاہرین پر اور اونکی اولاد معصومین پر کہ میرے دوست جناب سید احمد حسن صاحب شفیق لکھنوی کا دیوان مسمّیٰ بہ عطیۂ الٰہی طبع ہوکر باعث اظہار قدرت پروردگار ہوا حضرات

سرزمین لکھنؤ قدرتاً کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ مرکز علوم ہوگئی۔ ایسی کہ شرقی علوم وفنون کے تمام اصناف مین ہر شخص یہاں کا گل سرسبد ہوا۔ اور مذاق شعری کو تو یہاں کی آب وہوا کچھ ایسی راس آگئی ہے کہ جسکی کوئی حد نہین اوسپر طرہ متقدمین کی کوششین اور موجودہ صاحبان زبان وارباب حق کی ہمتون کا اثر۔ باہتمام تمام مشاعروں کا ہونا اور زبان کو زندہ رکھنے کے ان کارکا سلسلہ رہنا وغیرہ وغیرہ بھی وہ اسباب ہین جنسے سرزمین لکھنؤ پہ بہتر سے بہتر شعرا پیدا ہوتے گئے اور انشاء اللہ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ نتیجہ یہ کہ ہر طبقہ مین شاعرانہ مذاق کافی طور پر داخل طبیعت ہوگیا ہے اور بلا جنبہ داری کے کہہ سکتا ہون کہ کیا عجب ہے کہ یہ امر بھی لکھنؤ کے مخصوصات مین شامل ہو۔

مثال مین جناب شفیق تلمیذ جناب رشید لکھنوی مدظلہ موجود ہین جو فی الواقع جاہل محض ہین حتیٰ کہ اپنا نام بھی نہ لکھ سکتے ہین نہ پڑھ سکتے ہین لیکن قدرت کیطرف سے کچھ ایسی طبع رسا مرحمت ہوئی ہے اور ایسا مذاق سلیم عطا ہوا ہے کہ آج آپکے سامنے ممدوح کا دیوان موجود ہے جو اونکے تصانیف کا نمونہ ہے۔ بڑی خوش قسمتی یہ کہ اوستاد بھی ملا تو شفیق اور صحیح یہ ہے کہ قدرت نے ایک جاہل کو قدرت کلام فصیح عطا فرمائی ہے لکھنؤ کو ایسے شخص پر فخر کرنا بیجا نہین ہے مذاق شعری کی حالت یہ کہ غزل مرثیہ۔ سلام۔ رباعی۔ قصیدہ۔ قومی نظم۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ تمام اصناف شاعری مین لکھنؤ ایسی معیار الکلام مقام پر خاص طور پر نام پیدا کرلیا۔ ایسا کہ ناواقف اصحاب محض کلام سنکر نہین پہچان سکتے کہ یہ شخص جاہل ہے غرضکہ اس دیوانکے ملاحظہ سے حضرات کو کافی طور پر اندازہ کرنیکا موقع ملیگا کہ باوجود مٹی ہوئی حالت کے لکھنؤ ابتک اپنی وضع کا کس آن بان سے پابند اور اپنی زبان پر کسو نکر قبضہ کئے ہوئے ہے۔

العبد المذنب

سید محمد ذکی علیخان عفی عنہ خلف عالیجناب نواب معز الدولہ احتشام الملک سید محمد تقی خان بہادر اسد جنگ مغفور رستم نگر لکھنؤ

از جوہر طبع جناب پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب[ع]

جناب نخو صاحب شفیق کا دیوان لکھنؤ کا معجزہ نہین تو کیا ہے کلام کا عیوب سے پاک
ہونا کوئی خوبی نہین ہی بلا تصنع کل محسنات کلام سے آراستہ ہونا اور پھر ہراخر ذرو
خطی سے شاعر کا عاری ہونا البتہ کمال ہے۔ بیشک لکھنؤ کی زبان شاعری کی
جان ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا ایمان ہے۔ اب بھی اگر استوان منظور ہو لکھنؤ کی
کسی شریف خاندانون کی باتین سنو پھر مطول اور مختصر کے ورق الٹ دیکھو
جو کچھ سکاکی نے لکھا ہے ہماری زبان نے اوسکا عطر کھینچ لیا ہے اسمین شک نہین
کہ لکھنؤ اس گئے گذرے وقت مین بھی جو کچھ ہی غنیمت ہی۔ مگر نخو صاحب کا دیوان
محض لکھنؤ کی زبان اور شریف خاندان کا جوہر نہین ہے بلکہ خداداد موزونی اور
اور طبیعت کے لگاؤ کو بھی دخل ہی ورنہ ہر گلی کوچہ مین لکھنؤ کے دو ایک شاعر ہوتے
یہان تو صرف ایک شفیق ہی شفیق نظر آتے ہین نخو صاحب کا کلام کوئی معمولی
بات نہین ہے اوستادانہ کلام بلکہ کمال ہے۔ اہل سخن دیکھین گے اور وجد
کرین گے پڑھین گے اور داد دینگے دلون سے آہ نکلے گی اور زبانون سے واہ
اس سب پر طرّہ یہ ہے کہ پرگو اور سیف لو دونون ایک ہی شخص مین جمع ہین
طرح دیدو غزل کہلوا لو یہ تو کوئی بات ہی نہین اکثر شکی مزاجون نے امتحان بھی
کر لیا جو ہمنے لکھا ہے ویسا ہی پایا۔

حررہ ہادی

ع نوٹ۔ چونکہ یہ تقریظ دیر میں وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہو سکی۔

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آسی لکھنوی

ایسے دیوان کی تعریف مین اور کیا لکھئے
قابل نازش اردوے معلا لکھئے

دیوان شفیق از ابتدائے بسم اللہ تا تائے تمت میری نظر سے اچھی طرح گذرا وجہ اوسکی یہ ہے کہ جب مصنف نے نظر ثانی شروع کی تو مسودات غزلیات مین ہی پڑھتا جاتا تھا یہ سنتے جاتے اور جابجا حک و اصلاح کرتے جاتے تھے جناب شفیق کی پر گوئی اور زود گوئی کا اسکے پہلے بھی مجھکو چند مرتبہ تجربہ ہوچکا تھا اکثر مشاعرونکی غزلین ساتھ کہنے کی نوبت آئی ہے جتنی دیر مین یہان ایک شعر ہو وہ دو تین شعر کہہ چلے انہین شاعرانہ قوت مشقی نہین بلکہ خداداد ہے اصناف سخن پر ایک ہی طرحکی قدرت و ملکہ ہے باستثنائے تاریخ کہ الف بے ہی نہین پڑھے حروف ابجد کے اعداد کیا جانین ہان صوری تاریخ بھی کہہ سکتے ہین غرضکہ مین کہہ سکتا ہون کہ شفیق ایک بیمثل شاعر ہین اور لکھنؤ کے تمام شعرا مین ایک ممتاز نظر سے دیکھے جاتے ہین اور خوش گو بھی اس حد کے کہ مجھے نہین یاد آتا کہ شفیق جس مشاعرہ مین پڑھے ہون اور بخوبی داد نہ ملی ہو یہی وجہ ہے کہ فہرست خوش گویان لکھنؤ مین انکا بھی شمار ہے شفیق کی ذات علاوہ کمال شاعری کے چند در چند صفات سے اور بھی متصف ہے جو شخص سیدھی اولٹی عبارت نہ پہچان سکے اوسکی بول چال ایسی صحیح و درست کہ پڑھے لکھونکو تعجب ہو کیا مجال جو فک اضافت ہو یا غیر فصیح جملہ زبان سے نکلے روزمرہ وہی جو ثقات شعرا کا ہونا چاہئے ایک یہ بھی صفت ہے کہ اور اکثر اہل لکھنؤ پر جو زبانکے بگڑنیکا اثر پڑا ہے انپر مطلق نہین ہے یعنے انکی زبان وہی لکھنؤ کی اردوے معلی ابھی تک باقی ہے حافظہ ابتک ایسا قوی کہ ہمیشہ پوری غزل پڑھنے وقت یاد ہوتی ہے ایک شعر نہین بھولتے طرفہ بات یہ ہے کہ جب اوستاد سے اصلاح لیتے تھے جب اصلاح بھی اوسی طرح بے روک صفائی سے پڑھ جاتے تھے جیسے اپنا کلام شفیق خلیق

نوٹ۔ چونکہ یہ تقریظ دیر مین وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہ ہو سکی۔

متواضع خوش مزاج وطن دوست اور بندهٔ دوست پس پشت بھی دوست کے عمل دخل گو
کبھی برا نہین سن سکتے مزاجمین شوخی و ظرافت بھی ہی افسوس کہ شفیق نے اپنا لطف
کلام نہین رکھا ورنہ وہ بھی ایک مجموعہ دلچسپ ہوتا باشندگان لکھنؤ مین ہر طبقہ مین
انکو اک طرحکی ہر دل عزیزی حاصل ہی جواہر کی تجارت کرتے ہین اچھا شعر پرکھنے مین بھی
وہی ملکہ ہے جیسا کہ جواہر پرکھنے مین نگاہ ہے منصف مزاجی کی یہ حالت ہے کہ چاہے دشمن کا
شعر ہو مگر اچھا ہو تو یہ نہایت جوش و خروش سے داد دیتے ہین اعلیٰ الہی کے بیرق
کبھی بیٹھے پڑھ کے منصف سے صحیح کئے علاوہ اون ردیف۔ جنمیں [illegible] ہے ثابت قدم
تعلق ہے کوئی غزل میری نظر سے ایسی نہین گذری کہ جسمین تین چار شعر بہت اچھے
پائے ہون۔ تمام دیوان مین حضرت آتش کے رنگ کی جھلک نمایان طور پر نظر آتی ہے۔

ع قبول خاطر و لطف سخن خدا داداست

آبد لکھنوی
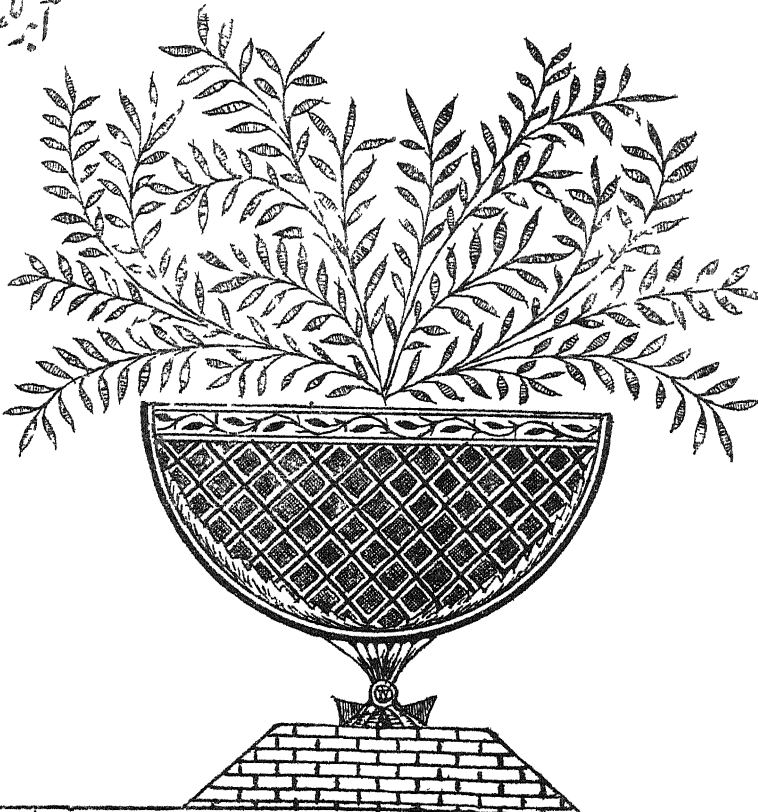
غزل نعتیہ

بوقت نظم کافی ہی سہارا مجھکو یزدان کا
نمونہ اُسکی قدرت کا ہی مطلع میرے دیوان کا

مقابل ہو تو پھیکا رنگ ہو لعل بدخشان کا
نگین مہر سلیمان کا ہی مطلع میرے دیوان کا

بکے تھے مصر کی بازار مین تونے نبوت دی
عنایت سے تری یہ مرتبہ ہی ماہ کنعان کا

ترا الطاف تھا ہون عبد اور معبود مین باتین
اسی سے اوج پر ہی مرتبہ موسی عمران کا

وہ کیا مردے جلا سکتے تھے تیرا حکم تھا خالق
ترے دم سے تھا یہ بھی معجزہ عیسی دوران کا

تجھی نے شیر سے اُنکو بچایا اپنی رحمت سے
وگرنہ کون تھا تیرے سوا صحرا مین سلمان کا

بنایا تونے آدم کو ملائک نے کیا سجدہ
یہ تیری مصلحت تھی ورنہ یہ رتبہ ہو انسان کا

خلیل اللہ نے کعبہ بنایا ہاتھ سے اپنے
یہی معمار قدرت چاہیے تھا تیرے ایوان کا

تجھی نے نوح کا بیڑا بچایا غرق عالم تھا
تجھی نے اُسکو روکا اور توہی بانی تھا طوفان کا

بوقت قتل اسمعیل دنبہ بھیجا جنت سے
زمانہ مین ہوا چرچا جبھی سے عید قربان کا

تجھی نے لفظ کن سے دو جہان پیدا کیے یارب
تجھی سے زور چل سکتا نہین عالم کے سلطان کا

عجب محبوب ختم الانبیا پیدا کیے تونے
رسول پاک کو مالک بنایا دین و ایمان کا

اُسیکو مالک کوثر بنایا واہ ری قدرت
اُسیکی ملک ہی ادنی سی پورا باغ رضوان کا

اُسی سے معجزہ شق القمر کا ہوگیا پیدا
اُسی دمسے تو سینہ شق ہوا ہی ماہ تابان کا

رسول پاک کے سب مرتبونسی ہی توہی واقف
ترے راز و نیاز عشق مین کیا دخل انسان کا

مری عزت بچانا نظم کے میدان مین اے یارب
توہی رتبہ بڑھائیگا شفیق ایسے غزل خوان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیوان ہوا مرتب دیکھے گا اک زمانا
ان پڑھ ہو مین الہی عزت مری بچانا

اک لفظ کن سے تیرا ہر چیز کا بنانا
جیسا کہ تو ہے خالق ویسا ہے کارخانا

یکتا ہے تو بھی خالق تیرا نبی یگانا
دنیا مین جس سے پایا اسلام نے ٹھکانا

سب منکرونکے ہاتھون وہ ظلم کا اوٹھانا
یہ اوسکا قاعدہ تھا اخلاق کا بتانا

تیرا پیام لیکر ہر سمت اوسکو جانا
تو دوست تھا الہی دشمن تھا اک زمانا

ایسے نبی کا یارب ایسا وصی بنانا
جسکو امام اول کہنے لگا زمانا

سچ ہین یہ نبی کے تھا فعل عاشقانا
وہ دے سکے اپنی جانین اسلام کو بچانا

ان سب نے منکرونکا ستہراو کردیا ہے
کفار کو تھا مشکل جانونکا بھی بچانا

ان کو ہی تو نے دی تھی ایسی صفت الہی
ہر دم جہاد کر کے کفار کو دبانا

ایمان کے چمن مین یہ معجزہ ہے ظاہر
نام کریم سنکر کلیون کا پھول جانا

ایمان کے جو ہین بلبل وہ کر رہے ہین کوشش
اپنا بنا رہی ہین جنت مین آشیانا

ان کی زبان کی قوت زائد ہو یا الہی
اسلام کا ہے ڈنکا بلبل کا چہچہانا

انسان ہون یا کہ طائر آباد اونکو رکھنا
پڑھتے ہین ہر چمن مین جو تیرا ہی فسانا

اس طرح سے نبیؐ نے بویا ہی تخم ایمان
سنتے ہی نام خالق بیلونکا پھیل جانا

شاخین جہان مین اسکی ہر سمت کو گئی ہین
کس کو جہان مین آیا ایسا چمن لگانا

جتنے شجر ہین اسکے سرسبز ہو رہے ہین
کیا لطف ہے زمین پر سبزے کا لہلہانا

جو پنجتنؐ کو تونے یارب دئے ہین رتبے
تونے اونھین بنایا تونے ہی اونکو جانا

کھیتی انھین کے دم سے اسلام کی ہری ہے
سینچا ہے اپنے تونے ہی مزرع دانا دانا

قوت علیؐ کی یہ ہے عالم مین آشکارا
وہ دست چپ سے اپنے خیبر کا در اوٹھانا

کچھ مصلحت تھی اسمین بولے نبیؐ علیؐ سے
کاندھے پہ میرے چڑھ کر کعبے کی بت گرانا

بارہ امام بھی ہین ایسے امین یارب
تونے عطا کیا ہے اسلام کا خزانا

دنیا مین ایسی قوت کس کو ہوئی ہے حاصل
سب سے بلند پایا ان کا ہی آستانا

اتنا خیال رکھنا مخدومۂ دو عالم
ہم ایسے عاصیون کو دوزخ سے تم بچانا

اوسکی خدائی بھر کا ہے اختیار تم کو
ہوگا تمھارا قبضہ جنت پہ مالکانا

پھر سب زیارتون سے روشن ہون سبکی آنکھین
میرا مع عزیزان کے ہو مدینہ جانا

بی بی اسی طرح سے حج سے بھی ہون مشرف
کونین کی خوزادی ہے عرض خادمانا

یارب ترے کرم کا کیا شکر یہ ادا ہو
تونے عطا کیا ہے کیا نظم کا خزانا

اچھا ہے یا برا ہے تیرا ہی ہے عطیہ
اسکو قبول کرنا ہے نظم جاہلانا

بے شبہ تونے اپنی قدرت دکھائی سبکو
میری زبان سے نکلین الفاظ عالمانا

معبود میرا تجھپر احوال سب ہے ظاہر
تیرے سوا کسی کو مینے کریم جانا

تیرے سوا نہین ہی میرا کوئی سہارا
دم بھر مین تو ہی دینا اتنا مجھے خزانا

جس سے کہ میری نکلین یارب ضرورتین سب
حاجت روا ہے عالم عزت مری بچانا

روشن ہی تیرے در پر دست دعا ہون یارب
کیا بات تیرے آگے قوت مری بڑھانا

کس سے کہوں الٰہی سنتا ہے کون میری
جو میرے کام آئے ایسا نہیں زمانا

تیرے ہی در پہ یارب پھیلا ہی ہاتھ میرا
میرا بشکل سایل ہو تیرے در پہ آنا

عزت تجھی نے دی ہے تو ہی اسکا حافظ
میرا بگڑ چکا ہے سارا ہی کارخانا

ہو غیب سے الٰہی ساماں ایسا ظاہر
کچھ ایسی ہو ترقی دیکھے جسے زمانا

سب التجائیں میری مقبول ہوں الٰہی
دیکھوں میں اپنے سر پر رحمت کا تیری آنا

یارب قبول کرنا صدقہ میں پنجتن کے
لا علم ہوں الٰہی ہے مختصر فسانا

ان طرح شفیق یارب آیا ہے تیرے در پر
یہ ہو اثر سخن میں اچھا کہے زمانا

غزل نعتیہ

دعا میکش نے دی ہے پیکے پیمانہ محمدؐ کا
قیامت تک رہے آباد میخانہ محمدؐ کا

نبی سب گرد ہونگے آپ ہونگے بیچ میں بیٹھے
جنا میں ہو گا جب دربار شاہانہ محمدؐ کا

سوا ذکر خدا کے اور کوئی بات کیا ہوتی
ملائک سے بھرا رہتا تھا کاشانہ محمدؐ کا

پلائیں گے سبھوں کو جام بھر کر ساقی کوثر
نبی سب دیکھنے آئیں گے میخانہ محمدؐ کا

گنا ہونکے سبب جائے تو اوسکو کیا ضرر پہونچے
نہیں دوزخ میں جل سکتا ہی پروانہ محمدؐ کا

مئے حب علی پیکر بہار خلد دیکھے گا
چلے گا جھوم کر ایک ایک مستانہ محمدؐ کا

عجب کیا ہے جو یہ عرش بریں بھی جھکیں کہتا ہو
زمیں وہ کیا ہے جسپر ہو گا کاشانہ محمدؐ کا

خدا کا نام ہو لب پر چلا جاتا ہی جنت میں
کسی کی بھی نہیں سنتا ہی دیوانہ محمدؐ کا

شفیق زار وہ جنت میں جائیگا خدا شاہد
سنا ہی گوش دل سے جسنے افسانہ محمدؐ کا

اک جوانی کا سبب اور یہ ارمان ہونا
سخت مشکل ہو مری موت کا آسان ہونا

میں کہاں نظم کہاں جاہل مطلق ہوں میں
اوسکی قدرت ہو مرا صاحب دیوان ہونا

کارگر پند و نصیحت نہین ہوتی اوسکو
جسکی تقدیر مین لکھا ہو پریشان ہونا

وقت زینت ہی مجھے اونپہ ہنسی آتی ہی
آئنہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا

یاد آتی ہین مجھے اونکی وہ بھولی باتین
خود مجھی کو ستانا اور خود ہی پشیمان ہونا

تونے مجنون کے کف پا مین کئی زخم بہت
میرا پابوس بھی اے خار مغیلان ہونا

تونے صیاد قفس پر جو رکھی پھول تو کیا
موت بلبل کی ہی دوری گلستان ہونا

گر اسی طرح ہین غارت گر دنیا تری ظلم
میری نظرون مین ہی عالم کا بیابان ہونا

ہر رگ دلمین مری روز خلش ہوتی ہی
اسمین ممکن ہی ترے تیر کا پیکان ہونا

ایک دن آنیکا اک سوے عدم جانیکا
رسم ہی خلق مین دو روز کا مہمان ہونا

دل یہ کہتا ہی مرا سلسلہ گیسو سے رہا
مین نے دیکھا ہے پریشانسی پریشان ہونا

ساکن ملک عدم شعبدہ یہ سیکھی ہین
خواب مین آئین کہا آنکھ تو پنہان ہونا

یہ مرے کاتب قدرت نے مقدر مین لکھا
روز فرقت کا ادا یہ شب ہجران ہونا

قیس نے دشت نوردی مین بسر اپنی کی
میری تقدیر مین تھا ساکن زندان ہونا

روشنی قبر پہ کردے کوئی اتنا بھی نہین
قہر ہے دل کا چراغ تہ دامان ہونا

اے جنون تیری ہی خصلت ہی مری رگ رگ مین
اب کبھی مجھسے نہ تو دست و گریبان ہونا

لاش بھی تیری گلی سے نہ نکلنے دیگا
ہجر مین دم کا مرے صورت ارمان ہونا

دل بیتاب مرا سینہ سے باہر آیا
ابتو ممکن ہی نہین راز کا پنہان ہونا

بولا چلا کہ ہم باتو نہین کرتے ہین قتل
ہمکو شرماتا ہی شمشیر کا عریان ہونا

بیکسی کہتی ہی ویرانہ رہے اوس جا پر
جس سی ظاہر ہو کبھی گور غریبان ہونا

مجھکو عسرت مین حیا آتی ہی یارب اسکی
تیری موجودگی اور غیر کا احسان ہونا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ جاہل ہی شفیق
ہی بہت جائے عجب اسکا غزل خوان ہونا

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر دم یہ ہے قابو اپنا
لڑتے ہی آنکھ اثر کر گیا جادو اپنا

یار گو پاس نہیں دل تو نہیں گھبراتا
درد کے صدقہ میں آباد ہے پہلو اپنا

پاس سے اوٹھکے وہ جانیکو ہیں دل نالاں ہے
گو سوا خانۂ ماتم سے ہے پہلو اپنا

ہم پئیں یا نہ پئیں غیر کو اک جام نہ دیں
اونکی میخانہ پہ ہو جائے جو قابو اپنا

جگر امداد جو کرتا ہے تو دل کھتا ہے
تو تو ہر وقت میں ہی قوت بازو اپنا

آتش ہجر وہ بھڑکی ہے جگر جلتا ہے
دل ناشاد بچائے رہے پہلو اپنا

جسطرح چاہئے زینت کو ترقی دیجے
آخر اپنا ہے رات اپنی ہے گیسو اپنا

قتل لاکھوں کو کیا ہے تن تنہا قاتل
اپنے ہی ہاتھ سے تو تھام لے بازو اپنا

دلکی بے چینی سے جب میں ہوا بالکل عاجز
اپنے ہی ہاتھ سے زخمی کیا پہلو اپنا

ہے شفیق جگر افگار ہوا ہجر میں کیا
اپنے رونے سے بھی رکتا نہیں آنسو اپنا

آئینہ میں عکس جب اوسکا مقابل ہوگیا
پھر تو وہ قاتل مرے قاتل کا قاتل ہوگیا

تیر مارا تھا جگر پر دل بھی گھایل ہوگیا
قاتل اک بسمل کے ساتھ اک اور بسمل ہوگیا

میں جنوں میں کہتا ہوں اوسکا مرقع دیکھکر
اب تو تو نام خدا باتونکے قابل ہوگیا

سر جو کٹوا کر گیا اوس بزم میں حاصل فروغ
نام روشن خلق میں اے شمع محفل ہوگیا

وہ بھی دل تھامے ہوئے آتے ہیں گھبرائے ہوئے
اب اثر پورا ترا اے نالۂ دل ہوگیا

اوٹھ گئی وہ شمع میرے دلکی صورت جل گئی
غش ہوا میں اور بھی کچھ رنگ محفل ہوگیا

پھر تجھے ہم نذر دینگے اے خدنگ ناز یار
اور دل ممکن جو کوئی تیرے قابل ہوگیا

شمع نے آنسو بہائے جان پروانوں نے دی
اونکے جاتے ہی دگرگوں رنگ محفل ہوگیا

مفت وحشت کی سبب بدنام ہوتا ہی جنوں
باعث صحرا نوردی پاؤں کا تل ہوگیا

اے جنوں زلف مسلسل کی محبت میں قید
ساتھ میرے دل بھی پابند سلاسل ہوگیا

چودھوین شب مجھکو نیند آتی نہین لگتی ہین
ماہ کامل آج اوس رخکی مقابل ہوگیا

اوسنے منہ دیکھا شکستہ کرکے شکل آئینہ
جلوہ گہ لاکھون حسینونکا مرا دل ہوگیا

جمع تھے ارمان تیر ناز کے خالی تھی جا
دلمین آ بیٹھا تو دونا رنگ محفل ہوگیا

چاک دامن تو کیا یوسف کا جوش شوق مین
رنج سے ٹکڑے زلیخا کا مگر دل ہوگیا

مرنے بیٹھے ہین نہین اب اوسکی آنیکی امید
کام جو آسان تھا مجھکو وہ بھی مشکل ہوگیا

کیا تکبر بھی بری شی ہے خدا کی شان دیکھ
آئینہ مین تو ہی خود اپنا مقابل ہوگیا

اقربا کفنا کے مجھکو تا لحد پہونچا گئے
ساتھ میرا اونکا بس دو ہی منزل ہوگیا

عید غیر و سنے ملے وہ اسکو یہ صدمہ ہوا
میرے سینے سے لپٹ کر غش مرا دل ہوگیا

ہر گھڑی ہر لحظہ کی مشق تصور اسقدر
یار کا نقشہ ہماری آنکھ کا تل ہوگیا

در سے محفل مین بلایا اوسنے مین یہ خوش ہوا
دو قدم کا راستہ بھی ایک منزل ہوگیا

مینے جب چاہا کہ بحر غم سے مین ہوجاؤن پار
دور مجھسے منزلون دامان ساحل ہوگیا

دیکھکر روتے ہوئے مجھکو تجھین ہنسنا نہ تھا
برق کے گرنے سے بیتاب اوبھی دل ہوگیا

عشق عارض مٹ گیا ہوتے ہی عشق زلف یار
شام سے ٹھنڈا چراغ خانہ دل ہوگیا

اے شفیق زار بعد مرگ بس اتنا تو ہو
سب کہین احباب اک ایسا بھی جاہل ہوگیا

کہہ لاکھ مگر کوچے سے بستر نہ اوٹھیگا
یہ تیرا ستم ہمسے ستمگر نہ اوٹھیگا

سینے پہ مرے بیٹھکے خود سر نہ اوٹھیگا
بے قتل کئی مجھکو ستمگر نہ اوٹھیگا

دل در سے ترے اے مرے دلبر نہ اوٹھیگا
ہی ضعف بہت مجھسے یہ پتھر نہ اوٹھیگا

لازم ہے کہ تم ناوک مژگان سے کرو قتل
ابرو کا اشارہ ہی کہ خنجر نہ اوٹھیگا

جو عشق کے رستہ مین جہان بیٹھ گیا ہی
تا حشر کبھی وہ ترا لاغر نہ اوٹھیگا

ہر آبلۂ دل مین مرے راز بھرے ہین
ہرگز مرے پہلو سے یہ لنگر نہ اوٹھیگا

جلاد نے بسمل کو کیا قتل یہ کہکر
اب تو کبھی ہنگامۂ محشر نہ اوٹھیگا

میخوار تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
اب حال یہ پہونچا ہے کہ ساغر نہ اوٹھیگا

یہ مجھسے گران جان کا احوال فرشتون
تمسے بھی مرے قتل کا محضر نہ اوٹھیگا

سویا ہی ابھی تھک کے غم و رنج و محن سے
تا حشر کبھی میرا مقدر نہ اوٹھیگا

یہ اونکی حیا کہتی ہے تم بیٹھے ہو جب تک
مجذوب ہین زانو سے کبھی سر نہ اوٹھیگا

اسطرح جلائیگی اوسے آتش الفت
پروانہ کا محفل سے کبھی پر نہ اوٹھیگا

کم سن ہو ڈرے جاتے ہو کیا قتل کروگے
جھپکی جو کہین آنکھ تو خنجر نہ اوٹھیگا

ساقی کا اولش ہو تو مین تھراتا ہون ڈرسے
مجھسے یہ چھلکتا ہوا ساغر نہ اوٹھیگا

اے چارہ گرو آبلہ دلکو نہ چھیڑو
مرجاؤنگا مین صدمۂ نشتر نہ اوٹھیگا

یہ قاعدہ ہے صانع قدرت نے بنایا
اک پاؤنکے اک پاؤن برابر نہ اوٹھیگا

تیر نگہ ناز سے ہو جاؤنگا زخمی
گر درد مرے دلمین سمجھکر نہ اوٹھیگا

رکھ اشک ذرا اے صدف چشم امانت
دامن پہ گریگا تو یہ گوہر نہ اوٹھیگا

تم ظلم کرو منہ سے کبھی اف نہ کرینگے
ہم جان ابھی دیدینگے ستم گر نہ اوٹھیگا

اس ضعف مین قاصد کو بتا دونگا مین کیونکر
گر ہاتھ مرا اونکے سوے در نہ اوٹھیگا

یہ سوچکے ہم کوچہ مین بیٹھے ہین تمھارے
آجاے قیامت بھی تو بستر نہ اوٹھیگا

دربان نے یہ کہکے مرے ہاتھ سے چھینا
فرماتے ہین وہ اب ترا بستر نہ اوٹھیگا

تم چھپ کے کہین جاؤ مگر چھپ نہین سکتے
رفتار سے کیا فتنۂ محشر نہ اوٹھیگا

ملتا ہے تری ایسی شفیق جگر افگار
کیا شور ترے مرنے کا گھر گھر نہ اوٹھیگا

رازِ عشق افشا کیا مجنون نے کیا اچھا کیا
خود ہوا بدنام اور لیلی کو بھی رسوا کیا

دوست صادق ہے وہی جو کام آئے دوستکی
ہجر کی شب ساتھ میرے دل مرا تڑپا کیا

چاک سینہ کرکے کی سیر دو عالم یار نے
زخم دل دیکھے کبھی داغ جگر دیکھا کیا

بعد مردن چاک سینے کو کیا جلاد نے
بھر کے آہ سرد میرا دل جگر دیکھا کیا

دل نشانہ کرکے ظالم نے ادھر پھیری نظر
کیسا مایوسی سے مین اپنا جگر دیکھا کیا

حشر کے دن اپنے کشتو نے کہا جلاد نے
پھر برا ہوگا جو میرا کوئی بھی شکوا کیا

آئنہ مین دیکھ کے خود محو نظارہ رہا
اپنی ہی صورت کو آئنہ مین وہ دیکھا کیا

زندگی بھر ہجر کی راتوں مین نیند آتی نہ تھی
مرکے پھر مین تا قیامت چین سے سویا کیا

زخم دل زخم جگر کی تازگی بڑھتی گئی
بھر کے آہ سرد یہ شاداب گلدستا کیا

ہمسے وحشی دشت مین خارونپہ یون چلتے رہے
ہر قدم پر پاؤں کا اک آبلہ پھوٹا کیا

اب دل بیتاب کہنے مین نہین ہے دوستو
مین خجل ہونگا جو اوسنے یار کا شکوا کیا

اسمین شرکت عشق کے اعجاز کی مطلق نہین
درد کو ہمنے دل مضطر مین خود پیدا کیا

کرکے مایل گیسوے شبرنگ پر مارا مجھے
یہ دل بیتاب میرے ساتھ تونے کیا کیا

دفن کرنا تھا نہ میرے ساتھ قلب سوختہ
تا قیامت قبر سے میری دھوان اٹھا کیا

مجھکو مارا ہے اجل ظالم نے بھر کر آہ سرد
پھونک کر اوسنے چراغ زیست کو ٹھنڈا کیا

اب تری دیوانگی حد سے سوا بڑھنے لگی
رخ شفیق زار تونے جانب صحرا کیا

اوسکے کوچہ سے تو مین بے سر و سامان نکلا
حشر کردونگا اگر قبر سے عریان نکلا

منتظم غیر ہوئے لاش ترے در سے اوٹھی
حیف گھر سے نہ مگر تو پئے سامان نکلا

آکے اغیار نے کی دفن و کفن کی تدبیر
دار دنیا سے یہ مین بے سر و سامان نکلا

سیہ نو دیکھتی ہی ہاتھ بڑھاے سب نے
شکر ہے یہ تری وحشی کا گریبان نکلا

میری آنکھونکے تلاطم نے ڈبویا مجھکو
جوش گریہ ہی مرا باعث طوفان نکلا

جان و دلکو بھی سمجھتا ہون کہ ہو مال و سکا
مجھسا دنیا مین کہان بے سر و سامان نکلا

آتش عشق سے اب کون بچائے مجھکو — دل بھی نکلا تو چراغ تہ داماں نکلا

لاشئہ بین پر وانونکی پھکوائین مری لاشکے ساتھ — صبح کو صحبت جانان سے یہ ساماں نکلا

جذب دل دیکھ تو عاشق کا ذرا او ظالم — ٹکڑے ہو ہو کے ترے تیر کا پیکان نکلا

عشق گیسو مین عجب رات کٹی ہی میری — نالہ دل سے کوئی نکلا تو پریشان نکلا

وصل کا ذکر نہین قصہ غم سے حاصل — کیون سنین ہم کہ کسی اور کا ارمان نکلا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ شاعر ہی شفیق
ہی تو جاہل یہ مگر خوب غزلخوان نکلا

یقین ہی دوست کو دشمن کو یکسان ہو الم میرا — جوانی مین جو موت آجائے ہو دونونکو غم میرا

سبب سے اونکے جانا ہوگا یون سوئے عدم میرا — اوٹھائین گے جنازہ دوست سب دو دو قدم میرا

مری میت کو وہ کاندہا دیے جاتے ہین مجمع مین — مرینگے غیر بھی اب دیکھکر جاہ و حشم میرا

کبھی پہر عیادت آکے مجھکو دیکھ تو ظالم — نہ بھولیگا قیامت تک تجھے درد و الم میرا

نئی رفتار دکھلائی یہ کہکر مٹنے والونے — نہ پاوگے قیامت تک کبھی نقش قدم میرا

اوسی کی دوستی پر ناز ہی جو میرا دشمن ہے — کریگا قتل جو مجھکو اوسیکو ہوگا غم میرا

یہ اوسکی زلف بچپن مین کہا کرتی تھی شانہ سے — بڑھونگی جسقدر اوتنا زیادہ ہوگا غم میرا

تری سب کوششین اے چارہ گر بیکار جائینگی — مجھے مردہ سمجھ لینا مرض جب ہوگا کم میرا

قیامت خیز ہونگے میرے نالے اونکی کوچمین — ذرا جمنے دو کوے یار مین ابکی قدم میرا

مین اپنی تیرہ بختی کا اگر احوال لکھتا ہون — سیہ اشکو نسے رو یا کرتا ہی اکثر قلم میرا

نہ گھبرا کر کہو خالق کرے مشکل تری آسان — غنیمت جان لو اے دستو اتنا ہی دم میرا

کہا ظالم نے یہ نا واقفان عشق سے ہنسکر — اوسی پر لطف بھی ہوگا اوٹھائے جو ستم میرا

ہمارے خواب مین آکر تغافل کیش کہتا ہی — سمجھنا اتفاقی یہ بھی اک لطف و کرم میرا

گریبان ڈر گیا دست جنونکا نام ہی سنکر — گلے لپٹا ہی وہ ایسا گھٹا جاتا ہے دم میرا

دکھانا ہے الہی حال اپنا اہل محشر کو
قیامت مین اوٹھون مین جب مجھی ملجائی غم میرا

مین ایسا تابع فرمان اوسکا حکم آتے ہی
کفن پہنا ارادہ ہو گیا سوے عدم میرا

کرو حامد علیخان کا شفیق زار شکریہ
وہ محسن ہین کیا ہے حال پرجنہین رحم میرا

نرگس نے مری چشم گہربار کو دیکھا
کس یاس سے بیمار نے بیمار کو دیکھا

گھبرائے جو سینے سے مرے تیر کھنچ آیا
پیکان نے نظر کی کبھی سوفار کو دیکھا

یہ میرے مسیحا تری تشخیص ہے کیسی
آزار بڑھا اور جو بیمار کو دیکھا

برہم ہی رہا ہمسے مزاج اوسکا ہمیشہ
سیدھا نہ کبھی ابروے خمدار کو دیکھا

اوسوقت مسیحا تری کیا بات رہیگی
گر موت نے آکر ترے بیمار کو دیکھا

وہ دشت نوردی مین اذیت ہہین پہنچی
تھرائے مرے پاؤن جہان خار کو دیکھا

کچھ ہجر کا شکوہ جو کیا بزم مین مینے
ظالم نے کئی مرتبہ تلوار کو دیکھا

تم اوٹھ گئے پہلو سے برا وقت سمجھکر
دم توڑتے ہمنے دل بیمار کو دیکھا

دل تھام کے ظالم ہوا انگشت بدندان
جب اوسنے شفیق جگر افگار کو دیکھا

توڑ کر سینہ مرا ناوک قاتل نکلا
حضرت عشق مدد ہو کہ مرا دل نکلا

دوستی کی ہو بھلا کس سے زمانہ مین امید
دشمن جان مرے پہلو مین مرا دل نکلا

جسکے باعث سے ہوئی دشت نوردی پہلے
پھر مرے پاؤن مین افسوس وہی تل نکلا

تھا اسی شکل پہ یکتائی کا دعوی تجھکو
آئنہ مین یہ ترا کون مقابل نکلا

ہجر مین آنکھون نے یہ قطرۂ خون ٹپکائے
جسکو چٹکی سے دبایا وہ مرا دل نکلا

حسن یوسف کو تو سن سنکے بہت اکڑے تھے
چاند پر خاک نہ ڈالی جو مقابل نکلا

عاشق حیدر کرار ہوا اس سے شفیق
کوئی دنیا مین نہ حیدر کا مقابل نکلا

راز تیرا ہی تو ہی دیکھنے والا ہوتا — تیر تو نے ہی مرے دل سے نکالا ہوتا

عالم الغیب نے کچھ صبر دیا ہے دلکو — یہ نہ ہوتا تو زمانہ تہ و بالا ہوتا

ہے یقین راہ عدم کو مین ڈبو ہی دیتا — کوئی رستا جو مری پاؤن کا چھالا ہوتا

دیکھتے طالب دیدار کی اپنی صورت — تمنے غرفہ سی ورا منہ تو نکالا ہوتا

آپ سو ہم کو مری قبر پہ بیٹھکر بولے — آپنے موت کو دو روز تو ٹالا ہوتا

خواب مین آکے گئی اتنا مناسب تھا ہین — دیکے تسکین مرے دلکو سنبھالا ہوتا

بزم نوروز مین گر اتنا حسین کرتے شفیق
رنگ کے بدلے مرا خون بھی اوچھالا ہوتا

قیس سی مجھسے ہی دنیا بھر سی یارانہ جدا — اب کہان ہوتا ہی دیوانہ سی دیوانہ جدا

بزم مین کہتا ہی ساقی مجھسی تو خاموش رہ — رکھدیا ہے نام کا تیری بھی پیمانہ جدا

اپنی جا پر ہی مجھے صحرا نوردی کا مزا — ساری عالم سی مری دلکا ہی ویرانہ جدا

شوقین میخوار سب مر مرکے پہونچین گے وہان — میرے ساقی کا ہی اس عالم سی میخانہ جدا

غور جب کرتا ہون ہر سو تو ہی آتا ہے نظر — تیرے رہنے کا بنا ہی آئینہ خانہ جدا

پھر نہ جلتا اور مرتا ہجر کی تکلیف سے — تھر ہے جب شمع سے ہو جای پروانہ جدا

روک کر قاصد کو اپنی دلمین کچھ کہکر چلا — کام اپنا اور ہی اور کار بیگانہ جدا

حشر کے دن عدل اونکا دیکھکر مین خوش ہوا — ایک جا سب ہین نہین اپنی سی بیگانہ جدا

کوئی عالم بھر مین اوسکا دیکھنے والا نہین — ہی مرے پردہ نشین کا سب سی کاشانہ جدا

اپنے مین ہاتھو نسی اپنی دل جگر ٹکڑے کرون — تا کہ اک عالم سی ہو میرا بھی افسانہ جدا

پیتے ہی گردن جھکا کر داخل جنت ہوا — تیرے بادہ کش کا ہی انداز مستانہ جدا

بھائی کے مرتے ہی یہ آفت ہوئی تم پر شفیق
گھر بھی چھوٹا در بدر کی ٹھوکرین کھانا جدا

اوسے دیکھا تو بھولے دلمین کیا تھا
کرشمہ یہ رخ قاتل مین کیا تھا

اثر سے جسکے دل تھرا رہا ہے
وہی جانے کہ اوس مشکل مین کیا تھا

بوقت امتحان گر دیکھتا وہ
سواے درد میرے دل مین کیا تھا

سکون ہوتے ہی دنیا سے سدھارا
تڑپنے کے سوا بسمل مین کیا تھا

طلب کرتے ہی دل سینہ سے نکلا
خدا جانے کف سائل مین کیا تھا

کہا یہ قیس نے مین کیا بتاؤن
نہ پوچھو عشق کی منزل مین کیا تھا

نظر پڑتے ہی غش کھا کر گرا وہ
نہ سمجھا قیس کچھ محمل مین کیا تھا

رہا سینے پہ میرے ہاتھ مر کر
کوئی سمجھے نہ اوسکے دل مین کیا تھا

لحد پر آکے میری پوچھتے ہین
شفیق افسوس تیرے دلمین کیا تھا

دل جلا پہلو جلا سارا کلیجا جل گیا
آہ کی اللہ ری گرمی کہ کیا کیا جل گیا

چارہ گر اب کوئی بھی امید صحت کی نہین
اُف جو کی ہر زخم دلکا میرے پھایا جل گیا

دھوے جب دست حنائی اوسنے یہ سرخی بھی
مجھکو یہ دھوکا ہوا تھوڑا سا لوہا جل گیا

آہ سوزان کو کیا ہے ضبط سینے عمر بھر
چارہ گر بھی دیکھ لین سینے مین کیا کیا جل گیا

یا الٰہی اب کہان دیوانگان عشق جائین
وحشیونکی آہ سے دامان صحرا جل گیا

شمع رونے کی جو مجھسے گرم جوشی بزم مین
رشک سے پروانہ بھی آفت کا مارا جل گیا

کونسی آتش مرے سینے مین پنہان ہوگئی
جسکی حدت سے مرے زخمونکا بخیا جل گیا

آبلو نین پاؤنکے گرمی ہی میرے اسقدر
زیر پا صحرا مین جو آیا وہ کانٹا جل گیا

اب دل سوزانکی گرمی حد سے زاید بڑھ گئی
دیکھنے مین نبض کے دست مسیحا جل گیا

رازِ جو مخفی ہین اسمین اب وہ چھپنے کے نہین
آتش فرقت سے میرے دلکا پردا جل گیا

نالہ کرکے آج ہی کے دن ٹھو تم بھی شفیق
دھوپ مین اوس یار کا نقش کف پا جل گیا

اغیار کی کچھ آنکھ مین کچھ دل مین رہگیا / میرا غبار اوٹھتے ہی مشکل مین رہگیا

نکلی نہین اسد کی حسرت آگلی / ارمان میرے ونکا مرے دل مین رہگیا

سب عمر گذری ملے نہ ہوئی اس اسیر عشق / مجنون غریب ایک ہی منزل مین رہگیا

یہ بھی ہی کوئی قید نہ اوسکو تو کرے / دیوانہ مر کے قید سلاسل مین رہگیا

آئی نہ خدنگ ناز لے جب کر تمام ہو / تھوڑا سا خون اور مرے دل مین رہگیا

قاتل یہ بولا ہے سکے نہ جائیگا حشر تک / گر زخم کا نشان بھی گھائل مین رہگیا

دریاے غم سے پار ہوئے تیرہ کی خوش نصیب / مین کیون جھجک کے دامن ساحل مین رہگیا

دست طلب بڑھا تو گمر بات بھی گئی / مرنے کے بعد کیا کف سائل مین رہگیا

لیلی نے جو اشارہ مین مجنون سے کہا / وہ راز تا بہ حشر یہین دل مین رہگیا

محشر مین رنگ لائیگا پیش خدا ضرور / جو خون میرا لگ کے قاتل مین رہگیا

مرنے کا میرے بزم مین اتنا اثر ہوا / افسوس بنکے وہ تری محفل مین رہگیا

جب چونکتا ہی غش سے تو لیتا ہی ترا نام / اتنا ہی ہوش اب ترے غافل مین رہگیا

اب چارہ گر یہ درد محبت نہ جائیگا / آرام جو ملا تو مرے دل مین رہگیا

شبکو مقابل اوس سے ہوا دن کو چھپ گیا / یہ نقص حشر تک مہ کامل مین رہگیا

رہنے دو اسکو یہ بھی خلش خوب ہی شفیق
پیکان تیر یار مرے دل مین رہگیا

جنون کچھ کم نہ ہو جاے خدا حافظ ترے دلکا / کلیجا تھام لے او قیس اوٹھا پردا محمل کا

نہ نکلے چارہ گر ارمان نکلا تیر قاتل کا / لہو جتنا بہا وہ سب تصدق ہی مرے دل کا

یہ سمجھا ہے نشانہ ہونگا مین بھی تیر قاتل کا / بڑھا جاتا ہی آگے حوصلہ دیکھو مری دل کا

سمجھ لین سب کہ تازہ حشر آئیگا دم محشر / قیامت آئی مجھسے نام پوچھا میرے قاتل کا

کبھی مہندی لگا کے ہاتھ سینے پر مرے رکھین / تڑپنا بھی ذرا دیکھین تحمل بھی مرے دل کا

اوٹھاتے ہے درد وہ کبھی بزم مین اب تو وہ ذکر نا
ابھی ضبط کرنا بھی بہت ہے کام مشکل کا

لگا تھا زخم کیسا اوسپہ کیا معلوم کیا گذری
سکان گھر اک سے پوچھتا ہی اثر گھائل کا

سیہ وہ شامہ کامل کی دلمین اس سے سی ہی
کہ اودہن مین عکس پڑتا ہی ترے رخسار کی تل کا

نکل کے گھر سے ناواقف الہی کسطرف جاؤ
اگر جینے راستہ دیکھا نہوا الفت کی منزل کا

تڑپنے دو فلک پہ برق کو دل مجھسی کہتا ہی
کبھی تو سامنا ہو جایگا بسمل سی بسمل کا

رہے دریائے غم مین ہم بہت سی رات دن بیٹھے
پتہ پایا نہ لیکن آجتک دامان ساحل کا

ہمارے قتل مین نکلے ہین سبکو حوصلہ کیا کیا
فلک پر برق بھی چمکی جو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

طلب کرتے ہی دل بھیج دیا بیہوش تھا ایسا
عجب انداز سے اوسدم اوٹھا تھا ہاتھ قاتل کا

اوٹھا کر سونگھ لے بوئے محبت جسمین آتی ہی
سمجھ لینا ارے ساقی وہ ساغر ہی مری گل کا

دیا یار کا دل نے پتہ ابتک نہین پایا
چلا جاتا ہی کچھ بھی خوف ہی دوری منزل کا

یہ کہکر اوٹھ گئے وہ بزم سے کل پوچھ ہی لینگے
ہمارے بعد جو کچھ حال ہوگا اہل محفل کا

کلیم اللہ سے کہدو ہزارون راز ہین سینہ مین اپنی
ید بیضا جسے سمجھی ہو چھپا لا ہی مری دل کا

مرے اعضا ہوئے مجھسے جدا یہ قبر مین کہکر
شفیق اب سامنا کرنا ہی تجھکو ایک عادل کا

ابھی چاہتا ہے زخمی شمشیر ناز کا
ہو جلد خاتمہ کہین عمر دراز کا

بیمار غم کے مرنے سی کیسا وہ اس ہی
اب سب مزاج پوچھتے ہین چارہ ساز کا

بیمار غم کی کوئی تو حالت خراب ہی
چہرہ اوتر گیا ہی ہر اک چارہ ساز کا

فرقت بھی گذری مر بھی گئے حشر ہو گیا
دلبر مگر نشان رہا سوز و گداز کا

جاتے ہین کوہ طور پہ موسیٰ اوٹھائی سر
کچھ بھی نہین خیال نشیب و فراز کا

روز حساب وہ بھی ہین مین بھی ہون سرنگون
دفتر کھلیگا آج مرے اونکے راز کا

تھا جنکو جنکو عشق وہ مشہور ہو گئے
لیکن کھلا نہ حال تمھاری ہی راز کا

جس دلمین انکا عشق تھا اسکو مٹا دیا
دشمن ہے جو سخن پہ ہماری ہی راز کا

آئے ہین غیر ملنے کو دل مجھسے کھتا ہے
ہیہات وہ کہ زبان سے نکلے نہ راز کا

مانی ہزار فکر کرے مین دکھاؤنگا
نقشہ کھنچا ہوا ترے انداز ناز کا

یہ کہہ کے شمع جل گئی کل بزم عام مین
عالم مین نام رہگیا سوز و گداز کا

آئینہ مین ابھی جسے دیکھا ہی غور سے
وہ بے جواب آپکے انداز ناز کا

لڑتے ہی آنکھ تیر نظر دل کے پار تھا
کچھ وقت ہی ملا نہ مجھے احتراز کا

نامہ دیا تھا مینے کبوتر کو غیر نے
یہ بھی شگون بد تھا لیا نام باز کا

عشاق جسکو کہتے ہین طول شب فراق
وہ بھی نمونہ ہے تری زلف دراز کا

مینے کہا نہ اوس سے کبھی اپنے دلکا حال
خود مجھسے دل اولجھنے لگا چارہ ساز کا

آنکھوں سے گر کے اشک کا اوٹھنا محال ہے
یہ خاک مین ملے گا مسافر جہاز کا

کچھ بھی زبان سے کہہ نہ سکے رہ گئے خموش
مومن سے حال پوچھا جو راز و نیاز کا

مین بھی ہون بزم غیر مین اوٹھے نگاہ ناز
اندازہ مین کرونگا ترے امتیاز کا

تھک کر شفیق بیٹھے ہو کیون راہ عشق مین
درپیش ہے سفر ابھی دور و دراز کا

یہ مجھسے عشق کہتا ہے کہ جان و دل لٹا دینا
سخی کا کام ہے سائل کی خواہش سے سوا دینا

کرو اقرار پہلے پھر نقاب رخ اٹھا دینا
جو غش آجائے مجھکو اپنے دامن کی ہوا دینا

یہ دل کہتا ہے وہ بہر عیادت آنے والے ہین
جگر مین درد بھی اوٹھے تو اوس دم مسکرا دینا

سنا جب نام اوسکا اور تڑپا پڑ گئی قوت
قیامت ہے دل بیمار کو ایسی دوا دینا

رقیبونکو یہی ضد ہے یہی کد ہے یہی کوشش
چراغ گور میرا شام سے آکر بجھا دینا

عجب ہمت ہے عاشق کی یہ کہکر جان دی اوسنے
زمانے سے الٰہی ہجر کی ایذا اوٹھا دینا

الٰہی کچھ کہین چارہ گرونکا ہے یہی منصب
رہیگی سانس کچھ بیمار مین جب تک دوا دینا

تمہارے اشک طفلی مین تمہین اتنا تو سکھا ہین
ملے وہ خاک مین جسکو نظرون نے گرا دینا

جب اپنے گھر سے مین نکلون تو خاک صحرا اور دیکھو
کہین سے زلزلہ آئے کہین بجلی گرا دینا

شب وصلت یہ اونکی چھیڑ گھر جانیکی اچھی ہے
وہ تھوڑی رات سے انگڑائیان لیکر جگا دینا

فلک پر عاشق و معشوق مین کیا کیا ہوئین باتین
کسی دن پر رہا خوف ہر دنکا اوٹھا دینا

لڑی تھی آنکھ جب پہلے پہل وہ یاد ہے مجھکو
اوسی انداز سے ظالم کسی دن مسکرا دینا

مسیحا سے مرے احباب سب رو رو کے کہتے ہین
اودھر جانا اگر بیمار کو صورت دکھا دینا

مسیحا آئے جب یہ چارہ سازونے کہا ہنسکر
مبارک ہو تمہین بیمار کو اپنے دوا دینا

زمین و آسمانکو اے دل مضطر نہ چین آئے
تڑپنا جب کبھی ان دونو طبقونکو ہلا دینا

مصیبت نے اثر یہ حیرت افزا کس سے سیکھا ہے
پڑے ہے یہ جسے کہ ادیہ رنگ چہرے کا اوڑا دینا

تمہارے بعد بھی کچھ اور وحشی آنے والے ہین
شفیق اپنی نہ آہ گرم سے صحرا جلا دینا

تمہاری بزم مین جب ساغر شراب آیا
عجیب لطف سے گردش مین آفتاب آیا

ازل کے دن سے مرا وقت ہی خراب آیا
ملا سبھو نسے مگر عمر بھر حجاب آیا

ادا و ناز تو بچپن سے اونکو آتے ہین
کرشمہ ساتھ لئے اور بھی شباب آیا

ہم اپنی جان سے گذری خوشی ہوئی اتنی
ہمارے بعد زمانہ مین انقلاب آیا

امیدوار نے صورت جو دیکھی قاصد کی
یہ کہکے مرگیا خط کا مرے جواب آیا

اب اونکے سامنے مجرم بلائے جاتے ہین
خدا بچائے قیامت ہوئی عتاب آیا

ہماری ایک ہی حالت ہے فکر دنیا مین
نہ انقلاب گیا تھا نہ انقلاب آیا

جہان مین کوششین ہر قسم کی لوگ کرتے ہین
ہمارے دلکو جو آیا تو اضطراب آیا

تمام اہل زمین کی شکایتین ہین فضول
ازل کے روز سے گردش مین آفتاب آیا

یقین ہے صحبت ساقی مین سیر ہون ہم بھی
ہمارے خواب مین کل کاسۂ شراب آیا

بہت خطوط گئے اور پیام بھی بھیجے — تمھین بتاؤ کبھی بار انکا جواب آیا

عجب زور سی مقتل مین آ گئے تھے جانباز — ہم ہی کھڑے ہوئے جب وقت انتخاب آیا

جب آنکھ بند ہوے دوست ہو گئے دشمن — خدا بچاے زمانہ بہت خراب آیا

سبب سے ہم آنکھونکے دلنے مصیبتین جھیلین — بُرونکے ساتھ مین اچھونپہ بھی عذاب آیا

شب فراق کی حالت شفیق اتنی سی ہے
نہ جاگتے ہی رہے ہم نہ ہمکو خواب آیا

کچھ غور کرکے تو نے ای بخیہ گر بھی دیکھا — ٹانکے لگائے دل پر زخم جگر بھی دیکھا

اوٹھا ہے فرش راحت سے ایسا وہ بے تکلف — انگڑائی لیکے ظالم تو نے ادھر بھی دیکھا

ایسا ہے حسن اوسکا رہتا ہے ایک عالم — جو وقت شام دیکھا وقت سحر بھی دیکھا

دل مجھسے کچھ ہے آگے مین دلسے پوچھتا ہون — کوچہ کا اوسکے رستہ اور راہبر بھی دیکھا

جلاد اپنے گھایل سے کہہ رہا ہے ہنسکر — آنکھونسے تو نے اونکے تیر نظر بھی دیکھا

تو شب کو سو رہا تھا کیا درد دل اوٹھا تھا — وہ حال تو نے میرا اے چارہ گر بھی دیکھا

گر حشر مین ملین گے پوچھونگا منصفون سے — مرنیکے بعد تمنے وہ مال و زر بھی دیکھا

اے عشق تو نے مجھکو اوسسے ملا یا لاکر — اتنا تو فائدہ ہے جانا انکا ضرر بھی دیکھا

نیچی نظر نے تیری دل پیس پیس ڈالے — آنکھین اوٹھا کے تو نے او فتنہ گر بھی دیکھا

مرنیکے بعد میری تربت مٹائی آکر — دنیا مین تمنے ایسا بیداد گر بھی دیکھا

حالت شفیق تیری کچھ چارہ گر نہ سمجھے
مرنیکے بعد آخر دل اور جگر بھی دیکھا

تذکرہ میری جوانی کا دہان کام آیا — اوسنے انگڑائی لی جسوقت مرا نام آیا

قتل نامہ جو ضرورت سے اوٹھایا اوسنے — مسکرانے لگا جسوقت مرا نام آیا

دلکو پامال کیا اوسکی حقیقت کیا تھی — آپکے نام کا تھا آپ ہی کے کام آیا

عشق بازی مین مری دوستو اتنی بھی حیات
دل لگا نا تھا کہ بس موت کا پیغام آیا

جان جب دی ہے تو یہ مرتبہ الفت مین ملا
یار کے نام کے ہمراہ مرا نام آیا

بزم ساقی کی مجھے روز خبر ملتی ہے
دل مرا کہتا ہے گردش مین وہان جام آیا

بچپنا گذرا شباب آگیا تیور بدلے
اتنی مدت مین مرے قتل کا ہنگام آیا

جب مجھے خط مین لکھا عاشق جانباز لکھا
حفظ کرتے رہے ابتک نہ مرا نام آیا

اونکو معلوم ہوا جبسے یہ عاشق ہے مرا
پھر نہ اوسدن سے کوئی نامہ و پیغام آیا

آیا میت پہ لحد مین بھی اوتارا مجھکو
جس سے امید نہ تھی کچھ وہ مرے کام آیا

دیکھنے والونکی اب جان کا بچنا ہی محال
پوری زینت کئے وہ شوخ سر بام آیا

اوسکو پھر اپنے ہی سینے سے لگایا مینے
اوسکے کوچہ سے جو میرا دل ناکام آیا

دن تو فرقت کا کٹا رات کٹیگی کیونکر
دل دھڑکتا ہے کہ اب شام کا ہنگام آیا

بعد مرنیکے مجھے آپسے خفت یہ ہے
جان تو موت نے لی آپ پہ الزام آیا

جب سنا اونکا شباب آیا تو کھٹکا ہے شفیق
منتظر مانی ہین جب قتل کا ہنگام آیا

درد دل کا دخل جب سینے مین بالکل ہو چکا
ضبط بھی بولا کہ بس مجھسے تحمل ہو چکا

اوسنے کہدیا شب تاریک ہے آئینہ نہین
مجھ مین اب کیا ہے چراغ زندگی گل ہو چکا

رند لکھتے ہین کہ تم واعظ کی صحبت چھوڑ دو
تم ملے اوسنے تو شوق ساغر مل ہو چکا

قید یونکو مار کے صیاد یہ کہنے لگا
بلبلون بس آج سے فریاد کا غل ہو چکا

کہکے یہ باد بہاری باغ سے باہر چلی
اب خزان آئی چمن مین شور بلبل ہو چکا

قتل جب مجھکو کیا صیاد یہ کہنے لگا
کیون شفیق اب آج سے فریاد کا غل ہو چکا

صد مومنین کوئی اپنا مقابل نہین رکھتا
وہ کونسی تکلیف ہے جو دل نہین رکھتا

کیا کام مجھے غیر کی باتین ہون کہ میری — ہین یا وکوئی قصہ محفل نہین رکھتا

اے بخیہ گرو بخیہ سے کیا کام ہے اوسکو — جو خون کا قطرہ کوئی گھایل نہین رکھتا

اسطرح تڑپتا ہے کہ وہ دور کھڑی ہین — اب دھیان کسیکا ترا بسمل نہین رکھتا

دل چھوٹا کہان اور کہان جانکو چھوڑا — اتنا بھی ترا ہوش تو غافل نہین رکھتا

تو دیکہ نہ دی مجھسے وہ ہر حالمین خوش ہے — غیرونسے تمنا ترا سائل نہین رکھتا

سو جان سے اوس نام کی مین جاؤن تصدق — جو میری اڑی کوئی بھی مشکل نہین رکھتا

یہ خوف ہے خود دیکھکے ہو جائیگا عاشق — آئینہ وہ اب اپنے مقابل نہین رکھتا

مجنون کا ادب قابل تعریف ہے لیلی — وہ پاؤن سر سایۂ محمل نہین رکھتا

کافی ہین پئے قتل ستمگر کی ادائین — تلوار کبھی ہاتھ مین قاتل نہین رکھتا

ہے عشق وہ صحرا کہ کہین حد نہین اسکی — دریا یہ وہ دریا ہے جو ساحل نہین رکھتا

اوس در پہ جگہہ پائے جو دم بھر کو تو ٹھہرے — دل ہے وہ مسافر کہین منزل نہین رکھتا

ہشیار شفیق آگیا پیری کا زمانہ
انسان کو یہ جینے کے قابل نہین رکھتا

کہا دلنے میرے مجھسے اگر اعتبار ہوتا — کوئی جھوٹے وعدے کرتا مجھے انتظار ہوتا

شب غم مزا یہی تھا کہ مین بیقرار ہوتا — کوئی آنے والا آتا مجھے انتظار ہوتا

مرا دل ذرا بہلتا نہ مین بیقرار ہوتا — کوئی ایسا شغل یارب شب انتظار ہوتا

نہ یہ عشق زلف ہوتا نہ یہ انتشار ہوتا — کہین اسقدر نہ طول شب انتظار ہوتا

جو بلائین لاکھ ہوتین پھر امیدوار ہوتا — اوسے موت پھر نہ آتی جسے انتظار ہوتا

تب ہجر نے جلاکر مجھے خاک کر دیا ہے — مری استخوان بھی ہوتی تو کہین مزار ہوتا

مری سمت کی توجہ نہ کوئی ادا دکھائی — کوئی تیر ناز آتا تو جگر کے پار ہوتا

مری لاش پر سب آئے گھڑی بھر کو دوست دشمن — کوئی مسکراتا ہوتا کوئی اشکبار ہوتا

ابھی ادھمین کسی ہے ابھی ادھمین دہن ہے سیاہ
وہ ادائین ادر ہوتین جو وہ ہوشیار ہوتا

فقط التفات اونکی کرئی ہو ادشمنو نکا مجمع
مری جان بھی نہ بچتی جو وصال یار ہوتا

نہین حسن وعشق یکجا کہ ہو دیکھنے کا عالم
کوئی بیقرار ہوتا کوئی شرمسار ہوتا

مرے بعد ہوتا صدمہ مجھے جب یقین آتا
مرا غیر حال ہوتا کوئی سوگوار ہوتا

سنا مینے آج در تک وہ مین بی نقاب لایا
مرا غیر کو جکھا تا جو یہ جان نثار ہوتا

مرا برق اثر تپنے کا مین او سگھڑی کھاتا
مری پاس گرچہ میرا دل بیقرار ہوتا

کھلی رہتین دونو انکھین دم واپسین ہماری
ہمین مرکے بھی تمھارا یو ہین انتظار رہتا

مری پاس جو نہ آئی تو یہ عذر اب ہی کیا
وہ ہمیشہ جھوٹ کہتی مجھے اعتبار ہوتا

کوئی تیر ناز آتا مرا ایسا تھا مقدر
نہ تو دلمین آکے رہتا نہ جگر کے پار ہوتا

شب غم کا حال میرا ہوا ایک پر نہ ظاہر
کوئی راز دان جو ہوتا مجھے ناگوار ہوتا

شب ہجر عش جو آتا مجھے وقت نا امیدی
کوئی لاکھ فکر کرتا نہ مین ہوشیار ہوتا

جو بیان ہے دوستو نکا مین سن بے ہا ہون سکے
وہ ادائین دیکھ لیتا تو مجھے قرار ہوتا

جو عزیز اوسکو لاتی مجھے کچھ نہ تھی علالت
وہی چارہ ساز ہوتا وہی غمگسار ہوتا

پس مرگ میری رفعت فلک کو بھی سمجھتی
اگر اونکا دوش ہوتا مرا جسم زار ہوتا

جو شفیق تجھپہ ہوتا کرم جناب ساقی
تو ہی محو پرست ہوتا تو ہی بادہ خوار ہوتا

وہ جون وہ جگر وہ مرا دل نہین رہا
اب مین کسی سے بات کے قابل نہین رہا

تاعمر ایسا کوئی بھی بسمل نہین رہا
اک لحظہ ایک جا پہ مرا دل نہین رہا

آسان ہو کے سیکڑون ارمان نکل گئے
اب کوئی حوصلہ پے مشکل نہین رہا

دریائے غم مین سارا جہان ڈوبتا رہا
یہ بحر وہ ہے جسکا کہ ساحل نہین رہا

قاتل نے میرے بعد کہا زخمیون سے یہ
تھا ہمکو جسپہ ناز وہ گھایل نہین رہا

جب موت آئی آپکا کلمہ پڑھا گیا
لیکن نزع میں بھی عشق سے غافل نہیں رہا

راحت میں دل کو سیکڑوں ارمان نکل گئے
اب کوئی چیز [illegible] کے مشکل نہیں رہا

کچھ ایسے غم اوٹھائے کہ بیکار ہو گیا
اب دل رہا [illegible] کے قابل نہیں رہا

جس دلمیں اونکا درد تھا مٹ سکا گویا
[illegible] کے ساتھ [illegible] بسمل نہیں رہا

داغ کنول مجھ [illegible] کو [illegible] گئی
اب یہ چراغ لائق محفل نہیں رہا

دیوانے [illegible] نود لوٹ گئے
[illegible] ایک بھی بسمل نہیں رہا

جب غور دلمیں کرلیا اونجا پہونچ گئے
کچھ بھی خیال دوری منزل نہیں رہا

کوٹھے سے اوترو سامنا اونکا کر دیا
وہ روز جو کبھی [illegible] کا حاصل نہیں رہا

آئینہ آپ توڑ کے کہنے لگا وہ شوخ
ابتو ہمارا کوئی مقابل نہیں رہا

جس سے شفیق ایک زمانہ کا لطف تھا
افسوس اپنے پاس وہی دل نہیں رہا

قیس گر خاک مری دیکھتا حیران ہوتا
ذرے ذرے سے عیان رنگ بیابان ہوتا

ہجر مین میرا جنون خضر جو سامان ہوتا
سارا عالم مری نظرون مین بیابان ہوتا

اکدن وست جنون میری بھی ٹکڑے کرتا
دل یہ کہتا ہے کہ مین کاش گریبان ہوتا

شب فرقت مری رونے کی جزا مل جاتی
اشک ہوتے مرے اوس شوخ کا دامان ہوتا

گر جگر ساتھ مرے دل کے تڑپنے لگتا
اک نہ اک حشر نمایان شب ہجران ہوتا

مجھکو بہلاتے ہو اب چارہ گرو سمجھو تو
زخم بھر آتے تو خالی نہ نمکدان ہوتا

اس لئے غم کی مدارات مین کرتا ہون سوا
چھوٹتا مجھسے تو کسی اور کا مہمان ہوتا

ایسا کچھ ہوتا ہے مجھے وصل کا آنا خیال
مرتبہ پھر ترا کیسا شب ہجران ہوتا

میکدہ سے بھی کبھی صورت واعظ چلتے
نام ہوتا کوئی کافر جو مسلمان ہوتا

شب فرقت کی درازی جو سنی ہے مینے
دل سحر مین کہتا تھا وہ اور پریشان ہوتا

زلف کہتی ہی کہ اچھا ہوا عشاق ہین دور
جو مجھے دیکھتا وہ اور پریشان ہوتا

اپنے تو ظلم کو جب جانتا ہی دست جنون
ہاتھ ہوتا مرا اور تیرا گریبان ہوتا

یار میرا بھی اگر اوسکے مقابل ہوتا
دیکھتا پھر کہ عروج مہ کنعان ہوتا

آتش غم کا یقین اوسکو بھی پھر آجاتا
یار کا ہاتھ ہمارا دل سوزان ہوتا

اپنی تصویر مجھی آپ اگر دیدیتے
اسمین کیا آپکا نقصان مری جان ہوتا

آتے ہی در پہ اگر موت اوسی آجاتی
اتنی ہی دیر شفیق آپکا مہمان ہوتا

لحد مین بعد مدت جب کوئی زخم کہن بگڑا
ترسا تا سو ر دل ایسا مرا رنگ کفن بگڑا

حسینونکے تغافل نی وقار عشق کھویا ہی
ہوئے عشاق جب خود رو تو الفت کا چلن بگڑا

گل و بلبل کو بیباکانہ اوسنے گالیان دی ہین
بہت سوسن کی باتونسے ہر اک اہل چمن بگڑا

کہا ساقی نے تو تو مدتونکا پینے والا ہے
نہ کچھ پہلے پہل کے جام مین تیرا دہن بگڑا

سبب یہ ہی جو میری چارہ گر خاموش بیٹھے ہین
پڑا اگر زخم تو کوئی کوئی زخم کہن بگڑا

مری جانب سے اوسنے غیر یہ کہتے ہین صحبت مین
اگر دیوانہ وہ آیا تو رنگ انجمن بگڑا

ہمین سے کام مرنے سے اداکوئی بھی ہو صاحب
ہنسی غصہ مین آنے سے تمھارا بانکپن بگڑا

مین اونکے سامنے جاتا ہون دل تو بھی ٹھہر جانا
زبان مین گر ہوئی لکنت تو انداز سخن بگڑا

ہماری قتل کی زحمت بھی اتنا رنگ لائیگی
پسینا گر ہمین آیا تو رنگ پیرہن بگڑا

کہانکا پردہ اسکو بی بیان بی پردہ ہوتی ہین
زمانہ کی خرابی سے مزاج مرد و زن بگڑا

سبھی موجود ہین وس گل نے لاکھون گالیان دی ہین
مسلمانونکو غصہ ہے نہ کوئی برہمن بگڑا

حسین مر مر کے کہتی ہین نزاکت زندگی تک تھی
فشار قبر مین کس کس طرح نازک بدن بگڑا

شفیق اب قدردان کو ڈھونڈتے پھرتے ہو دنیا مین
تمھاری بدنصیبی سے تمھارا ہی وطن بگڑا

یاد رکھنا ایک بھی ٹانکا جو بخیہ گر کھلا ۔ غش مجھے آجائیگا گر اونکی زخم سر کھلا

زور میرا کچھ نہین ہی خوف ہی روز حساب ۔ راز افشا ہو گیا گر ہجر کا دفتر کھلا

شیخ آئے بادہ کش نے اپنا دامن ٹک دیا ۔ نصف تو ساغر چھپا اور نصف ہی ساغر کھلا

ملکے اوس سی کیا کسی کو زندگی کی ہو امید ۔ سامنے رہتا ہو جسکی ہر گھڑی خنجر کھلا

اوسکے کوچہ سی نہ اوٹھی زندگی یون ہی کٹی ۔ بارہا بستر بندھا اور بارہا بستر کھلا

تیر کے پڑتے ہی نکلا خون بھی ارمان بھی ۔ مدتو نمین خانۂ دل کا ہمارے در کھلا

خاک سینہ کر چکے بس پاس سی ہٹ جائیے ۔ آپ کیا دیکھین گی گر میرا دل مضطر کھلا

دیکھنے والے بتو نکی گوش بر آواز ہین ۔ دی صدا ناقوس نے جلدی چلو مندر کھلا

زندگی بھر ضبط کر کے جسنے اپنی جان دی ۔ حال اوس جابر کا آخر کو سر محشر کھلا

اور جان بازون نے قاتل سی کہا یہ طنز سے ۔ مرنے والے پر تمھاری تیغ کا جوہر کھلا

وصل مین ہمکو مزا اوٹھا ہی برق طور کا ۔ روشنی آئی نظر جب کانکا گوہر کھلا

ضعف تھا وحشی کو ایسا غش پہ غش آنی لگا ۔ ایسا گھبرایا نہ پھر فصاد کا نشتر کھلا

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت ہی آکر دیکھ لے ۔ کون میت پر مری روتا ہی کسکا سر کھلا

اپنے ہی دیوانہ کی وحشت نہ تمسی کم ہوئی ۔ بارہا دھمکایا تمنے بارہا نشتر کھلا

ذبح بھی کرنا تمھین آتا نہین جیتے رہو ۔ ایک میرے قتل پر سو مرتبہ خنجر کھلا

جب ہوا افسردہ طبیعت فکر سی بیجا شفیق
شعر کہنی مین ہمین یہ حال بھی اکثر کھلا

ناوک فگن کو مشق سی یہ اختیار تھا ۔ پڑتے ہی تیر ناز کلیجے کے پار تھا

پیکے مجھے خراب ہر اک بادہ خوار تھا ۔ اس پر بھی تیرا نام مئے خوشگوار تھا

کن آفتو نمین آپکا امیدوار تھا ۔ اک لحظہ ایک سال شب انتظار تھا

میرے خیال نے یہ مری دل سی کہدیا ۔ وہ ہین قریب جنکا تجھے انتظار تھا

مردہ دلی نے اور بھی خاموش کر دیا
موت اوسکو آگئی جو بیقرار زار تھا

حالت خراب دیکھکے پھیرا ہی کس لئے
جو چاہے کرتے دلکا تمھین اختیار تھا

امیدوار مرگیا محشر بپا ہوا
طول شب فراق کا یہ اختصار تھا

اک زخم سینے کھا لیا دل اوسکا پڑ گیا
قاتل کا پہلا زور تھا پہلا ہی وار تھا

وہ زلف لوگ دیکھنے آتے ہین شوق سے
جسمین کبھی ہمارا دل بیقرار تھا

کیا عشق نے بلا ہی کہ دیوانہ ہو گیا
سنتے ہین پہلے قیس بڑا ہوشیار تھا

سارا شباب عشق مین یون ہی گذر گیا
وہ جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا

غربت مین کس مقام پہ موت آگئی شفیق
دشمن نہ جس جگہ نہ کوئی دوست دار تھا

صید گہہ مین کوئی بسمل ترا نخچیر بھی تھا
دل ہی لپٹا ہوا جب لا د ترا تیر بھی تھا

بولی قسمت کہ مرا پیچ تو تجھسے نہ کھلا
تیز ہرچند ترا ناخن تدبیر بھی تھا

قتلگہہ مین مری آنکھونکو عجب لطف ملا
جلوۂ یار بھی تھا جلوۂ شمشیر بھی تھا

تیرے دیوانہ کی فرقت مین عجب حالت تھی
کبھی ہنستا تھا کبھی نالۂ شبگیر بھی تھا

متعجب ہون کہ تو حد سے بڑھی ہی اپنی
پاسبان کوئی ترا زلف گرہ گیر بھی تھا

لوگ کہنے لگے قاتل سے کہ ہی موت مری
ابھی مقتل مین ترا عاشق دلگیر بھی تھا

ایک ہی وضع رہی شکر کی جا ہی مجھکو
اب مین مفلس ہون کبھی صاحب جاگیر بھی تھا

پاؤن رکھتے ہی شفا ہو گئی بیمارونکو
اوسکے کوچہ مین کوئی ذرۂ اکسیر بھی تھا

حشر مین پیش خدا نام بتاؤن کس کا
موت کے ساتھ ستمگار ترا تیر بھی تھا

ہی بھلی یا کہ بری اوسکی عنایت کا ہی شکر
متعجب ہون کہ مین لائق تعذیر بھی تھا

کیا مجھے میرے تصور نے مزہ دکھلایا
آج کے خواب مین مین اوسسے بغلگیر بھی تھا

جوش وحشت کا مجھے یاد ہی اتنا تو شفیق
مین ہی ہنستا تھا مین ہی صورت تصویر بھی تھا

تجھسا کوئی دنیا مین ستمگر نہین ملتا — خنجر سے ترے کوئی بھی خنجر نہین ملتا

مرنیکا بھی موقع مجھے دلبر نہین ملتا — غصہ جو تجھے آیا تو خنجر نہین ملتا

اوٹھواتا ہی در سے مجھی جانا نہین منظور — دربان سی کہتا ہون کہ بستر نہین ملتا

وحشی کا برا حال جو فصاد نے دیکھا — گھبرا گیا ایسا اوسی نشتر نہین ملتا

ساقی مرے ہر روز کی آنے سی ہے یہ رنگ — اب مجھکو اوس انداز سی ساغر نہین ملتا

مین جانتا ہون بس تری غصہ کی یہ حد ہی — جبتک تری قدمون سی مرا سر نہین ملتا

وحشت کو بڑھا دینی کی تدبیر نئی کی — دیوانہ کو تیرے کہین پتھر نہین ملتا

کیا جانے تڑپتا ہوا کس سمت گیا ہے — ڈھونڈے سے ہمارا دل مضطر نہین ملتا

بیخود ہون مین ایسا کہ ہوا ایک زمانہ — مین کوچہ مین اپنی ہون مگر گھر نہین ملتا

ہے ساری خدائی مگر اندھیر ہی کیسا — قاتل مرا مجھکو سر محشر نہین ملتا

گھر میرے وہ آتا تو ہر اک راہ سے آتا — یہ اوسکا بہانہ ہی کہ رہبر نہین ملتا

اولجھن سے ہی کیا فائدہ تم کھولدو گیسو — دیکھون تو بھلا دل مرا کیونکر نہین ملتا

یہ سچ ہے شفیق آج جو ناصح نے کہی بات
بدبخت کو اچھا تو مقدر نہین ملتا

سمجھ مین کچھ نہین آتا معاملہ دل کا — حضور آئین تو ہو جائے فیصلہ دل کا

تڑپ جو بڑھ گئی معشوق نے جگر تھامی — اثر دکھایا تو ہونے لگا گلہ دل کا

یہ اوسنے کہتا ہی ہنس ہنسکی اونکا دیوانہ — دکھاؤنگا تمھین اک روز حوصلہ دل کا

کریم تو مری مقتلمین آبرو رکھنا — کہ اونکے تیر سے ہوگا مقابلہ دل کا

تمھاری زلف کی کوچہ مین ڈر ہی لٹنی کا — اندھیری رات ہی جاتا ہی قافلہ دل کا

کسی کے ناوک مژگان نے کی خلش پیدا — کہ پھوٹ پھوٹ کی روتا ہی آبلہ دل کا

نکالا چارہ گرون نے عجب قیامت کی — کہ اونکے تیر سے رہتا تھا مشغلہ دل کا

ابھی تو تابہ کمر ہے تمھاری زلف رسا
بڑھے جو اور تو الجھائے سلسلہ دل کا

ہوا کے ساتھ زمانہ مین آئیگا طوفان
جو سانس لیتے ہین پھوٹیگا آبلہ دل کا

ہر اونکا تیر بھی وہ بھی ہین مین بھی حاضر ہون
خدا لیے سامنے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

اوسی کے در پہ چلو موت بھی وہین آئیگے
یہ مجھسے کہتا ہے بڑھ بڑھ کے حوصلہ دل کا

شفیق زور جوانی کی حد نہین کوئی
کسی کے روکے سے رکتا ہے ولولہ دل کا

خواہشین دلکی مرے گیسوے جانان سمجھا
جان مدت مین پریشانونکا پریشان سمجھا

حشر مین آپکا دیوانہ لحد مین تڑپا
تنگئے گور کو وہ تنگئے زندان سمجھا

جب سے دلمین تری عاشق کی ہے ابھی سکونت
وہ ترے تیر کو اے ترک رگ جان سمجھا

تھا یہ نزدیک کہ نالونسے مری شق ہو فلک
حشر کا دور مین اپنی شب ہجران سمجھا

رات کو شوق سے وحشی نے بلائین لے لین
ماہ کامل کو بعینہ رخ جانان سمجھا

اس سبب سے نہ مرے دل سے نکالا اوسنے
عمر بھر وہ مرے ارمان کو بھی جان سمجھا

جوش گریہ مین قیامت کا مجھے لطف ملا
اپنے ہر اشک کو مین نوح کا طوفان سمجھا

تڑپا اسدرجہ کہ سینے مین ہوا حشر بپا
آگئے اب دلکو مرے گیسوئے جانان سمجھا

قیس کا ذکر ہے کیا چیز بری ہے وحشت
مین کہان اپنے گریبانکو گریبان سمجھا

یہ غرض تھی کہ ہو فرد شہدا مین مرا نام
جان دینے کو مین مضبوطی ایمان سمجھا

کیسا وحشت نے کیا راز مرا پوشیدہ
یہ تو فرمائیے کوئی مرا ارمان سمجھا

ایک مدت رہا سینے مین مری او قاتل
مطلب دل جو ترے تیر کا پیکان سمجھا

کبھی اس در سے نہ اوٹھونگا تری بات سنی
مین نہ سمجھونگا کسی اور کو دربان سمجھا

اسطرح آپکی فرقت مین بسر کی مینے
کوئی بھی مجھکو نہ دنیا مین پریشان سمجھا

ایکدن آنیکا اک سوئے عدم جانیکا
کب نہ مین آپکو دو روز کا مہمان سمجھا

آئے ہین پھر عیادت تو بیٹھو ذرا / خاطر نہ ہوتی ہین دم بھر کا جو مہمان سمجھا

ہنس کے کہنے لگے وہ شفیق ایسا ہی / جو مری عشق مین اپنے کو غزل خوان سمجھا

کسی کی آنکھ مین رہتا کسی کے دلمین رہجاتا / غبار عزرہ وہ اٹھتا تو اس مشکل مین رہجاتا

لیا ہوگا ہے گم ہے نقش پائے یار کا بوسہ / نہ وہ باہر نکلتا یہ بھی ارمان دل مین رہجاتا

سبب سینہ تو انکے نہ پہونچا کوئی جانان تک / ہمین لگ رہتے نکلتا بھی غزل مین رہجاتا

زمانہ ہاتھ پھیلا یا ہمت ترک کردیتا / عدم کی راہ مین گر کچھ کف سایل مین رہجاتا

ہمیشہ ہین خدنگ ناز کو رکھتا ہون سینے مین / ہے دلسے نکلتا وہ مرے دل مین رہجاتا

ہمارے خون ناحق کی شہادت حشر مین دیتا / اگر وہ ضبط ہوکا خنجر قاتل مین رہجاتا

سنا ہے بعد میرے اقربا کی غیر حالت تھی / نہ میری موت آتی مین بھی اس مشکل مین رہجاتا

مری دریائے غم مین موت آجاتی تو یہ ہوتا / بس اک طوفان اوٹھکر ان ساحل مین رہجاتا

یقین ہے یون تڑپتا ساری عالم کو خبر ہوتی / اگر وہ نام کو باقی ترے گھائل مین رہجاتا

ملا ہے خاک مین مجنون سوارت ساری محنت تھی / کوئی ذرہ ہوا بڑکر گوشہ محمل مین رہجاتا

لگایا ہاتھ پورا اور کہا جلاد نے ہنسکر / یہ کیون ارمان اک باقی دل بسمل مین رہجاتا

گیا مین اوسکی صحبت مین خوشی سے موت آجاتی / بہت اچھا تھا میرا ذکر اوس محفل مین رہجاتا

یقین ہے بعد میرے پھر کسی کا امتحان ہوتا / جو کوئی ظلم باقی آسمان کے دل مین رہجاتا

غش آیا اوسکو ایسا حشر کرتا ساری عالم مین / جو کچھ بھی ہوش باقی آپکے غافل مین رہجاتا

عیادت کو ترے احباب گر کچھ بھی نہ آجاتے / شفیق اس بات کا ارمان تیرے دلمین رہجاتا

سینے پہ ہاتھ رکھے تھا اور رنگ زرد تھا / فرقت مین یوں سمجھتے ہو مرا رنگ زرد تھا

کل شب کو کیا شفیق ترے دلمین درد تھا / کچھ دل پہ منحصر نہین رگ رگ مین درد تھا

اوسنے کہونگا دلکو مرے آپ دیکھ لین
ہے جس جگہہ نشان یہان پہلو درد تھا

تڑپا تو تھوڑا مل گئی لذت بہت مجھے
کل شب تلک تو میٹھا میٹھا مرے دلمین درد تھا

جاکر لحد مین چین سے سویا مین حشر تک
تکلیف مرگ سے مری رگ رگ مین درد تھا

اب شب کا لوٹنا نہ تڑپنا نہ آہ سرد
اوس دلکو موت آگئی جس دلمین درد تھا

ناوک فگن کے صدقہ مین ایذا سے بچگئے
اوس جا پہ تیر مارا جہان دلمین درد تھا

مر کر شفیق ہجر کی ایذا یون ہی رہی
محشر مین بہی اوٹھا مرے پہلو مین درد تھا

یہ کہہ کے گل ہوئی مری شمع مزار کیا
دیکھے نہ مرنے والا تو ایسی بہار کیا

صیاد تونے دفن کیا باغ مین سے مجھے
جب موت آگئی تو خزان کیا بہار کیا

دست جنون پھر آنے لگا کل سے خواب مین
باقی ہے کوئی میرے گریبان مین تار کیا

برق جمال یار ذرا یہ بتا مجھے
غش کھا کے گر پڑا ترا امیدوار کیا

سینے ملائین خاک مین سب اونکی حسرتین
غیرونکے دلسے نکلیگا میرا غبار کیا

دیوانہ مجھکو یا مجھے کچھ اور ہی کہو
قابو مین دل نہ ہو تو مرا اختیار کیا

ناصح مین اوس سے ملنے نہ ملنے کو کیا کہون
مانے نہ مانے دلکا مرے اعتبار کیا

دیوانہ تیرا پوچھتا ہے اپنے غور سے
تھی تجھسے بات کرنیکو تصویر یار کیا

سب عمر گذری دشت مین اتنی خوشی ہوئی
نکلی تمھارے [illegible] پہ مری جان زار کیا

مایوس ہوگئے مین تری کوچہ سے جب چلا
مچلا قدم قدم پہ دل بیقرار کیا

جانباز مرنے کہتے مین دیکھا نہ ایک کو
فرماتے ہین حضور یہی بار بار کیا

وہ آکے تجھسے کہتے ہین بتلاؤ تو شفیق
تم کہہ رہے تھے دلمین شب انتظار کیا

اس شہر مین یگانہ و بیگانہ چھٹ گیا
کیونکر کہین گے کوچۂ جانانہ چھٹ گیا

دل ہی سوا مرے کوئی سنسان جا نہین
دنیا مین مجھسے کونسا ویرانہ چھٹ گیا

مرنیکا ذکر سنکے مرا ہنسکے بولے وہ
زندان سے آج کیا کوئی دیوانہ چھٹ گیا

ساقی مجھے دکھاتا تھا اندازِ مے کشی
ہاتھوں سے اوسکے شیشہ و پیمانہ چھٹ گیا

ساقی نے مجھسے ہنسکے کہا گر پڑیگا تو
گر ہاتھ سے ترے درِ میخانہ چھٹ گیا

تقدیر مین جو لکھا تھا اوسکو پڑھا نہین
مکتب مین مجھسے عشق کا افسانہ چھٹ گیا

آبادی اور وحشت مجھے دونو ایک ہین
اب مجھسے میرے یار کا کاشانہ چھٹ گیا

اے شمع تو تو آج جلی کل جلیگا وہ
محفل مین تجھسے گر کوئی پروانہ چھٹ گیا

کس درد سے وہ مجھکو سناتا تھا روز و شب
دل کیا چھٹا کہ عشق کا افسانہ چھٹ گیا

کہتے ہین لوگ زخم مرے سر کے دیکھکر
کیا حادثہ ہوا کہ یہ دیوانہ چھٹ گیا

عسرت نے ایسا پیسا کہ گھبرا گئے شفیق
تمسے خیال ہمتِ مردانہ چھٹ گیا

معبود خوب ترہے مہربان رشید کا
سارا زمانہ بھر ہے ثناخوان رشید کا

اللہ نے کیا اونھین پیغمبر سخن
ہو جائے کیون نہ تختِ سلیمان رشید کا

ہر نقطہ اونکی نظم کا ہوتا ہی ضوفگن
ہر لفظ ہے مہِ تابان رشید کا

کیا اونکے باغ نظم مین آسکتی ہی خزان
پھولا پھلا رہے گا گلستان رشید کا

بتیس ۳۲ سال ہوگئے عالم بدل گیا
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے دامان رشید کا

اوستادی اسکا نام ہی اپنا اثر تو ہو
نقادِ فن ہر اک ہی ثنا خوان رشید کا

عارف کی غم نے کیا اونھین غمگین کردیا
جیسے ہوا ہی چاک گریبان رشید کا

قاصر زبان ہی مری شکریہ کیا کرون
جو شاعری مین مجھپہ ہی احسان رشید کا

دیوان شفیق تیرا چھپا شکر کی ہے جا
تو بھی ہی ایک طفل دبستان رشید کا

اثر ہی جب تیر سینی پر نہ اوسدم ہجر ہونا
فریب دل اعانت کر لے زرد جگر ہونا

شب وصلت مقدر مین لکھی ہی مختصر ہونا
ادھر تو آنکھ جھپکانا ادھر فوراً سحر ہونا

کبھی منہ پر ہنسی آتی نہین کھنچ کھنچ کی ملتی ہین
قیامت ہو گیا تلوار کا زیب کمر ہونا

بھرا دل کہ وہ ناوک فگن ناوک لگاتا ہی
اگر تڑپے گا تو مشکل ہی پھر تیر دلکا سر ہونا

ذرا ہی ضبط ذرا دم لیکی تڑپے غش نہ آ جائی
شب فرقت ہی یہ آسان نہین سبکی سحر ہونا

تجھے مجھسے محبت ہی نہ دیکھا جائیگا مجھسے
مرا جسوقت دم نکلے نہ تو اے چارہ گر ہونا

یکایک بزم مین اسکی ادھر ہی چھا گئی ہر سو
ہمارا دم نکل جایا اوسی فوراً خبر ہونا

سمجھین عشاق کو تیغ ادا سے قتل کرتا ہی
ہی پہلے سوچ لو پھر بعد کو پیدا اثر ہونا

تجھے ای دل ہمیشہ اپنی سینے سے لگا دونگا
مگر یہ شرط ہی تو زخمی تیر نظر ہونا

خدا اوند اعزیز ہونگی تو ہی عزت بچاتا ہی
مرا جب وقت آ جائے تو نہ مجھسے بیخبر ہونا

مین اب جیتا رہون یا موت آ ہر مکان اسکا
خوشی اسکی ہی میرے ہاتھ مین زنجیر در ہونا

خدا بخشی مجھے صحرا مین مرا دل بہلتا تھا
مجھے یاد آتا ہی اے قیس تیرا ہمسفر ہونا

مسیحا کی نگاہین اپنے گھایل سے یہ کہتی ہین
نہ جب اب ہم کہین اچھے نہ تم زخم جگر ہونا

کہا بلبل نے مین سر قفس کو لیکے اڑ جاتی
مگر مجبور کرتا ہے مرا بے بال و پر ہونا

وہ رخصت ہو رہی ہین دل ہمارا ہمسی کہتا ہے
اگر یہ آئے تو ممکن ہی پھر ایسی سحر ہونا

جو تم چاہو تو پھر موسی جئین پھر طور پر جائین
تمھارے سامنے کیا بات ہی پھر جلوہ گر ہونا

وہ دیوانہ سمجھکر روز ہی سنتی ہین ہنس ہنسکر
نہین ممکن ہماری داستانکا مختصر ہونا

نہ پوچھو دوستو کسطرح جینے زندگی کاٹی
جہان مین جسطرح کیا اسکو کہتی ہین بسر ہونا

شفیق آیا ہی اونکی بزم مین اتنا سمجھ لینا
مگر اب جانئے ہی تیری باتونمین اثر ہونا

غور جب دلمین کیا ہی مرا نقشا دیکھا
جذب دلکا مری تمنے بھی تماشا دیکھا

طور پر سینی سنا آپ کو غش آیا تھا — یہ تو فرمائیے کیا حضرت موسیٰ دیکھا

خم کے خم دیدیے غیروں کو ہمیں تلچھٹ دی — بزم ساقی میں یہ حزرت کا حصا دیکھا

لعد مرنیکے بھی امید ہوئی جینے کی — عجب انداز سے اوسنے مرا لاشا دیکھا

دیکھکر طالب دیدار ہوا دیوانہ — غور صادق سے اگر یار کا جلوا دیکھا

آپ تو عشق کے رہبر ہیں کہا مجنوں نے
کھٹے ہمسے بھی شفیق آپنے کیا کیا دیکھا

انگشت نما ہونا دنیا میں جدھر جانا — یہ عشق کا حاصل ہے آپسے گذر جانا

بیمار محبت کو ہی لطف خلش تجھ سے — مجھکو بھی لئے جانا جب درد جگر جانا

مرتا ہوں کہا میں نے قاتل نے کہا ہنسکر — کہتا ہی فقط منہ سے آساں نہیں مر جانا

فرہاد نے یہ کہکر تیشہ کو اوٹھایا ہے — دنیا میں اگر آیا کچھ نام بھی کر جانا

عاشق نے کہا تیرے موت آئی ترے در پہ — ہو نام ترا لب پر یوں خوب ہے مر جانا

ہے یاد مجھے اب تک کیا آپکا بچپن تھا — عاشق مجھے کہدینا شرما کے مکر جانا

کچھ آپ نہ گھبرائیں یہ شیوۂ عاشق ہے — ہر بات پہ جی جانا ہر بات پہ مر جانا

ٹھہر او نہ گھبراؤ کچھ دل کو ٹھہرنے دے — ممکن ہی نہیں دلکی تصویر اوتر جانا

گھبراؤ نہ تم صاحب ہے رات ابھی باقی — کب آؤ گے یہ کہدو بروقت سحر جانا

قاتل کا اشارہ ہے آنکھوں سے دم زینت — عاشق کے کلیجے تک اے تیر نظر جانا

مقتل میں مجھے یارب ہو سر سے سبکدوشی — ہے خوف سے قاتل کی تلوار سے ڈر جانا

کوٹھے پہ وہ آئے ہیں زینت شفیق ایسی
دل تھامنا ہاتھوں سے جسوقت ادھر جانا

صدمۂ ہجر اوٹھایا ہے تو مر جائیگا — دلکے رونے کو مرا زخم جگر جائیگا

سب جسکے سینے میں ترا تیر نظر جائیگا — آنکھ جھپکاتے ہی اک آن میں مر جائیگا

کہین آنکھون سے کہین دل سے گذر جائیگا
اوٹھین راہ مین وہ عشاق کے گھر جائیگا

ناوک افگن ترے ناوک کو بھی اوٹھیگا مزا
لب سر خار مین جب خون جگر جائیگا

حال بیمار محبت کا بہت نازک ہے
اب چمک درد نہ اوٹھیگی تو مر جائیگا

میرے پہلو مین نہین زلف سیہ اوسکی نکلا
اب بتا او دل گم گشتہ کدھر جائیگا

کیسی ہمت ہی تری واہ ری پیوند زمین
تو پس مرگ [illegible] عدم خاک سے [illegible] جائیگا

آج نا واقف الفت کا خدا حافظ ہے
گھر سے نکلا ہے تو آجا یہ کدھر جائیگا

مجھے قاتل نے کہا دل نہ ترا چھیدونگا
کہ مرا تیر نظر جو نہین ٹہر جائیگا

مجھکو امید ہی جب موت مری آئیگی
پیش آئیگی لئے درد جگر جائیگا

عشق صادق ہی مرا ضبط مجھی روک نہین
اونکے راہ تک مرے نالونکا اثر جائیگا

کہا صیاد نے بلبل کے ہو دُشل بازو
قید سے چھوٹ بھی جائے تو کدھر جائیگا

دل عشاق پہ آئینگی بلائین لاکھون
آپکے دوش پہ گیسو جو بکھر جائیگا

پوری زینت وہ کئی آئے شفیق اچھا ہی
کل تو دل جا چکا ہی آج جگر جائیگا

کوئی تو مرکے جیئے گا کوئی مر جائیگا
بزم عشاق مین وہ شعبدہ گر جائیگا

خون دل ہی اسی سینچا ہی تعلق یہ ہی
قبر تک نخل محبت کا ثمر جائیگا

اس سی تصویر خیالی نہین لیتا وہ مسیح
ڈر ہے بیمار کا چہرہ بھی اوتر جائیگا

سامنے مانی و بہزاد کے منہ ڈھانکی ہین
ڈر ہی عارض کا مرے رنگ اوتر جائیگا

میرے قاتل کی ہنچی چوٹ ہی رکتی ہی نہین
ہاتھ جب سر پہ پڑا زیر کمر جائیگا

یار کے گیسوی شکین مین ہین گھونگھر لاکھون
پھر بھی بل کھاتا ہوا تا بہ کمر جائیگا

وصل کی شب مین بھی کمبخت یہ تڑپا ہی کیا
دلکو دھڑکا ہی کہ وہ وقت سحر جائیگا

اوسکو سب اہل چمن سینے سے لپٹائینگے
اوڑکے بلبل جو قفس سی کوئی پر جائیگا

خاک اوڑائیگا مرے بعد خیال جانان
وہ بھی مرنیکی مرے لیکے خبر جائیگا

کہا لیلی نے مرا قیس بہت عاقل تھا
کیا یہ امید تھی آپے سے گذر جائیگا

حشر کے روز کہین آپ نہ گھر سے نکلین
مجمع عام ہے ہر فرد بشر جائیگا

تیغ ابرو کے اوٹھانیکی ضرورت کیا ہی
مسکرا دیجئے عاشق ابھی مرجائیگا

کیا ترے خنجر مژگان مین چھپا ہی قاتل
غوطہ مین ڈوب کے یہ اور نکھر جائیگا

بحر غم مین گیا جسطرح سے تیرا عاشق
یہ یونہین آگ کے دریا مین اوتر جائیگا

بولے غیرون نے کہا حال شفیق ایسا ہی
اب برا وقت ہے کچھ دیر مین مرجائیگا

کرکے زینت ہمہ تن ناز و ادا ہوجانا
آئینہ کہتا ہی پھر مجھسے جدا ہوجانا

دلکو آتا ہی حسینون پہ فدا ہوجانا
اب بیٹھے بٹھلائے گرفتار بلا ہوجانا

خوب ہی مشق تصوّر کا سوا ہوجانا
آدمی کے لئے اچھا ہی رسا ہوجانا

دلکو زلفون سے رہا کرکے ستمگر نے کہا
اب کہین اور گرفتار بلا ہوجانا

کمسنی ہی ابھی جلّاد مگر ممکن ہے
بڑھتے بڑھتے ترا شمشیر ادا ہوجانا

خواب مین آئے ہو کچھ دیر یونہی بیٹھین
آنکھ کھلجاے تو پھر مجھسے خفا ہوجانا

میری میّت کی تو زینت ہی چلے جاتے ہین غیر
یون ترا برہنہ سر برہنہ پا ہوجانا

خاک تربت مری اوس کوچہ مین پہونچادینا
راستے پھر تو ذرا تیز ہوا ہوجانا

آج تو جا کہ مسیحا بھی ہین آنے والے
پھر کسی روز مرے پاس قضا ہوجانا

درد دل کہتا ہے مجھسے یہ نہین ممکن ہے
جان کنی کی تری ابتدا مین جدا ہوجانا

اپنے بیمار سے یہ کہکے مسیحا اوٹھا
اب تو ممکن ہے تجھے جلد شفا ہوجانا

اتنا گھبراتے ہو کیون چارہ گرو سمجھو تو
حسن ہی درد محبّت کا سوا ہوجانا

اے مسیحا اسے کہتے ہین کمال تاثیر
آپکا نام مریضون کو دوا ہوجانا

عشق وہ چیز ہے جسمین کہ بہت مشکل ہے
مر کے بھی شرط محبت سے ادا ہو جانا

ہم وہ عاشق ہین کہ قبضے مین ہے ہستی و عدم
روز جینا ہمین اور روز فنا ہو جانا

اوسکی رحمت سے نہ مایوس ہو ممکن ہی شفیق
مجھ گنہگار کی مقبول دعا ہو جانا

مقدر مین لکھا تھا اس ادا پر دم نکل جانا
یکایک لیکے انگڑائی ترا فورا سنبھل جانا

در دلدار تک کہتا ہی یہ دل سر کے بل جانا
قیامت تک ہی جسکا اثر وہ چال چل جانا

جوانیکا زمانہ کیا مجھے اب یاد آتا ہے
دل نادان مری ہر بات پر تیرا مچل جانا

خدنگ ناز مجھپر پڑ گیا احباب کہتے ہین
دلیری ہے تمھاری تیر کھانا اور سنبھل جانا

نگہبان نے کہا جلاد سے یہ رحم لازم ہے
ہی آسان قید یونکی آہ سے زندانکا جل جانا

تجھی تو جان لینی ہے مین اوسنی بات تو کر لون
وہ جب آئین مری بالین پہ تو اے موت ٹل جانا

مین ایسے وقت پہونچا تھا در جانانہ پہ موت آئی
تعجب ہو گیا سبکو مرے ارمان نکل جانا

کیا جو ذکر یوسف مینے کیسا وہ حسین بگڑا
قیامت ہو گئی اک باتکا منہ سی نکل جانا

کسی ہشیار بادہ کش نے یہ تمکو سکھایا ہے
کہ ساغر لیکے اوٹھنا لڑکھڑانا اور سنبھل جانا

سر بام آئے ہین وہ شور اک عشاق مین اوٹھا
نقاب اولٹین گے وہ اے دیکھنے والو سنبھل جانا

زمانہ وصل کا گذرا وہ مجھکو یاد ہی قصہ
ہنسنی کی بات مین بھی آپکے تیور بدل جانا

مزاج ایسا ہی اونکا جب آتی ہے ہنسنی مجھکو
کسی سے نام یوسف سنتے ہی تیور بدل جانا

شفیق ارمان اتنا رہ گیا اک روز وہ کہتے
نجانے دینگے تمکو آج ہم گھر اپنے کل جانا

صبر کہتا ہے کہ رونا کیسا
ہجر مین جان کا کھونا کیسا

غیر نے جھوٹ کہا تھا مجھسے
یار کا گھر مین نہ ہونا کیسا

دور سے تیر جگر کا کھینچو
خون مین ہاتھ ڈبونا کیسا

ہجر کی رات بری ہوتی ہے
آہ رکتی نہین سونا کیسا

عشق مین کوئی بشر لائق ہو
اسمین برباد نہ ہونا کیسا

بعد مرنیکے جو تڑپا مرا دل
شق ہوا قبر کا کونا کیسا

نام تیرا ہے مرے باعث سی
بحر غم مجھکو ڈبونا کیسا

جل بھی جائے تو نہ اف منہ سی کری
اے شمع راتون کو رونا کیسا

جو کہ ہو خاک نشین مدت سے
اوسکو شعاف بچھونا کیسا

کہتا ہے ضبط کہ تم صابر ہو
درد ہو دل مین تو رونا کیسا

دلِ عاشق سے نمو ہوتا ہے
تخم الفت ترا بونا کیسا

ایکدن جان مری نے فصاد
روز نشتر کا چبھونا کیسا

اب بھی تکلیف مجھے دیتے ہو
جاؤ بھی لاشہ پہ رونا کیسا

کیا جوانی نے سکھایا ہے تمھین
لیکے انگڑائیان سونا کیسا

کچھ کہا مینے وہ کہتا ہے شفیق
دکھڑا ہر روز کا رونا کیسا

مے بھی میخوار بھی ہوگا مرا ساقی ہوگا
حشر آئیگا تو اک لطف وہان بھی ہوگا

روز پینے کو نصیر ایکا خدا دیتا ہے
ہمسے مستونکا کبھی جام نہ خالی ہوگا

شب فرقت مرا کہہ کہکے بڑھا دیتی ہے دل
نالے گر روز کروگے تو اثر بھی ہوگا

اب یقین ہے عدم آباد مین آندھی آئے
خاک اوڑائیگا جہان پر ترا وحشی ہوگا

دلکے ناسور مرے رسنے لگے فرقت مین
اب یقین ہے کہ کوئی راز نہ مخفی ہوگا

ہم ہین اور حضرت موسیٰ ہین ترے طالب دید
خیر کوئی نہ کوئی وقت تجلی ہوگا

حشر مین دیکھنے والونکو مزا اوٹھے گا
ہاتھ ہوگا مرا اور دامن عیسیٰ ہوگا

آیا ہے مہر عیادت تو سمجھ لے اتنا
یہ ترا لطف مجھے وجہ تسلی ہوگا

دیکھکر تیروں کے روزن وہ یہ فرماتے ہین
اب تو ارمان کوئی دلمین نہ باقی ہوگا

حشر مین قیس کے ہمراہ رہیگا مجمع
جس جگہہ بیٹھ گیا قصہ لیلی ہوگا

ایک دم کے لئے گر آپ کرم فرمائین
میرا برباد نہ سرمایہ ہستی ہوگا

جو مخالف ہے مرا اوس سے مین کہتا ہون شفیق
شعر ہر ایک مرا دفتر معنی ہوگا

لگی تھین در سے آنکھین منتظر بیمار ہجران تھا
نہ آئے اک گھڑی بھر تم تو پھر مرنیکا سامان تھا

کہا یہ مینے غیروں نے کہ تم اوس وقت یاد آئے
کوئی ہنستا تھا خلوت مین کوئی کر سنہ پہ دامان تھا

یہ ملک تھین لاکھوں حسرتین تھین میری ہی دم سے
بدن سے جان جب نکلی تو سارا شہر ویران تھا

لحد تک اقربا احباب سب پہونچا گئے مجھکو
گیا جو ساتھ تربت مین وہ میرا راز پنہان تھا

چلے ہین روز راہ عشق مین ہم بادیہ پیما
نہ جب بھی زندگی بھر طے ہوا ایسا بیابان تھا

وہ آئے سامنے جب بات بھی منہ سے نہین نکلی
لب خاموش تھا میرا کہ گویا قفل زندان تھا

بتائین کیا تمھین اے دوستو تم خود سمجھ لوگے
جو سارے گھر کی زینت لے گیا وہ کیسا مہمان تھا

قدر انداز تیری مشق دنیا سے نرالی ہے
وہین پہ تیر مارا جس جگہہ پہ دلمین ارمان تھا

تڑپنے سے اچھا ئین جسکے ہم زلزلے آئے
تجھے معلوم ہے کچھ وہ ترا بیمار ہجران تھا

مرے احباب اوس سے کہتے ہین کچھ ہے خبر تم کو
کوئی ہنستا تھا کل خلوت مین اور کوئی پشیمان تھا

قدم سے اپنے یار و ہر طرف زینت تھی صحرا مین
ہمارے خون سے گلنار ہر خار مغیلان تھا

نہ تو دیکھتے ہی یہ کہا دیوانوں نے ہنسکر
ہمین ہے یاد یہ پہلے حسینوں کا گریبان تھا

جو میت پر بھی آئے تھے مزاج اونکا نہ ملتا تھا
ہماری لاش اوٹھوائی زمانے بھر پہ احسان تھا

نہ جانے دل فریبی وقت زینت کیا ہوئی پیدا
ادھر تو آپ حیران تھے اودھر آئینہ حیران تھا

تعلق قاتل و مقتول کے ایسے مساوی تھے
ادھر سوفار چٹکی مین اودھر سینے مین پیکان تھا

نہین تم جسکے معنی سمجھے کیا کہتا شفیق اوسکا
بیان کچھ کر نہین سکتے کہ جو زور شبستان تھا

دست و پا ٹیکے ہین پتھر سے کبھی سر توڑا
دم یون ہی آپکے بیمار نے شب بھر توڑا

مے جو مانگی تو عجب طور کا غصہ آیا
لیکے ساقی نے مرے ہاتھ سے ساغر توڑا

نگہ کے تیر بھی اور برچھیان مژگانکی چلین
آج ان سب نے مرے دلکو برابر توڑا

بس مرا کچھ نہ چلا مجھکو خدا یاد آیا
کس طرح سینے مین دم اے دل مضطر توڑا

دیکھنے والون نے دانتون مین دبائی انگلی
آپنے رشتۂ الفت مرا کیونکر توڑا

بحر غم کا تجھے طوفان دکھانا ہی ضرور
تو سہی تجھکو نہ اے سد سکندر توڑا

کھولنا فصد نہین چاہنے والے ہین بہت
نام دیوانہ کا ہے آپ ہی نشتر توڑا

غیر کا نام لیا زخم مرے دل پہ پڑا
جان پر قہر میری تو نے ستمگر توڑا

تیر جلاد سے تھرا کے یہ کہتا ہے شفیق
دل نہین توڑا مرا تو نے مقدر توڑا

جانا عدم کو ٹھہر چکا ہی جس جس کو پیغام گیا
کوئی قریب صبح گیا تو کوئی قریب شام گیا

ہمتو مرے الفت مین اونکی قید اونکو فتح خوب ہی کی
سنکے وہ فرماتے ہین دنیا سے اک بدنام گیا

دیکھین نہ دیکھین وہ مجھکو مین اونکے کوچہ مین پہنچا
فخر مجھے کیا یہ کم ہی مین اونکے زیر بام گیا

پہلے پہل مین گھر سے نکلا عشق کی راہ ناہموار
گرتا پڑتا مرتا جیتا منزل پر تا شام گیا

سنتا تھا صیاد ہی ظالم دیتا ہے وہ تکلیفین
ڈرتے ڈرتے مرغ دل بھی آج قریب دام گیا

مشق تصور ہی مجھکو جبکی جو ایک دن ہو چکیا
روز مین اونکی کوچہ مین آنکھو لسی سو سو گام گیا

واہ ری قسمت ساقی بھی کچھ ایسا تغافل کیش ملا
مینے پہلے مانگا تھا اور غیر کے آگے جام گیا

بخل و سخاوت کے باعث ای ساقی سارے عالم مین
کس کا کسکا نام رہا ہی کسکا کسکا نام گیا

کیسی ادا تھی وہ ظالم جب پاس سے میرے اوٹھکے گیا
دلکو میرے پامال کیا کس چال سے دو دو گام گیا

آنکھین اوسکو ڈھونڈ رہی ہین نیند کہان اب چین کہان
جیسے دل گیسو مین پھنسا چین گیا آرام گیا

اسکا گلہ ساقی سے کیسا اپنی ہی تقدیر شفیق
تیرے سوا اوسکی صحبت سے کوئی بھی تشنہ کام گیا

شب ہجر یار وہ تھا بڑا غمگسار میرا | مرے ساتھ خوب تڑپا دل بیقرار میرا

وہ نہ ہم بغل ہو مجھسے اوسی مین وصال سمجھین | کوئی سنکے بات کرے بت شرمسار میرا

مجھے ڈر ہجر مجھسے کوئی خوف ہی تو یہ ہے | مرے ساتھ مر نہ جاوے دل بیقرار میرا

مجھے ہے یقین اسکا کہ وہ پھر نہ جھوٹ بولین | جو وہ حال آکے دیکھین شب انتظار میرا

ابھی کہہ رہا ہی ساقی سنو میری مے پرستو | مرے میکدہ کے در پر وہی بادہ خوار میرا

مجھے موت ہو مبارک ابھی مر کے جان آئی | مری قبر پر جو آئے کبھی سوگوار میرا

یہ ہوا ہی کون گھایل ذرا دیکھیے آکے قاتل | کہ بہار دے رہا ہے دل داغدار میرا

وہ رقیب کی ہی صحبت مری واہ ری جذب الفت | وہ ہی ذکر کر رہی ہین وہان بار بار میرا

مری ہمرہی تو ہی محافظ کوئی خطرہ جب ہوا تہا | دیا ساتھ مرتے دم تک مری جان زار میرا

مری خاک ہو سوارت مجھی جسنے مار ڈالا | وہین گرتا پڑتا پہونچے کسیدن غبار میرا

وہ یہ سب سی کہہ رہی ہین کہ شفیق کیون نہ آیا
کوئی امر ہو گیا ہی اوسے ناگوار میرا

یون ترا بیمار الفت ناتوان ہو جائیگا | سانس کا لینا اوسی بار گران ہوجائیگا

آہ سوزانکا اگر اونچا دہوان ہو جائیگا | یہ بھی قایم ہو کے اکدن آسمان ہوجائیگا

درد ہے دلمین ذرا اسکا تعلق ہو تو جائے | بڑھتے بڑھتے یہ شریک استخوان ہوجائیگا

باغ اپنا باغبان رضوی دی بلبل نے کہا | ہم جہان جائین گے مسکن آشیان ہوجائیگا

جسکے دیوانہ سی کہتی ہین ابھی زندان مین بیٹھ | جب بہار آئیگی تیرا امتحان ہوجائیگا

آہ کی تکلیف سی سینے تو ظالم نے کہا | چپ رہ اے بدبخت درد دل عیان ہوجائیگا

مین زبان سے اف کرون ای چارہ گر ممکن نہین | درد دل اوٹھتے ہی چہرے سے عیان ہوجائیگا

تم تڑپتے ہو رہائی کے لئے اہل قفس | ہمسے بھی صیاد ظالم بدگمان ہوجائیگا

کوئے جانان مین قدم رکھتے ہی آئے زلزلے | ہم نہ کہتے تھے کہ دشمن آسمان ہوجائیگا

جوش گریہ بڑھ رہا ہے اب یہ ہوتا ہے یقین
ہر بن مو سے مری دریا رواں ہو جائیگا

اب مجھے مشق تصور سے یقین ہونے لگا
دھیان میرا اوسکے در کا پاسباں ہو جائیگا

ہاں تو محشر کا کہنا چپ رہو تم ای شفیق
ہے کوئی دشمن تو وہ بھی مہرباں ہو جائیگا

بیخود شب وصال جو مین نا صبور تھا
ہیں جب بے قصور تمہارے دلکا قصور تھا

بیتاب ہو کے راہ مین بیکار جان دی
اے دل مکان یار کا تھوڑی ہی دور تھا

دلمین خیال جب کیا تجھ تک پہونچ گیا
گو ہمسے تو ہر ایک کے نزدیک دور تھا

کچھ بھی نہ تھا خیال نشیب و فراز کا
موسیٰ کو ایسا ولولہ کوہ طور تھا

کہنا تھا دلکو جو وہ کہا اونکے سامنے
نادان دوست میرا بہت بے شعور تھا

دربان قید خانہ مین آیا ہے پوچھنے
کسکی زبانپہ رات کو نام حضور تھا

آخر جہاز عمر ہمارا نہ بچ سکا
دریاے غم کا آج کچھ ایسا وفور تھا

آئے ہین فاتحہ کو مگر غیر ساتھ ہین
بعد فنا یہ ظلم اونھین کیا ضرور تھا

جاگے ہوئے تھے رات کی یا اور بات تھی
آنکھون مین اونکی آج غضب کا سرور تھا

اوسکا خیال آتے ہی دل چھید کے رہ گیا
ہر چند تیر ناز بہت مجھسے دور تھا

ایسی صفائے حسن تھی زینت کے وقت بھی
تھا عکس اونکے سامنے آئنہ دور تھا

مرقد مین تمکو دیکھا تو معلوم ہو گیا
دنیا مین ہر طرف کو تمہارا ہی نور تھا

بے سمجھے اوسنے قتل کیا ہے مجھے شفیق
اب ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بھی قصور تھا

دل پکارا ترا احسان ستم آرا ہوتا
تھا جہان درد وہین تیر بھی مارا ہوتا

کچھ نہ مجھے تو مجھے مرنے کا سہارا ہوتا
ہاتھ اوچھا ہی سا دلبر مرے مارا ہوتا

پھر مخاطب کیا تمنے مجھے اولٹی ہی نقاب
غش مجھے آتا جو پہلا سا نظارا ہوتا

روح بھی تن سی نکلتی تو یہ دلمین رہتا
آپکا تیر مجھے جان سے پیارا ہوتا

بچ گیا مضحکہ ہوتا دم محشر کیسا
آپکے دھوکے مین یوسف کہ پکارا ہوتا

پھیرے مجھے کوئی زمانہ مین شاہانہ حسین
گرچہ ماتھے پہ رقم نام تمہارا ہوتا

فخر ہوجاتا مجھے بات مری رہ جاتی
بزم عشاق مین مجھکو جو اشارا ہوتا

فصل گرمی کی ہی جی چاہتا ہی ای ساقی
سیکشتی بہتی جو دریا کا کنارا ہوتا

تو اگر تیر لگاتا مری پیشانی پر
حشر تک وہ مری قسمت کا ستارا ہوتا

یہ تو تھا بلا وجہ ہوتی یہ کسی اور کی بزم
یون بگڑ جاتے اگر ذکر ہمارا ہوتا

کسی مجمع مین اگر قتل وہ کرتا ہمکو
نام جلاد کا اور کام ہمارا ہوتا

مین تو مجبور تھا احباب سے یہ کہتا کون
وہ بھی آ لیتے تو تربت مین اوتارا ہوتا

درد دل نے مری اسوقت اعانت کی ہی
یہ نہ اوٹھتا تو وہ پہلو سے سدھارا ہوتا

مین سمجھتا ہون کہ آنا ہی مسیحا کا محال
چارہ گر سنتے جو آنے کا سہارا ہوتا

ناصحا تو ہی سمجھ جوش جوانی مین بھلا
دلکا مرنا ہمین کسطرح گوارا ہوتا

خیراب تھوڑی سی پڑھ لیتے تحقیق اردو ہم
زندگی کا ہمین گر اہی سہارا ہوتا

مین راز دل چھپانے مین دیوانہ ہو گیا
جب بھی ہر ایک بات کا افسانہ ہو گیا

تصویر جسنے دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا
شہرت بڑھی شباب کا افسانہ ہو گیا

کیسی شراب جام مین رکھتی ہی ساقیا
گلنار جسکے عکس سے میخانہ ہو گیا

وحشی کا تیرے دشت مین کچھ دل بہل گیا
اوس سے جناب قیس سے یارانہ ہو گیا

سب چھپکے چپکے روتے ہین ارمان حسرتین
دل مرگیا ہی سینہ عزا خانہ ہو گیا

مہندی کی رنگ سے رخ رنگین کی عکس سے
گلنار اوسکے ہاتھ مین پیمانہ ہو گیا

میخوار بد نصیب عجب وقت آیا ہی
جب بند دوستو در میخانہ ہو گیا

الفت ہر اک شے کو بڑھاتی ہے کسقدر
دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

ہم ایسے بادہ کش ہین کہ ساقی کی یاد مین
ساغر جہان پہ رکھدیا میخانہ ہو گیا

آبزادیون نے کہدیا سارے جہان مین
اپنے سبب سے مذہب رندانہ ہو گیا

جمتے نہین ہین پاؤن وہ آتی ہین زلزلے
دشمن ہمارا کوچۂ جانانہ ہو گیا

فرقت کی رات درد کی ایسی چمک بڑھی
روشن تمام دل کا سیہ خانہ ہو گیا

ہم میکشی سے سیر ہوے توبہ کر چکے
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

اور اے حسین کریم ترقی دے حسن کو
اسکے سبب سے عشق اک افسانہ ہو گیا

قاتل نے پیچ سے مرا سر جدا کیا
تھا مختصر کہ ختم یہ افسانہ ہو گیا

کوئی نہ جانتا تھا وہ تھا راز اپنا عشق
تمنے کئے وہ ظلم کہ افسانہ ہو گیا

مٹھی مین خاک لیتے ہی دیوانے نے کہا
قبضہ مین میرے آج سے ویرانہ ہو گیا

ہر فکر میرے دل کی سمجھ جاتے ہین عدو
ابتو مرا خیال بھی بیگانہ ہو گیا

کیا جانے تونے خواب مین دیکھا تھا کیا شفیق
ہنستا تھا شبکو صبح کو دیوانہ ہو گیا

ملی پردیس مین راحت بڑھا رنج و محن اپنا
کلیجا منہ کو آیا یاد جب آیا وطن اپنا

خدا کی دین ہے ہر شعر مین پوری فصاحت ہے
مرے قابو مین رہتی ہے زبان اپنی وہ حسن اپنا

مصیبت ہو کہ راحت جھک کی ملنے سے ہمین مطلب
خدا کی فضل سے یکسان ہی رہتا ہے چلن اپنا

بس اتنا مال ہو جو کام آئے ہر ضرورت مین
وہی ہے سلطنت احباب اپنے مون وطن اپنا

ہمین امید ہے سب دوستون سے ہر ضرورت مین
خدا کی فضل سے ضایع نہ جائیگا سخن اپنا

مرے اوستاد کہتے ہین زبانین ایسی نرمی ہو
ملے کچھ لکھنؤ والون مین انداز سخن اپنا

ملی خاک شفا سنہ پہ ہی کیا پرنور تربت ہے
قیامت تک نہین ممکن جو میلا ہو کفن اپنا

سمجھے پر جان دینگے ہم بھی مشتاق شہادت ہین
دکھا دینا ہمین اے تیغ ابرو بانکپن اپنا

بڑی عزت بڑھائی مجھسی کیا ہوا ونکا شکریہ
جہان کی فکر لاکھون ہی گل مضمون ہوئی پیدا
ہمین دیوانگی مین خوب پابند محبت ہین
ہمارے دلکی حالت بھی اوسے معلوم ہو جائگی
ترقی لکھنؤ مین آکے میر و مصحفی پائین
فراغت ہو تو عالم مین بسر ہوتی ہی انسا بھی
حیا آتی ہی یارب اب ہماری پردہ پوشی کر

دعائین دیتا ہی احباب کو ہر موئی تن اپنا
خدا کے فضل سی سرسبز رہتا ہے چمن اپنا
ہی بڑی یادین اور ہاتھ بھاتی ہی سخن اپنا
کبھی تو تیر ڈھونڈھی آنکر ناوک فگن اپنا
ہمین بھی ناز زیبا ہے کہ ایسا ہی وطن اپنا
مصیبت مین سبھونکو یاد آتا ہے وطن اپنا
ہوا ہی حد سی بوسیدہ سراسر پیرہن اپنا

شفیق ایسا سفر مین ساتھ دیتی ہی سکونت بھی
کسی جا ہون ہمیشہ یاد آتا ہے وطن اپنا

میکش نے لیا جام مئے بیخبری کا
آواز تری پردہ سے سنتی ہی غش آیا
جو وصل کی جاگے ہین وہ کسطرح نہ سوئین
تیزی کو تری تیر فگن کوس رہا ہے
ہی باد مخالف کا اوسے نام ہی کافی
مین بزم مین جاتا ہون حسین چھپتے ہین مجھسے
بیٹھے ہین وہ پہلو مین مری غیر ہی حالت
وہ کچھ نہ سنے اور چلے جاتے ہین سب دل
موسیٰ کی حکایت سی اوڑی ہوش سبھون کی
پھاڑا اتھا گریبان کلیجا ہوا ٹکڑے
دل مرگیا سب مین مری سنتی ہین آکر
دریا بہا اشکونکا جہان ڈوب جائے

اب سامنا دیوانہ سے ہوتا ہے پری کا
یا تون لے کیا کام تری جلوہ گری کا
جھونکا جو چلے سرد نسیم سحری کا
اتی آتش دل ہوگیا نقصان سحری کا
جس آنکھ پہ دھوکا ہو چراغ سحری کا
چرچا ہوا اون سب مین مری بد نظری کا
ممنون ہوا آج مین درد جگری کا
آہونمین اثر یہ ہی مری بے اثری کا
عالم مین ہوا شور تری جلوہ گری کا
افسانہ ہی عالم مین مری جامہ دری کا
عالم ہوا مشتاق مری نوحہ گری کا
مالک ہی الٰہی تو ہی خشکی کا تری کا

بیمار شفیق ایسا ہے بچنا نہین ممکن
نقشا ہے برا آج عدم کے سفری کا

عشق کیسا یہ کرشمہ تھا دل ناشاد کا
بے ستون یہ مرکے بھی قبضہ رہا فرہاد کا

میرے مرنیکی خبر اسطور سی پہونچی اوسی
دشمنون نے میرے خط لکھا مبارکباد کا

غیر سے سنتے ہین آکر ہو گئی اونکو خبر
اے دل بیتاب موقع اب نہین فریاد کا

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب وجگر
جس ٹھکانے ذکر ہو میرے دل ناشاد کا

سنتا ہون تصویر کھینچی ہی مرے دلدار کی
دیکھنے جاتا ہون نقشہ مانی و بہزاد کا

کوئی قیدی مرگیا ہی حشر برپا ہو گیا
قید خانہ مین ہوا غل نالہ و فریاد کا

یا الٰہی قتل وہ اسطور سی مجھکو کرے
نام ہو جائے زمانہ مین مرے جلاد کا

پتھرون سے مینے سر پھوڑا تو وہ کہنے لگے
ایسے دیوانہ کو تیشہ چاہیئے فرہاد کا

قبر مین مجھکو اوتار سے یہ کہنے لگے
آئے ہین اوس وقت ہم جو وقت ہی امداد کا

بھر کے آہ سرد اک جان حزین میری گئی
یہ بھی افسانہ ہوا اک ہجر کی روداد کا

کہتی ہی بلبل کہ میری آگ پھونکا آشیان
دل جلاکے میرا دل ٹھنڈا ہوا صیاد کا

قید یونکی آہ سوزانکا ہوا اتنا اثر
بیڑیان کاٹی ہین جوہر سچ ہی حداد کا

ہاتھ مین لغزش ہو ٹانکے لگانا دیکھکر
بخیہ گر یہ زخم ہی میرے دل ناشاد کا

بعد میرے قتل کے بھی خون تھم تھمکر بہے
کمسنی ہی دل نہ ڈرجائے ستم ایجاد کا

گر پڑے برسات مین گھر ٹھوکرین کھائین شفیق
اب ٹھکانا ہی نہین تجھ خانمان برباد کا

جنون کہتا ہی مجھسے عشق ہی وہ ماہ تابان کا
شعاع مہر ہی جو تار ہے تیرے گریبان کا

کسی بتخانہ مین اب دخل ہوتا ہی مسلمان کا
کہا دل نے خدا حافظ ہی اسکے دین و ایمان کا

لئے زنبور ہاتھو مین اگر بیٹھے ہین چارہ گر
نہین آسان ہی کچھ بھیا چھیڑنا زخم سوزان کا

بگولے دشت مین اوٹھین تو اونسی قیس کو پوچھو
نشان مل جائیگا مجھکو پریشان سی پریشان کا

مرا برباد ہونا اون سبھونکا خاک مین ملنا
مری تقدیر سی ملتا ہی ہر ذرہ بیابان کا

پریزادونکے جھرمٹ دیکھکر کہنی لگی بلبل
حسین آنے لگے اب رنگ بدلیگا گلستان کا

یہ ہنسکر مانی و بہزاد سی جلا دکھاتا ہی
مری تصویر مین سب رنگ ہو خون شہیدان کا

ہماری زخم دوزی کرکے یہ جرّاح کہتا ہی
صدا اے دل شکن آئیگی گر ٹوٹا کوئی ٹانکا

نظر ملتے ہی میری دل جگر رخصت ہوئی مجھسے
کسی نے اس ادا سی روزن دیوار سے جھانکا

اندھیرا ساری عالم مین ہوا دل میرا گھبرایا
جھلک دکھلا کے مجھکو اوسنے دامن سی جو منہ ڈھانکا

تعلق مجھے پرانے مین جو صحرا سے ادھر نکلا
مجھے دیکھا تو خود وا ہوگیا دروازہ زندان کا

مہیا عیش کی سامان کئے سو مرتبہ اکثر
گذارین ہمنے راتین راستہ دیکھا ہی مہمانکا

امنڈ کر آنسوون نے خوب ہی دریا بہائی ہین
زمانہ مین مری آنکھون سے اوٹھا جوش طوفانکا

کہا جب شعر اچھا وہ حیات جاودانی ہی
سکندر ہو کے خواہان گھر سے نکلا آب حیوانکا

اثر یہ ثانی بلقیس کی الفت مین پیدا ہو
ہمارا دل جو تڑپے گر پڑے ایوان سلیمان کا

پڑھا ہے فاتحہ ہر قبر پر لاکر حسینونکو
وہ جاتے ہین خدا حافظ ہی اب گور غریبان کا

شفیق ایسا کہان تو جس سی ہو کچھ قدر عالم مین
کہا اچھا مجھے ممنون ہوئین ہر سخندان کا

ردیف بائے موحدہ

پینا ستم ہی یار کا انکار سے شراب
بے لطف اوسی سی ہوگئی تکرار سے شراب

اچھا ہے اس بہانہ سے یوسف کو دیکھنا
لائینگے آج مصر کی بازار سے شراب

واعظ سی سنکے کہنے لگے رند خوش مذاق
مشکل ہے چھوٹنا کسی میخوار سے شراب

ساقی یہ ہنسکی کہتا ہے میخوار سے بتا
اچھی تجھے ہی کیا مری گفتار سے شراب

ساقی جو میکدہ سے اوٹھا لطف آگیا
میخوار مانگنے لگا مے خوار سے شراب

بیوقت وہ کسی کو ملے قاعدہ نہین
اکرتی ہے ناز اپنے طلبگار سے شراب

بیٹھا تھا میکدہ مین تو اتنا اثر نہ تھا
کچھ تیز ہو گئی مری رفتار سے شراب

دیوانہ بادہ کش کوئی گلشن مین دفن ہے
بلبل نے چھڑکی قبر پہ منقار سے شراب

خوف خدا نہ اونکو نہ اونکو ستونکا ڈر
پھر کیا چھٹے گی کافر و دیندار سے شراب

گر ہوسکا شفیق تو پھر وقت میکشی
بدلین گے آج ہم نگہ یار سے شراب

جانتا ہے سبکو کر دیتی ہے یہ غافل شراب
مجرمون کو دیکھے پیتا ہے مرا قاتل شراب

ہے سخی ساقی مرا سیراب کرتا ہے اوسے
میکدہ مین مانگنے آیا اگر سائل شراب

میکدہ مین لوٹتا ہے جام ساقی نے دیا
سبکو حیرت ہے پئے گا کسطرح بسمل شراب

جام مین جتنی بچے مے مجھکو دینا ساقیا
پھینکنا ہرگز نہین میرا ہے خون دل شراب

دن تو چلنے مین گذارا شام کو یہ لطف تھا
سب مسافر آئے پینے کو سر منزل شراب

کہتا ہے اپنے مریضون سے مسیحا بادہ کش
سنتی ہین آسان کرتی ہے ہر اک مشکل شراب

قاعدہ سے بیٹھے ہین میخوار ایسا لطف ہے
اب پلائیگا سبھونکو صاحب محفل شراب

کچھ نہ کچھ لیلی سے باتین وصل کی ہوتین ضرور
بیٹھکر مجنون اگر پیتا پس محمل شراب

حضرت ناصح نصیحت ایسے بادہ خوار سے
وہ بھلا مانیگا کیا جسکی ہے آب و گل شراب

پوچھتا ہے بادہ کش یہ دانۂ انگور سے
کیا ازل کے روز سے تجھ مین ہوئی داخل شراب

جام ساقی بھر کے دیتے ہنس کے کہتا ہے شفیق
ہم پلائینگے اگر ہو آپکے قابل شراب

عکس اپنا ڈالتا ہے ہر چمن مین آفتاب
دو جہان مین ایک ہے اپنے چلن مین آفتاب

دل یہ کہتا ہے طپش سے اسکی ہوتا ہے یقین
آگ برسائیگا کیا مرے وطن مین آفتاب

اسکی اس گرمی مین دیوانونکا بچنا ہے محال
ڈالیگا اپنا اثر ہر پیرہن مین آفتاب

اگر بیان کرتا ہے ہر میخوار وقت میکشی
آگیا گویا انھین کی انجمن مین آفتاب

کی ترقی آتش فرقت نے آہی بعد مرگ
بنگیا ہر داغ دل میرے کفن مین آفتاب

رات کو افشاں کا ذرہ تھا سحر کو یہ کھلا
ہوگیا روشن ہی ابرو کی شکن مین آفتاب

سونیوالے باغ کے انگڑائیاں لیکر اوٹھے
صبح کو جلوہ دکھا بنگا چمن مین آفتاب

دن جو کم ہی شام کے ڈھر کیبی کیا ہی بیجا اوس
دوڑتا جاتا ہی کیا اپنے وطن مین آفتاب

ایک ہی رفتار سے گزری گی میری عمر خضر
اب نہین یکتا رہا اپنی چلن مین آفتاب

شب کے جھگڑے لطف مین اونسے وہ واقف ہی نہین
حشر تک یون ہی رہا رنج و محن مین آفتاب

کیا الف کو بھی نہین پہچانتے ہو تم ای شفیق
یہ ہی لاعلمی تو تم ہو ایک فن مین آفتاب

اسطرح دینگے وصل مین تکرار کا جواب
مرنا ہمارا ہی ترے انکار کا جواب

ایسا لگایا ہاتھ کہ تسمہ نہین رہا
دنیا مین اب نہین تری تلوار کا جواب

بلبل ذرا ادھر بھی وہی نغمہ سنجیاں
سینہ ہمارا ہے ترے گلزار کا جواب

عشاق جان بیچنے آتے ہین روز و شب
کوچہ ہے تیرا مصر کی بازار کا جواب

بیخود ہوا نہ راز کھلا اوسکا ساقیا
میخوارون مین نہین تری میخوار کا جواب

تلوون مین چبھ کے خون سے گلنار ہوگیا
گلشن مین گل بھی ہے کوئی اس خار کا جواب

قاتل کے ہاتھ اوٹھاتے ہی بجلی چمک گئی
تلوار سے ملا اوسے تلوار کا جواب

سرمہ لگا رہا تھا کہ میری نظر پڑی
آئینہ مین ملا نگہ یار کا جواب

میری تو زندگی مین نہ وعدہ وفا ہوا
اک حشر رہ گیا ترے اقرار کا جواب

ناصح نے کی نصیحتین پھر چپ ہی ہوگیا
کل شب کو سنکے تیرے وفادار کا جواب

یہ شاعری کا خبط ہی خاموش اے شفیق
بیکار کا سوال ہی بیکار کا جواب

یار کی افشاں کا ذرّہ ہے بجائے ماہتاب
اب بھلا نظروں میں کیا میری سمائے ماہتاب

سرمہ آنکھوں میں لبوں پر پان کی سرخی عیاں
یار سے میرے ذرا صورت ملائے ماہتاب

جب نقاب رخ سے کچھ روشنی ظاہر ہوئی
کیسی شرمندہ ہوئی شکوہ صفیائے ماہتاب

رات دن جیسی ترقی کر رہا ہے حسن یار
اسطرح ہمکو قیام اپنا دکھائے ماہتاب

کیا رخ روشن کی عاشق اوسکو دیکھیں گے بھلا
چار چاند اپنے ذرا منہ پر لگائے ماہتاب

پوری زینت کرکے آتا ہے وہ اپنی بام پر
خیر ہے اسمیں قدم جلدی بڑھائے ماہتاب

سامنا جسّے کریگا منہ چھپایا خوف سے
بام سے اوترو وذرا بخشو خطائے ماہتاب

چار آنکھیں کرکے اوس سے شعر بھی کہنا شفیق
مہر کی صورت تمھیں بھائی ادائے ماہتاب

ردیف بائے فارسی

تیر سینہ سے خود نکالا آپ
دیکھئے تو مرا کلیجا آپ

کرکے دلجوئی آپ حال سنیں
میں ہوں بیمار اور مسیحا آپ

مرکے پہونچا ہوں آپکے در تک
دیکھئے تو مری تمنا آپ

کوئی مرجائے عاشق رنجور
دیکھنے جائیں گے تماشا آپ

اپنی تصویر دیکھکر بگڑے
دیکھئے تو خود اپنا نقشا آپ

یاد قاتل کی جب ادا آئی
زخم دل ہو گئی کشادا آپ

زندگی بھر رہیگا اسکا سرور
جام ساقی نے ہی پلایا آپ

ہم ہیں اس در پہ حضرت مجنوں
دیکھنے جائیں لطف صحرا آپ

آنکھیں کھلتی ہیں جوش گریہ میں
آج دیکھیں گے زور دریا آپ

اب ہیں بیچین طالب دیدار
کب اوٹھائیں گے رخ سے پردا آپ

نقش ہیں آپ ہی کے چار طرف
دیکھ لیں دل کا گوشہ گوشہ آپ

کل کی سب ہین ادائین پیش نظر — آج کرتے گئے ہین پردا آپ
زندگی پھر نہ دیکھنے آئے — آج دیکھین گے میرا لاشا آپ
ٹھہرئے رہ روان ملک عدم — سمجھئے تو ہمارا رستا آپ

مفلسی کے سبب شفیق بہت
خلق مین ہو رہے ہین رسوا آپ

ہجر مین کٹتی ہے تنہا مری مشکل خود آپ — مجھسے باتین کیا کرتا ہے مرا دل خود آپ
وقت سے پہلے کوئی کام نہین ہونے کا — جان لینے کو مری آئے گا قاتل خود آپ
ہاتھ پھیلائے رہا جام نہ ساقی نے دیا — یہ غرض تھی کہ چلا جائیگا سایل خود آپ
ہمسے پوچھی تو خطا تیر نظر کی کیا ہے — سامنے جاتی ہے ہم ہو گئے گھایل خود آپ
عشق مین دیکھئے ایسی تھی کشش صحرا مین — قیس سے ملنے لگا صاحب محمل خود آپ
عشق کی راہ کٹھن ہے نہ کہین پاؤن رکے — کہا ہمت نے کہ کٹ جائیگی منزل خود آپ
جان جاتی رہی ان سب کی ہوئے ہم ناراض — غیر آ آ کے ہوئے پھر سے مقابل خود آپ
چارہ گر کہتے ہین یون تیر لگا تو اسکا — کام جلدی سے ہو جائیگا غافل خود آپ
ناصحا کہتا ہے یہ بات مری سچی ہے — چاہے انسان ہو تو ٹل جاتی ہے مشکل خود آپ
خواب مین آکے وہ کہتے ہین مری فرقت مین — تو تو کمبخت ہوا مرنیکے قابل خود آپ

پڑھنا کیا چیز ہے لکھنا ہے کوئی چیز شفیق
فضل معبود سے مین ہو گیا کامل خود آپ

کیسی طرار ہوئی میری زبان آپسے آپ — فضل خالق سے ہوا مین ہمہ دان آپسے آپ
چارہ گر یہ نہین معلوم کہ کیا جلتا ہے — پیرہن موسے نکلتا ہے دھوان آپسے آپ
پرتو رخ کسی مہرو کا پڑا دوسے کہان — زخم دل ٹکڑے ہوا مثل کتان آپسے آپ
رہنما خواب تھا جی بھر کے اوسے دیکھ لیا — آج ہے قصد مین پہونچا ہون کہان آپسے آپ

ضبط کرتا ہون تو چہرہ سے عیان ہوتا ہی
رنگ یہ لانے لگا راز نہان آپسے آپ

قیس کہتا تھا کہ لیلی کی خدا خیر کرے
بڑھتا جاتا ہی مرا درد نہان آپسے آپ

گر ہی الفت کی کشش لاکھ چھپو تم صاحب
گھر مرے آؤگے اکدن مری جان آپسے آپ

قیس کہتا تھا یہ صحرا کی ہوا کا ہے اثر
بڑھتا جاتا ہی ہمارا خفقان آپسے آپ

نام جلاد کا لیکر مین گلا خود کاٹون
سر مرا مجھکو ہوا بار گران آپسے آپ

نقش پا یار کا اب چھوڑکے مین جاؤن کہان
بن گیا یہ مری ہستی کا نشان آپسے آپ

اب وہ کہتا ہی کہ دیوانہ کی کاٹونگا زبان
راز دل سب سے لگا کرنے بیان آپسے آپ

مرتے مرتے یہ دعا کرتا ہی خالق سے شفیق
چاہتا ہی مجھے مل جاے جنان آپسے آپ

بزم مین سامنے ہمارے آپ
غیر سے کرتے ہین اشارے آپ

مجھکو آتی ہی بیچینی یہ سنسنی ہا
شب کو گنتے ہین جبکہ تارے آپ

رات کی آرزو رہی دل مین
شب کو اسطور سی سدھارے آپ

مرنے والون کی ہل گئین قبرین
اونکو اس درد سی پکارے آپ

رکھکی آئنہ روز خلوت مین
اپنے کرتے ہین خود نظارے آپ

مجھسے کہتا ہی بزم مین ہنسکر
کتنے عاشق ہوے ہمارے آپ

واہ اے رہ روان ملک عدم
پہونچے ہین گور کے کنارے آپ

غش مین ہین شفیق کہتے ہین
چپکے چپکے کسی پکارے آپ

ردیف تاے فوقانی

کہا بھول جاتا ہی غافل کی عادت
تڑپنا صدا ہی مرے دل کی عادت

گیا غور شب کو چلے دن کو بیجد
پڑی اس سی منزل بہ منزل کی عادت

سب مجھے قید خانہ مین رکھنا جنون مین
رہے عمر بھر جس سے مشکل کی عادت

تڑپ کر کھا تیر مژگان نے دل سے
سمجھتا ہے بسمل بھی بسمل کی عادت

سب مجھے دیکھکر بولے ہنسکر مسیحا
تڑپنے کی ہوتی ہے بسمل کی عادت

نظر سے نظر جب ملی زخم ڈالا
قیامت کی ہے تیرے قاتل کی عادت

وہ پیدل چلا قیس کے ڈھونڈھنے کو
جسے تھی ہمیشہ سے محمل کی عادت

جو تو آئنہ دیکھے مین بھی سمجھ لون
تری اور تیرے مقابل کی عادت

جہان دیکھا اونکو گئے ہوش فورًا
ستاتی ہے مجھکو مرے دل کی عادت

جس عاشق کو دیکھا اوسی سے لیا دل
چھٹے کسطرح ایسے سایل کی عادت

حسینن راہ الفت مین یون ڈر رہے ہین
نہ چلنے کی عادت نہ منزل کی عادت

شفیق اوسکو چھیڑا تو خود زخم کھایا
سمجھنی تھی پہلے سے قاتل کی عادت

چشم دل سے اسقدر دیکھا ہے مینے سوئے دوست
اب پسینہ سے مرے آنے لگی ہے بوئے دوست

بعد مرجانیکے بھی چھوٹا نہ مجھسے کوئے دوست
روح جاتی کسطرف وان آ رہی تھی بوئے دوست

ہے غشی مجھکو سنگھائے جاتے ہین گیسوئے دوست
ہوش آجاتا ہے پاتا ہون جہان مین بوئے دوست

دشمنی کا کام بھی کرنے لگی ہے خوئے دوست
اب زمانہ مین کہان باقی رہیگی بوئے دوست

اس کشاکش مین پھنسا جا کر میان کوئے دوست
اک طرف سے موت آئی اکطرف سے بوئے دوست

ایک ہم ہین زندگی بھر دید کو ترسا کئے
ایک وہ ہین جو ہمیشہ دیکھتے ہین روئے دوست

میرے مرجانے سے وہ بھی تابع فرمان ہوئی
دشمنو پر چل رہا ہے آجکل جادوئے دوست

جا کے گلشن مین تصدق سرو پر ہونے لگا
آج دیوانہ کو یاد آیا قد دلجوئے دوست

وقت آخر ہے یہان آئے ہین منہ پھیرے ہین غیر
دل ذرا ٹھہرا تو ہم بھی دیکھ لینگے روئے دوست

اونکی صورت دیکھکے جینے کی کیا امید ہو
کام جب تلوار کا کرنے لگے ابروئے دوست

دل جگر کس جا پہ چھوڑو خود گرا کس جگہہ
ہوش پھر اوسکو کہان جاتا ہی جسکو سوئی دوست

ہجر مین جاگا بہت تھا وصل کی شب یہہ ہوا
نیند مجھکو آگئی جب مل گیا پہلوئے دوست

تھام لین سب اپنے اپنے دل جو اہلِ درد ہین
مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان خوئے دوست

دشمنون کی خوف سے وہ میرے پہلو مین چھپا
دلکی مشکین باندہ کر لیجائین گر گیسوئے دوست

بادیہ پیمائیو نہین لطف ملتا ہے مجھے
جس جگہہ تکلیف پائی یاد آیا کوئے دوست

چارہ گر کہتا ہی خود بیمار وہ مرتا نہین
نزع مین جسکو سنگھائے جاتے ہین گیسوئے دوست

مین سنبھالون لڑکھڑائی وہ نزاکت کے سبب
ہی خدا کی شان میرا ہاتھ اور بازوئے دوست

دیکھئے دیوانہ کا اب آج بچنا ہے محال
دشمنون سے پوچھتا ہی وہ نشان کوئے دوست

دلکی خواہش مین کہین حد سے زیادہ بڑھ گئے
اب عدم کی راہ بتلانے لگے گیسوئے دوست

دل ہمین اب یاد آتا ہی بہت یا دشمن بخیر
قبر کی آغوش مین ہی طالب پہلوئے دوست

خضر سے کہدو کہ آکر دیکھ لین آبِ حیات
دعوے جاتے ہین نچوڑی جائینگی گیسوئے دوست

رہرونکی ٹھوکرین ہین بعد مردن اے شفیق
اب کہان ہی سر ہمارا اور کہان زانوئے دوست

کشش اپنی اتنی دکھائے محبت
مرے پاس اونکو بلائے محبت

حسینون کی عاشق وہین مرمٹین گے
جہان دیکھ لین نقش پائے محبت

وئے دیتے ہین جان عشاق اپنی
اوٹھین بھائی ایسی ادائے محبت

ادا اونکی کہتی ہی تیوری چڑھا کر
سزا پائیگا مبتلائے محبت

مرے پاس آکے کسی روز بیٹھو
سناؤن تمھین ماجرائے محبت

عجب تیرے مجذوب کو بڑ لگی ہی
زبان پر نہین کچھ سوائے محبت

کہا تیرے وحشی نے صحرا مین بلبلا کر
اوڑا لیگئی دل ہوائے محبت

نہ مین ہون مقید نہ ہین زخم تن پر
نگاہون سے پائی سزائے محبت

شفیق اب ہوئی ہی حسینونکی الفت
ہمین ہر طرح آزمائے محبت

ردیف تای ہندی

بیوجہ نہین گیسوئے خمدار کی ہنوٹ
عشاق کے دل لیتی ہی ہشیار کی ہنوٹ

عشاق کے دل یون ہی کیا کرتی ہی پامال
اب روز قیامت ہوئی زنار کی ہنوٹ

جانبازونکی عالم مین کہین جان نہ بچتی
تصویر مین کھنچ جاتی جو تلوار کی ہنوٹ

اک جام مین ساقی تو بہکنے لگا فوراً
میخوار سمجھ جاتے ہین میخوار کی ہنوٹ

اب راز بھی کھلنے کو ہی الفت کا مسیحا
سمجھے ہین اطبا ترے بیمار کی ہنوٹ

خلوت مین بھی اوس شوخ کی صورت کو نہ دیکھا
ہاتھون نے چھپا لینا ہے رخسار کی ہنوٹ

رومال سی منھ ڈھانک کے تربت مین اتارا
دیکھے تو کوئی میرے مددگار کی ہنوٹ

پہلے کہا مجھسے کہ مین آؤنگا ترے گھر
ہین غیر تو کچھ اور ہے اقرار کی ہنوٹ

فرقت مین بھی یاد آئی تو مین ہنس دیا فوراً
ہی وصل کی شب بھی تری تکرار کی ہنوٹ

پوچھے تو کوئی سادگی عشاق کی دلسے
ہوتی ہی غضب اور طرحدار کی ہنوٹ

صورت نہین پہچانتے ہین دیکھنے والے
ہوتی ہی بری عشق کے آزار کی ہنوٹ

کیا جور و جفا کم ہین یوہین اوسکی جہانمین
جینے نہین دیتی ہی جفاکار کی ہنوٹ

زخمونمین مرے دلکی بھی ہوتی ہی بچہد
جلاد کچھ ایسی ہی ترے وار کی ہنوٹ

معشوقونکی کچھ اور بھی بازار جہانمین
کچھ قدر بڑھاتی ہی خریدار کی ہنوٹ

یہہ سچ ہی شفیق آپکا ہی تجربہ اسمین
زیبا ہے جو ہوجاتی ہی رزدار کی ہنوٹ

کافی تھی مجھے اوس بت پرفن کی لگاوٹ
کچھ اور غضب ڈھائیگی چتون کی لگاوٹ

بے سمجھے ہوئے جان بھی ایمان بھی کھویا
دلکش تھی عجب طفل برہمن کی لگاوٹ

دل کہتا ہے خیر دنگی توجہ بھی بری ہے
ہے بانکی خواہاں تری دشمن کی لگاوٹ

کچھ ناصح ناداں تجھے عقل نہین ہے
عاشق سے کہین چھپتی ہے چتون کی لگاوٹ

اوچھا سا کیا وار کہ تسمہ رہا باقی
قاتل نہین سمجھا مری گردن کی لگاوٹ

وہ کیسی نظر تھی کہ کلیجہ ہوا چھلنی
یہ کیسا اثر کر گئی چلمن کی لگاوٹ

جلاد کے کوچہ مین شفیق اتنا سمجھنا
پیغام قضا لائی ہے مدفن کی لگاوٹ

تو ورق عصیاں کا مرے داور محشر اولٹ
مین بہت نادم ہون میری نامہ کا دفتر اولٹ

آگ بھڑکی ہے جگر مین ہجر کی بیتاب ہون
[illegible] آئینہ کا طبقہ اے دل مضطر اولٹ

رکھدیا قاتل نے گردن پر مری اولٹا چھری
موت اپنے ہاتھ سے تو آ کے خنجر اولٹ

دیکھکر اوسکی عبارت تجھکو غش آیا شفیق
گر اثر یہ ہے تو دلکی فکر کا دفتر اولٹ

لڑتے ہی آنکھ لگ گئی ترچھی نظر کی چوٹ
خالق بچائے ہوتی ہے نازک جگر کی چوٹ

اب زندگی رہی نہ رہی اعتبار کیا
ناواقفی مین کھا گئے قلب و جگر کی چوٹ

اک زخم دلپہ اوسنے لگائے ہزار زخم
خالی کبھی گئی نہین [illegible] کی چوٹ

اب تا حیات سر کا اوٹھانا محال ہے
پیری مین ہمنے کھائی ہے ایسی کمر کی چوٹ

دل بیچ مین ہے چارون طرف غم کی فوج ہے
کوئی بتائے اب وہ بچائے کدھر کی چوٹ

تکلیف جو گذرتی ہے کیا آپ جانیے
پوچھین ذرا حضور جگر سے جگر کی چوٹ

گل کے قریب جاتی ہی بیہوش ہوگئی
بلبل نے دلپہ کھائی نسیم سحر کی چوٹ

لینے سے سانس چھلتی ہین سب دل کے آبلے
یہ جان لیکے جائیگی آٹھون پہر کی چوٹ

طفلی مین ہم تو ٹھوکرین کھا کر سنبھل گئے
اب شام تک نہ بھولینگے ہم اس سحر کی چوٹ

ایسا قفس مین تڑپی کہ رگ رگ مین درد ہے
بلبل کا دل دکھاتی ہے ایک ایک پر کی چوٹ

تیر نظر لگائے وہ دونوں ہی ایک ہیں
جیسی کہ دل کی چوٹ ہے ویسی جگر کی چوٹ

وحشی تمھارا آنگی زندان سی پست ہے
جب سر اوٹھایا لگ گئی زنجیر در کی چوٹ

دل اپنا تھامے چھپر یہ گیسو پڑی ہوئی
یون دیکھنے کو آتے ہین میری جگر کی چوٹ

خود اپنا نقشہ اوسمین تھا کیا ہوشیار ہے
دل کو بچا کے اوسنے لگائی جگر کی چوٹ

فرہاد اوسمین راز تھے مخفی نہ وہ کھلے
دلکو بچا کے آپنے کھائی ہے سر کی چوٹ

جب مر گیا تو ہاتھو لینے سینہ دبائے ہے
منعم کے دلپہ آج لگی ہوئی اوس نظر کی چوٹ

ظالم نے آنکھ پھیر لی کہکر شفیق سے
نازک تمھارا دل ہے لگی گی نظر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ہوے سب مین رسوا محبت کے باعث
مٹے آپ اپنی طبیعت کے باعث

بہت چارہ گر پوچھنے حال آئے
نہ کچھ منہ سے نکلا حمیت کے باعث

چلے گھر سے ہم راہ مین موت آئی
وہان تک نہ پہونچے نقاہت کے باعث

یہ سمجھے تھے ہے عشق اچھی کوئی شے
بہت اسمین نکلے مصیبت کے باعث

کچھ آسان نہین پاس قاتل کے جانا
ہوئے قتل ہم اپنی ہمت کے باعث

مرے دفن کیوقت وہ ہنسکے بولے
زمین رک گئی اسکی تربت کے باعث

ترقی کی اپنی تو پھر کوششین کر
نکل آئینگے اوسمین راحت کے باعث

شفیق ہاتھ اٹھاؤ حسینونکو چھوڑو
ہوئے سب مین رسوا محبت کے باعث

وہ قید ہوا زلف گرہ گیر کے باعث
دل اور بھی جکڑا گیا زنجیر کے باعث

میں نے جو کہا آپکے آنے مین ہوئی دیر
ہنس ہنسکے سنانے لگے تاخیر کے باعث

جلاد اشارہ مین گلا کٹ گیا میرا
کیا نام ہوا ہے ترا شمشیر کے باعث

وہ آئین نہین دوستو خط تو مجھی بھیجین
تسکین تری ہو جائیگی تحریر کے باعث
باتو نین تری شوخ ہین دلچسپیان ایسی
خاموش ہوئے ہم تری تقریر کے باعث
یوسف کی خریدار تجھے دیکھنے آئے
شہرت ہوئی ایسی تری تصویر کے باعث
سب کوششین بیکار ہوئی جاتی ہین یہی
سب کام بگڑ جاتے ہین تقدیر کے باعث
اب نالوسنی صحرا کو جلانے لگے وحشی
وہ آگ لگی آہ کی تاثیر کے باعث
ارمان نہ نکلا ترا پیکان تو نکلا
ناسور ہوا دلمین ترے تیر کے باعث

گر قبر مین یاد آئین تو جو تکین کی شفیق آپ
جو سختیان جھیلین فلک پیر کے باعث

سب برے ہین شباب کی باعث
دل خانہ خراب کے باعث
حضرت عشق کی اعانت سے
ہوا رسوا شباب کے باعث
کیسا بیباک ہو گیا میکش
کچھ ہوا سب شراب کے باعث
میکشون کو اوٹھایا محفل سے
گئی عزت شراب کے باعث
آج دنیا مین آئیگا طوفان
میری چشم پر آب کے باعث
ہجر مین مینے اونکو دیکھ لیا
ہوئی تسکین خواب کے باعث
نگہ شوق تمکو دیکھیگی
کیا چھپو گے نقاب کے باعث
زندگی ہے تو اولنسے پوچھین گی
جو ہوئے ہین عتاب کے باعث
میرے پہلو سے اوٹھے وہ اے دل
تیرے ہی اضطراب کے باعث

قدر ہوتی ہی شاعرون کی شفیق
سخن لاجواب کے باعث

ردیف جیم عربی

حشر ہوگا خالق عادل کا ہی دربار آج
سب گنہگار جہان ہونگے ذلیل و خوار آج

گھر سے شوق دید مین نکلا ہی گھبرایا ہوا
غش کہین کھا کر گرے گا طالب دیدار آج

حشر مین دامان قاتل اور میرا ہاتھ ہے
میرا اوسکا فیصلہ ہوگا سر دربار آج

زندگی بھر خوب پی اب حشر مین پیش خدا
سر جھکائے بیٹھا ہے آلیا [illegible] بادہ خوار آج

واہ اے صیاد بعد مرگ رحم آیا [illegible]
[illegible] بہ گلزار آج

اپنے سینہ سے نکالا اور سینہ سے لگا
تیرے ہی قد سے [illegible] بار آج

پھر زمانہ مین زلیخا کو خدا پیدا کرے
پھر رہی ہی یوسف [illegible] بازار آج

غیر نے پھر میری جانب سے کچھ اوس سے کہدیا
پھر قیامت آگئی پھر بگڑا مزاج یار آج

سن لیا ہی آپکے وحشی نے پھر آئی بہار
ساتھیو نکلو لیکے جاتا ہی سوئے کہسار آج

میکشون مین عید ہے دیتا ہی ساقی سبکو جام
میکدہ مین مست ہی ایک ایک بادہ خوار آج

آئنہ اوسکے تصور کا لگا کر سامنے
اپنے گھر مین بیٹھکر دیکھین گے ہم دیدار آج

وصل کی امید تھی اللہ ری بد قسمتی
باتون ہی باتون مین اوس سے ہو گئی تکرار آج

کہتا ہی دیوانہ دن ڈھلتی ہی کوچہ مین تیری
مجھسے اب ہٹنے لگا ہے سایۂ دیوار آج

کروٹین مردون نے لین گور غریبان ہل گیا
حشر کرتی ہی بپا پازیب کی جھنکار آج

دوست دشمن ہو گئی کس سے شکایت ہو شفیق
ضبط کرنے سے ہوئے قلب و جگر بیکار آج

لوگ سنکر آرہی ہین سیکڑون منزل سے آج
برق سے بھی سامنا ہوگا ہماری دل سے آج

کل یہ قوت تھی کہ صحرا مین کہانتک ہم گئی
تھک کی بیٹھی ہین خیال دوری منزل سے آج

بعد مدت کی شریک بزم تھی موت آگئی
اسنے اوٹھوایا ہمین آکر بھری محفل سے آج

دلنشین آرایش کئی بیٹھے ہین آئنہ لئے
سامنا ہونیکو ہی اونکا مہ کامل سے آج

بعد میرے اور کوئی قتل ہوگا یا نہین
پوچھ لینا چاہتے ہین اس باتکو قاتل سے آج

وہ بھی آنیکو ہین موت آئی قیامت ہو گئی
سیکڑون ارمان لپٹے ہین ہمارے دل سے آج

اونکی صحبت سی چلے ہم وہ بہت مچلا کیا
دلکو گھر تک لائے ہین اپنے بڑی مشکل سی آج

مرگ لیلیٰ کی خبر پائی ہی بچنا ہی محال
غش ہوا مجنون لپٹ کر پہ وہ محمل سی آج

جوش وحشت ہی اوسی ناصح رہی اتنا خیال
ہوش کی باتین ذرا کرنا کسی غافل سی آج

کل جہاز عمر کا بچنا ہی مشکل اے شفیق
ہم لپٹ کر رو رہی ہین دامن ساحل سے آج

کہتے ہو وحشیان دھر دیکھین گی لالہ زار آج
سر کو خود اپنے پھوڑ کر دیکھین گی ہم بہار آج

کیسی ہوئی ہی آبرو رکھا ہی ساغر و سبو
کوئی ہماری روبرو دیکھے تو بادہ خوار آج

بیٹھے ہین رہ گذر پہ آپ ہاتھ رکھی ہین پیر آپ
بیٹھے ہین اپنے در پہ آپ کسکا ہی انتظار آج

چہرہ ہی اپنا زرد بھی بھرتے ہین آہ سرد بھی
دلمین ہمارے درد بھی ہوتا ہی بار بار آج

کوئی نہین ہی ساتھ مین تیغ فقط ہی ہاتھ مین
وحشی ڈرانی رات مین جاتا ہی کوہسار آج

رند و نکی ہی یہ انجمن کرنا سمجھکی یان سخن
شیخ تمھارا پیرہن ہوئیگا تار تار آج

آئینہ آگے ہی رکھا مجھکو دکھائی ہر ادا
ہم ہین ہمارا میکدہ ہم ہین ہمارا یار آج

کل تو یہ اشک بار تھی کل تو یہ بیقرار تھے
کل تو یہ سوگوار تھے ہونے لگا سنگار آج

دشت مین ہجر کا ستم بڑھتا گیا ہی رنج و غم
جمتے نہین ہین اب قدم چھالا نکا ہی اوبھار آج

بڑھ گیا ہجر کا تعب اس سی ہوگی ہین جان بلب
ہمسے ملین غریب سب ہوتی ہین بے دیار آج

جمع ہوا ہے جابجا ایک تماشہ ہو گیا
پڑھنے کو میرا فاتحہ آتا ہے سوگوار آج

عشق کی ہی یہ ابتدا اسکا ہی ماجرا برا
سوچو شفیق تم ذرا دلپہ ہے اختیار آج

ردیف جیم فارسی

اب جان سی ہے قلب مضطر کو چ
ایک دن ہی مرا مقرر کو چ

پائین جھٹے وطن مین تکلیفین کچھ
آخر الامر ہے مقرر کو چ

دیکھی جب آمد خزان بسنے — کر گئے باغ سے گل تر کوچ
ہین نذر کیا مسافران عدم — کرتے ہین رات کو برابر کوچ
ختم ہے دور تیرا شیخ آیا — بزم سے اب ہے تیرا ساغر کوچ
فکر دنیا سے جان بچتی ہے — زندگی سے کہین ہی بہتر کوچ
مرنے والے سے سنکے کہتے ہین — ہو رہا ہے جہان سے کیونکر کوچ

اے شفیق اس جہان فانی سے
کر گئے سیکڑون سخنور کوچ

ہاتھ اپنا تو نہ مجھسے یار کھینچ — جلد میرے قتل پر تلوار کھینچ
دو جہانکو خاک کر دے دل جلے — ایک ایسی آہ آتشبار کھینچ
دیکھنے والے ادائین دیکھ لین — تیغ مجھپر تو سر دربار کھینچ
پاؤمین لغزش ترے ہونے لگی — ہاتھ اب ساغر سے او میخوار کھینچ
ہر نفس مجھکو خلش کا ہے مزا — چارہ گر دل سے نہ تیر یار کھینچ
جس سے راحت کا مزا ملتا رہے — اسطرح دل گیسوئے خمدار کھینچ
چارہ گر مین دشت کو پھر جاؤنگا — پہلے تو تلووں سے میرے خار کھینچ
دیکھتے ہی جسکے صحت ہو تجھے — نقش ایسا مردم بیمار کھینچ
پھر دکھا قاتل وہی بانکی ادا — پھر ہمارے قتل پر تلوار کھینچ

اپنی جا پر جل کے رہ جا اے شفیق
ہجر مین یون آہ آتشبار کھینچ

کہتا تھا مجھسے یہ دل خانہ خراب سچ — تجھکو مٹائیگا ترا جوش شباب سچ
ہو راز عشق یا کہ کوئی بات اور ہو — کہنا پڑے گا سب تجھے روز حساب سچ
ناصح جناب شیخ ہین کیا دون انھین جواب — ہر بات پر مین کہتا ہون ہان ہان جناب سچ

دل مجھسے کہہ رہا ہی کہ جاتے تو ہو وہان
پوچھے کوئی وہ بات تو دینا جواب سچ

وہ آج بھی نہ آئے تو بچنا محال ہی
یہ مجھسے کہہ رہا ہی مرا اضطراب سچ

آنا نہ آنا سبکا زمانہ مین ایک ہی
یہ کہہ رہی ہے مجھسے حیات حباب سچ

دیکھا تھا مینے رات کو اب انتظار ہی
مدت ہوئی سن رہا تھا کہ ہوتا ہی خواب سچ

دیوانہ منتظر ہے کہ روز حساب ہے
ہوتا ہے سب ہی آج سوال و جواب سچ

اتنا بتا مجھے تپ سوزان نے ای طبیب
اوسنے کیا ہے کیا مرے دلکو کباب سچ

اب ابتدائے عشق مین رکتا نہین ہی اشک
دریا بہائے گی مری چشم پرآب سچ

شکر یہ اوسکا آج تو عاشق ادا کرے
جانبازنکا دیا اوسے اوسنے خطاب سچ

وہ ظلم پہلے سب تھے ڈرانے کیواسطے
دیوانے تجھپر آج ہوا ہی عتاب سچ

احباب کہہ رہے ہین کہ شایاں ترا ای شفیق
ہی واقعات عشق کی تیرے کتاب سچ

ردیف حائے مہملہ

ضبط پر ہو جائے میرا اختیار اچھی طرح
پھر دل بیتاب ہونا بیقرار اچھی طرح

حشر مین دیکھا جو مینے اوس تغافل کیش کو
سنکے کہتا ہی مرے امیدوار اچھی طرح

جب سنین گی میری تربت کا نشان بھی مٹ گیا
پھر مجھے رونین گی میری سوگوار اچھی طرح

جان لیکے سبکی اونکو دفن کرکے یہ کہا
سوئین گے راحت سی ابتو جان نثار اچھی طرح

موت میری آگئی آیا نہ وہ قاتل مرا
اب تڑپ تو او دل بے اختیار اچھی طرح

زندگی مین تیر مارا تھا قیامت مین ملے
پوچھتے ہین مجھسے اوسینہ فگار اچھی طرح

اک بغل مین دست ساقی ہاتھ مین ساغر لئے
میکدہ سے آج نکلا بادہ خوار اچھی طرح

جسطرف کو دیکھئے دیوانگان عشق ہین
دشت مین آنیکو ہی فصل بہار اچھی طرح

سر کو اپنے پھوڑ کر کپڑے رنگے ہین خون مین
ابکی سودائی نے دیکھا لالہ زار اچھی طرح

دیکھکر مجھکو تڑپتا سینکے وہ کہنے لگے
جان دیتا ہے ہمارا جان نثار اچھی طرح

خوب مینخانیکو ساقی نے کیا آراستہ
مے پئیں آکر ہمارے بادہ خوار اچھی طرح

بعد مرنیکے بھی محشر مین دکھانا ہے مجھے
گھر سے تلووں مین کرلے نوک خار اچھی طرح

یہ سمجھ لینا کہ ہم بھی مل گئے بس خاک مین
جب کفن مین بھر گیا گرد و غبار اچھی طرح

خواب مین آیا ہے وہ یارب نہ مین بیدار ہون
اوس سے ہو جائے ذرا قول و قرار اچھی طرح

بعد مرجانیکے بھی آنکھین نہ میری بند ہون
حشر تک ہو جائے اوسکا انتظار اچھی طرح

بیٹھکر گوشہ مین کر یاد خدا کچھ دن شفیق
زندگی کے دن جو باقی ہین گذار اچھی طرح

تڑپا ہون شب کو رک گئی فریاد وقت صبح
دم تو بھی لے لے اے دل ناشاد وقت صبح

اوٹھے ہین سو کے آنکھو مین کیسا خمار ہے
حاضر ہوئے ہین مانی و بہزاد وقت صبح

زندان سے قیدیون کی نظر اوسکی سمت ہے
آیا جو اتفاق سے حداد وقت صبح

اسوقت ہر مریض کو ہوتا سکون ہے
تو بھی ذرا سنبھل دل ناشاد وقت صبح

دشنام مجھکو دیتا ہے غصہ کو روک لے
خالق کا نام لے ستم ایجاد وقت صبح

کی شبکو چارہ سازون نے تیمارداریان
محنت تمام ہوگئی برباد وقت صبح

دیوانہ سوکے اوٹھا ہے برہم مزاج ہے
لینے کو فصد آیا ہے فصاد وقت صبح

کلمہ بھی بھول جاتے ہین مرنیکے شوق مین
قاتل کہا کبھی کبھی جلاد وقت صبح

صیاد قیدخانہ مین آیا ہے بے حواس
کچھ قیدیون پہ پڑ گئی افتاد وقت صبح

اوٹھے ہین سو کے یہ ہے تصدق کا انتظام
قیدی بھی آج ہوتے ہین آزاد وقت صبح

سب سونے والے جاگے ہین قیدیکے شور سے
کرتا ہے ایسے درد سے فریاد وقت صبح

اوٹھتی ہی سو کے دل کسی جانبکو کھنچ گیا
کسنے شفیق تجھکو کیا یاد وقت صبح

ردیف خائے معجمہ

کچھ مسیحا ہے برا صاحب آزار کا رخ
جانب قبلہ ہوا ہے تری بیمار کا رخ

دلمین کچھ سوچکے پر دیکھے قرین آیا ہی
آج بیٹھے ہی بہت طالب دیدار کا رخ

وہ جو ہنسنے لگا ساقی نے بہت ضبط کیا
مسکراتا ہوا دیکھا گیا میخوار کا رخ

امتحانگاہ مین اف بھی نہ زبانسے نکلی
غیر دیکھا ہی کئے تیرے وفادار کا رخ

سخت جانی نے مری کیسا پریشان کیا
آج تو پھر گیا ظالم تری تلوار کا رخ

جسم سے جان چلی شغل تبسم ہی رہا
مرتے دم پیش نظر تھا کسی دلدار کا رخ

بزم مین دیکھتے ہی اوٹھنے لگے سب کے سب
بادہ کش دیکھ رہے تھے ترے سرشار کا رخ

سوبسو حال کہے جاتے ہین دونو اپنا
دلکی جانب ہے مرے گیسوئے خمدار کا رخ

دل کو ٹھہراؤ شفیق اسکو غنیمت سمجھو
خواب مین دیکھ لیا آپنے دلدار کا رخ

صید افگن خون سے ہو جائے کوئی نخچیر سرخ
توڑ کر سینہ کسیکا آج نکلے تیر سرخ

یہ کہا مہر اونے قاتل سے مری کیا خطا
عکس زخمی کا پڑا اب ہوگئی تصویر سرخ

یہ غرض ہی اوسکی عاشق مجھکو قاتل جان لے
اس سبب سے خون سے لکھی مجھے تحریر سرخ

قتل گہہ مین حکم میرے قتل کا تو نے دیا
آج تیرا پیرہن ہوگا بت بے پیر سرخ

خون میرا کرکے تو مجھکو قیامت مین ملا
یہ اثر باقی ہے ابتک ہے تری شمشیر سرخ

امتحانگہ کا مجھے معلوم ہے سارا ہی حال
دل کسیکا خون ہوگا یا کسیکا تیر سرخ

واہ اے قاتل لگائے زخم کاری جا بجا
ہوگیا جس سے لباس عاشق دلگیر سرخ

ہاتھ اک پورا لگا مجھپر کہ میری جان جائے
دیکھ تو جلاد آدھی ہے تری شمشیر سرخ

بچھنی مین کیسی مشتاق جگر دل چیز کیا
تھی خوشی اونکی کہ ہوجائے ہمارا تیر سرخ

جانتا تھا قتل ہوگا یہ کسی کے ہاتھ سے
روشنائی لیکے بیٹھا کاتب تقدیر سرخ

دل جلا ایسا ہون میری آہ سوز انشفیق
اُف زبان سے میری نکلی ہوگئی زنجیر سنگ

ردیف دال مہملہ

تجھی سے کرتا ہون مین حالِ دل بیان قاصد
کہ تو ہی ہے مرا دنیا مین راز دان قاصد

سناتا خوب مری اونکو داستان قاصد
ترے دہن مین جو ہوتی مری زبان قاصد

چراغ عمر مرا گل ہی بیٹھ میرے پاس
اندھیری رات مین جائیگا تو کہان قاصد

نہ پوچھ حال مرا مجھکو رنج ہوتا ہے
بتاؤن درد تجھے ہی کہان کہان قاصد

پتہ نہ اوسکا ملا اور نہ کوئی خط آیا
خدا ہی جانے گیا ہی مرا کہان قاصد

یقین ہی سنکے مجھے وہ بھی دیکھنے آئین
جو اونکے کانمین پہونچے مری فغان قاصد

جو اوسنے سننا ہی مجھسے تو بیان کرنا
کہ میرے اونکے تو ہی تو ہی درمیان قاصد

چبا چبا کے نہ تو ذکر غیر مجھ سے کر
ترے فراق مین جائیگی میری جان قاصد

کچھ اونکے غصہ کا انداز تو بیان تو کر
اوڑائین کسطرح نامہ کی دھجیان قاصد

الٰہی آتے ہون وہ یا مجھے بلایا ہو
سنا تو ہے کہ کچھ آتا ہی شادمان قاصد

وہ ہوشیار ہی پہونچا جو اوسکے کوچہ مین
ہر ایک شخص سے ہوتا ہی بدگمان قاصد

تمام عمر ترا ایسا انتظار کیا
کہ کھنچ کے آئی ہی آنکھونمین میری جان قاصد

یہ غیر کہنے لگے اوس سے اونکی صحبت مین
جو کچھ کہا تری کٹ جائیگی زبان قاصد

جو اوسنے پوچھا مجھے اوسکو خوب وقت ملا
شفیق کہنے لگا تیری داستان قاصد

خدا کیواسطے کچھ دن ہو مہربان صیاد
نہ کر بہار مین مجھکو روان دوان صیاد

بڑھی ہی حد سے سوا گرمی فغان صیاد
کہ اسکو خشک ہوئی جاتی ہی زبان صیاد

گذشتہ حال مجھے اپنا یاد کرنے دے
سناؤنگا تجھے پھر اپنی داستان صیاد

قفس مین دیکھ کے افسردہ مہربانی کی
سنا رہا ہی مجھے اپنی داستان صیاد

غرض یہ ہی کہ رہون حشر تک اسیر ترا
مرے پہ کاٹنا میری نہ بیڑیان صیاد

اسیر کہتے ہین سب میری بدزبانی سے
عجب نہین کہ ابھی کاٹ لی زبان صیاد

پر اونکو کھول کر اوسکو دعائین دیتا ہی
جو کچھ اسیر پہ ہوتا ہے مہربان صیاد

زمانہ قید مین گذرا تو کی ہی دلجوئی
کہ رفتہ رفتہ ہوا ہی مزاجدان صیاد

اسیر تونے کیا ہی تجھی سے کہنا ہے
برا بھلا مجھے کہتا ہے باغبان صیاد

کیا ہی قید مگر یہ بتا خدا کے لئے
چمن سے لیکے مجھے جائیگا کہان صیاد

قفس مین مر گئی بلبل تو یہ ہی نادانی
کہ اوسکے آگے بجاتا ہی چٹکیان صیاد

قفس کے پاس اگر آکے بیٹھ دم بھر کو
مری کی تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

چمن سے دشت مین جانا ہی بلبلونکا محال
سنا ہی راہ مین لوٹیگا کاروان صیاد

اوسی شجر کو گرایا ہی باغبین تونے
کہ جسکی شاخ پہ تھا میرا آشیان صیاد

نہ آشیان ہی نہ مین ہون نہ ہی قفس باقی
سمجھ سمجھ کے مٹایا مرا نشان صیاد

یقین ہی کہ کسی روز دل کو بھائے گا
سنے اسیر دلکی چھپ چھپ کے داستان صیاد

جو اف زبان سے کرون جل کے خاک ہوجائے نشیمن
برائے نام قفس کی ہین تیلیان صیاد

کرے اسیر و بنہ جو ظلم تجھکو زیبا ہے
زمین تیری ہی تیرا ہے آسمان صیاد

ہوئی ہی قید مین مدت کہ کچھ بھی یاد نہین
کہ تھی بہار گلستان مین یا خزان صیاد

اثر تو دیکھ مین ذکر بہار کرتا ہون
کہ سبز ہونگی قفس کی بھی تیلیان صیاد

شفیق ضبط کیا ایسا آہ سوزان کو
جگر سے اب مرے اوٹھنے لگا دھوان صیاد

شوق سے اپنے بنے تھے صاحب آزار خود
دیکھتے ہی اونکو اچھے ہو گئے بیمار خود

وحشیو سے کوئی کہدے دشت مین رکھا ہی کیا
در پہ آ بیٹھین تو دیکھین گے جمال یار خود

کہتا ہے ظالم در زندان کو نکلا توڑ کر
اب مرا دیوانہ ہوتا ہے ذلیل و خوار خود

چارہ گر کہتے ہین اب امید جینے کی نہین
جانب قبلہ پھرا ہے صاحب آزار خود

بعد مدت کے ہوا آشنا تعلق قید مین
ساتھ میرے دل لگی بیٹھے ہین در و دیوار خود

جانتے ہین جون عاشق ہم سمجھے شوق سے
یون ازل کے دن [illegible] لب ہوتا خود

بیچنا ساقی کا ہے آیا ہے پہلے بزم مین
شغل ہے اوسکو سکھا دیونگی بادہ خوار خود

جسنے بگڑی ہین وہی جاہین فدا اپنی کرین
لطف ہے [illegible] خود

وہ تو آیا بام پر بتلاؤ کیا اوسکی خطا
سر جھکا ہے سب کھڑے ہین طالب دیدار خود

کہتے ہین عشاق اب بچنا دلو کا ہے محال
اپنی حد سے بڑھ گئے ہین گیسوی خمدار خود

وقت آخر آئے ہین دیکھا ہمارا غیر حال
ظلم کا آخر کہا اپنے کر لیا اقرار خود

دیکھنے والونکے دست و پا مین رعشہ پڑ گیا
اس دلیری سے گیا قیدی قریب دار خود

کوئی پوچھے یا نہ پوچھے کہتا ہے دیوانہ حال
بے سبب پر باتھا اقرار خود انکار خود

ہے مقدر سے مزاج یار ایسا ای شفیق
بے سبب ہر بات پر ہو جاتی ہے تکرار خود

دے گیا ابر بہاری پہلوئے بسمل مین درد
ساتھ بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اوٹھا دلمین درد

آئی پیری کم ہوا جس سے دل بسمل مین درد
اک جوانی کے سبب سے تھا ہمیشہ دلمین درد

او قدر انداز مین دیکھونگا مشاقی تری
تیر اوس جا پر لگانا جس جگہ ہو دلمین درد

کہتا ہے ناواقف الفت کہ شکوے بیچ گئے
ہمتو کچھ سمجھے نہ تھے ہوتا ہے کیونکر دلمین درد

ایک مدت ہو گئی گھر کر لیا دلمین مرے
چارہ گر کہتے ہین جائیگا بڑی مشکل مین درد

اے دل بیتاب جانا ہے دیار یار تک
موت آئیگی اگر اوٹھا کسی منزل مین درد

چونک اوٹھا اک چمک ہوتی ہے وہ تکلیف تھی
ایک بیک ہونے لگا ایسا دل غافل مین درد

بعد مدت کی قیامت مین وہ آئے سامنے
حشر برپا ہونے لگا پیدا ہوا پھر دل مین درد

ہاتھ پھیلائے ہے کب سے جام دے ساقی مجھے — ہے یقین ہونے لگا ہو گا کف سایل مین درد
دوستو کہنا مسیحا سے کہ آکر دیکھ لین — پھر چمک پیدا ہوئی ہونے لگا پھر دلمین درد

ذکر الفت کرکے تمنے مار ڈالا اے شفیق
نام دلبر کا لیا ہونے لگا پھر دلمین درد

ردیف دال ہندی

زندگی بھر تو نے تڑپایا کیا اچھا گھمنڈ — یار سے شکوہ نہین ہے تجھسے ہی شکوہ گھمنڈ
وہ بھی یکتا ہے جہان مین مرد والا تو بھی ایک — چاہئے اس بات پر تجھکو دل شیدا گھمنڈ
اچھی صورت ہو مگر اخلاق بھی اک حسن ہے — یاد رکھ انسان کو کر دیتا ہے رسوا گھمنڈ
ثانی یوسف سہی تم جان لو اتنا مگر — بادشاہ حسن کو ہوتا ہے نازیبا گھمنڈ
اپنی جا پر بیٹھ کے اوٹھنا ہے اک کسر شان — جسقدر جی چاہے کر لے تیرا نقش پا گھمنڈ
پیچھنا اچھا تھا مجھسے بات تو کرتے تھے تم — جب شباب آیا تو صاحب بڑھ گیا کیسا گھمنڈ
آئے میت پر مرے آنسو بہائے آپ نے — جانتے بس بیٹھئے بھی آپکا دیکھا گھمنڈ
آئینہ بجس ہے وہ تو شکل دیکھے رات دن — چاہنے والون سے اپنے اے رخ زیبا گھمنڈ

تم سے ان پڑھ بھی بہت دنیا مین گذرے اے شفیق
ایک دیوان کر لیا موزون تو اوپر کیا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

سمجھ رہا ہون تجھے اپنا راز دان کاغذ — تجھی پہ لکھی ہے الفت کی داستان کاغذ
تجھی سے ہوتا ہے احوال سب عیان کاغذ — تو ہی ہے ساری زمانہ کا راز دان کاغذ
لکھونگا سوز محبت مگر یہ خوف بھی ہے — جلا نہ دے تجھی یہ گرمی بیان کاغذ
خدا کی شان نے قابل تجھے بنایا ہے — تو ہی تو لیتا ہے عالم کا امتحان کاغذ
تو ہی ہر ایک کا غیبت مین حال کہتا ہے — تو ہی زمانہ کی ہے دوسری زبان کاغذ

ہمارے قتل کا محضر بنائیگا قاتل | تلاشین ہے کہ مل جائے خونچکان کاغذ
تجھے اوٹھایا ہی مہندی لگاکے ہاتھونسے | بنی ہوئی ہین حسینونکی اونگلیان کاغذ
خفیف سوزتپ غم کا حال لکھتا ہے | اثر ہے ایسا کہ دینے لگا دہوان کاغذ
لکھا ہے سوزتپ غم اثر بھی اتنا ہو | چھوئین جو غیر تو جل جائین ونگلیان کاغذ

شفیق کہہ چکا دیوان شکر خالق کر
ہر ایک وقت مین لیتا تھا امتحان کاغذ

اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تعویذ | بازوئے یار پہ باندھا تعویذ
جو کرے کار مسیحا تعویذ | ایسا مل جائے خدایا تعویذ
تجھکو سینہ سے لگائے رکھا | تو ہے میرا دل شیدا تعویذ
تیرے دیوانہ پہ آتی ہے ہنسی | پینے کے دھوکے مین کھایا تعویذ
آخرالامر مری جان گئی | نلا رد بلا کا تعویذ
جب جوان ہوگئی وہ نام خدا | جاکے مسجد مین پڑھایا تعویذ
کیسی دلکش ہے حسینان کی ادا | کچھ عجب حسن سے باندھا تعویذ
خوف ہے ایسا نظر کا اونکو | کوششین کرکے منگایا تعویذ

جھگڑے آسان ہون ردیفونکی شفیق
یہ کسی نے نہین پایا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

صحبت مین تری شور ہو جانانہ سمجھکر | میخوار چلے آئین نہ میخانہ سمجھکر
مے نوش تری بزم مین مدہوش ہین ساقی | شیشے پہ گرے پڑتے ہین پیمانہ سمجھکر
ہے قتل کا ہنگام مرے غیر کھڑے ہین | کر کام یہان ہمت مردانہ سمجھکر
بیتاب ہی دل دیکھ چکی شمع جب اوسکی | خود رونے لگی مطلب پروانہ سمجھکر

کیا کام ہمین اس سے کہ کیا کہتا ہے واعظ
ہم سننے لگے قصۂ جانانہ سمجھکر

عشاق یہہ کہتے ہین کہ اچھے ہین یہ سودائی
وہ بات تو کر لیتے ہین دیوانہ سمجھکر

سنسان ہین دل اونکے تو خود اپنے ہی گھر ہین
وحشی ترے بیٹھے رہین ویرانہ سمجھکر

بے ہوش ہین ہم ایسے کہ خود اپنے ہی در پر
سجدہ کو جھکے ہین ترا کاشانہ سمجھکر

کیا چیز بری ہوتی ہے ناتجربہ کاری
ہین دلکو برا کہتا ہون بیگانہ سمجھکر

کفار سے کہدو کہ وہان اور ہے حالت
اب کعبہ نہ جائین کہین بتخانہ سمجھکر

محفل مین وہ آئے ہین تو یہ حکم دیا ہے
اب بات کرے شمع سے پروانہ سمجھکر

بتلائیے کچھ کام شفیق آپکا نکلا
لاکھون لئے کیا آپنے یارانہ سمجھکر

وہ لگائینگے اگر تیر نظر آنکھون پہ
مردم چشم کی روکونگا سپر آنکھون پر

بعد مدت کے اگر آئے تو احسان کیا
آئیے بیٹھئے اے رشک قمر آنکھون پر

سرمہ کیون آپ لگاتے ہین مجھے خوف یہ ہے
کہین ہو جائے کسی کی نہ نظر آنکھون پر

میرے مرجانے سے کچھ آپ نہ تکلیف کرین
آپکے رونے سے پڑتا ہے اثر آنکھون پر

رہتا پیری مین نہین قلب و جگر پر قابو
ہاتھ پاؤن نہیں نہ کچھ زور نہ سر آنکھون پر

دیکھتے ہین جو برا حال مرا فرقت مین
ہاتھ رکھ لیتے ہین عبرت سے بشر آنکھون پر

سرمہ آنکھون مین لگا کر نہین چار آنکھین کین
سمجھا ہو جائیگی آنکھونکی نظر آنکھون پر

قتل کرکے مرے قاتل کو وفا یاد آئی
پیار کرنے لگا اور رکھ لیا سر آنکھون پر

ناوک ناز جو آئے تو بڑی خاطر ہو
اوسکو بٹھلائین مرے قلب و جگر آنکھون پر

عدم آباد کے رستے مین نہ پھیر منہ کھولا
پہلے ایسی ہی پڑی گرد سفر آنکھون پر

کہا صیاد نے بلبل سے تجھے چھوڑدین اب
ایسا تڑپی کہ جمے ہین ترے پر آنکھون پر

شاعری مین یہی گر حال رہا تیرا شفیق
سب بٹھائینگے تجھے اہل نظر آنکھون پر

دل مرا کہتا ہی مجھسے بزم خوبان دیکھکر
یاد آتی ہی جوانی ایسے سامان دیکھکر

وائے ناکامی مجھی مرنے کی حسرت رہ گئی
رک گیا جلاد کا خنجر رگ جان دیکھکر

فاتحہ کو کیون وہ آئے کون لایا ہی اونھین
اونکا دل ڈر جائیگا گور غریبان دیکھکر

یہ نہین معلوم اوسمین کونسی شی دلگی تھی
ہوگیا خاموش ظالم اپنا پیکان دیکھکر

فاتحہ کو ایک مدت تک نہ جب آیا کوئی
آسمان رویا کیا گور غریبان دیکھکر

آئنہ مین دیکھکر دیوانہ کو غش آگیا
اپنی صورت دیکھکر اپنا گریبان دیکھکر

رند واعظ کو پلا دیتی زبردستی مگر
رحم اونکو آگیا مرد مسلمان دیکھکر

دشت پیمائی مین بیحد تکلیف پہونچی ہی مجھے
پاؤن تھرانے لگے خار مغیلان دیکھکر

کسطرح جلاد کا کوئی گمان اوسپر کری
جو ڈرین خود اپنی ہی زلف پریشان دیکھکر

خون ہلکا ہی تمھارا غش تمھین آجائیگا
پھیر لینا منہ کو خون آلودہ پیکان دیکھکر

آج زندان مین مجھی جی بھر کے سب تکلیف دین
کل مجھی کو رو رہین گے میرے نگہبان دیکھکر

قیس اس کوشش مین آخر چلتے چلتے مرگیا
ہم ذرا دم لین کوئی اچھا بیابان دیکھکر

اتفاقاً آج خلوت مین مرا جانا ہوا
خوش ہوا مین اونکی آرایش کا سامان دیکھکر

سیرگہ مین اتفاقاً آج دیوانے گئے
اور وحشت بڑھ گئی تصویر زندان دیکھکر

سیر گل سے اور دیوانون کی وحشت بڑھ گئی
ہاتھ رکھا ہی گریبان پر گلستان دیکھکر

مانی و بہزاد نے کیا ہوش کھوئے ہین سبے
مجھکو سکتا ہوگیا تصویر جانان دیکھکر

جس سے تم کو عشق ہی ایسا حسین ہی وہ شفیق
الحذر کہتے ہین سب گبر و مسلمان دیکھکر

پھر نہ چین آیا کبھی اوٹھی وہ سامان دیکھکر
دل نہ قابو مین رہا خواب پریشان دیکھکر

وائے ناکامی کہ منگوائی تھی کیسے شوق سے
ہوگیا دیوانہ مین تصویر جانان دیکھکر

ڈھلتے ہی دن ایک گوشہ مین چھپا وہ خوف سے
دل مرے پہلو سے لپٹا شام ہجران دیکھکر

نا تجھکو جب وہ آیا دل نہ قابو مین رہا — رو دیا جب آ بھی گور غریبان دیکھکر

کیون اسیر ... کر اودھر سے لیگیا صیاد تو — آشیان یاد آ گیا انکو گلستان دیکھکر

چاہئے ... وحشیون مین آکر ہو جائے نام — ہم بھی جا بیٹھین کوئی خالی بیابان دیکھکر

روتے روتے ہنسکر اسکا یار کا یاد آ گیا — ... ہین چپ ہو گئے سب مجھکو حیران دیکھکر

یہ نہین معلوم ... بلبل کیا آیا خیال — قیس ... ہنسنے لگا میرا گریبان دیکھکر

محفل ... سب آکے بیٹھا ... — سب پریشان ہو گئے مجھکو پریشان دیکھکر

بڑھتا تھا میری طرف دست جنون پر رک گیا — اپنی قوت دیکھکے میرا گریبان دیکھکر

... کو جبین گھری تیرہ ہو اوسکا اے شفیق — شوق نظارہ بڑھا تصویر جانان دیکھکر

یہ کیا منگے مجھ پہ مارا تیر — کیا اترے دلمین ہے ہمارا تیر

دیکھو قاتل کی میرے مشتاقی — بازون باتو نہین دلپہ مارا تیر

تو جو نکلا تو جان بھی نکلی — دلکو ہے تیرا ہی سہارا تیر

دل ہی کچھ جانتا ہی اوسکا مزا — یار نے جس ادا سے مارا تیر

دلمین جسپہ تھا وصل کا ارمان — اوسی جا پر پڑا قضارا تیر

اسلئے تجھکو دلمین رکھا ہے — تیرا ہر وقت ہو نظارا تیر

خون آلودہ دیکھکر بولے — کیسا میرا ہی پیارا پیارا تیر

مین کمانسے چلا ہون دلکو بچاؤ — اسیر آوازسے پکارا اسیر

اوسنے دیکھا تو دلمین زخم پڑا — اوسکی آنکھون کا تھا اشارا تیر

حسرت دید رہ گئی باقی — توڑ کر دل مرا سدھارا تیر

دل بھی چھیدے تو یا جگر چھیدی — تیرا ہر ظلم ہے گوارا اسیر

دلمین تصویر رہ گئی اوسکی — یار نے اس ادا سے مارا تیر

اُف ری جلاد تیری بیدردی
دل بچایا جگر پہ مارا تیر

وصل کا اوس سے پوچھنا ہے مزا
ہے دلمین رہا تمہارا تیر

اُف ری جلاد فطرتین تیری
دل لوٹا کا جگر پہ مارا تیر

دل مضطر شفیق پوچھتا ہے
یار نے کس خطا مارا تیر

وائے ہو منجار تشنہ کام پر
گر پڑا بیہوش ہوکر جام پر

پہلے اے دل عشق مین دی امتحان
پھر کبھی مرجانا اوسکے نام پر

ساقیا واعظ بھی اب پینے کو ہے
آج حسرت کی نظر ہے جام پر

اب در جانان پہ جانا ہے محال
غش مجھے آنے لگا ہر گام پر

اے دلِ ناداں حسینوں مین نہ جا
کچھ نظر ہے عشق کے انجام پر

سوتا ہے منہ ڈھانپ کر رشکِ قمر
چاندنی چھٹکی ہوئی ہے بام پر

یہ ہر اک فن سے ہمین ظاہر ہوا
آدمی مرتا ہے اپنے نام پر

مرنے والے حشر تک سویا کئے
رشک آیا مجھکو اس آرام پر

جاتے ہی ساقی کے در پر مر گیا
کیا پڑی افتاد تشنہ کام پر

وصل کیسا دیکھنا کیا چیز ہے
زندگی ہے نامہ و پیغام پر

کوششین سب اوسکی ضایع ہو گئین
وائے ہو ایسے دل ناکام پر

جامِ کوثر حشر مین پینا شفیق
وان لٹے گی مے خدا کے نام پر

دعا یہ ہے کہ ذرا لطف اوٹھائین آ کے بہار
اور اب تو دلکو لئے جاتی ہے ہوائے بہار

اوٹھا جو ابر نظر آئی ابتدائے بہار
عجیب ناز سے چلنے لگی ہوائے بہار

کہا قفس مین جو بلبل نے ہائے ہائے بہار
جگر کو توڑ کے پیدا ہوئی ہوائے بہار

چمن مین خوب ہی ہمنے وو رنگیان دیکھین ॥ کہین ہو سرخ کہین سبز ہی قبائے بہار
قفس کی سمت سی طائر جو اوڑکی جاتے ہین ॥ اسیر یو سمجھتے ہین اونسے ماجرائے بہار
سنبھالے رہنا دلونکو ذرا قفس والو ॥ سنائیگا تمھین صیاد ماجرائے بہار
جو ابتدا ہی مین دیوانے ہوش سی گذرین ॥ وہ کس طریق سے دیکھین گے انتہائے بہار
ہم اب تمام ہین اور دن خزانکی آپہونچے ॥ خدا ہی خیر سے اگلی برس دکھائے بہار
جو اس زمانہ مین دیوانے قید سے چھوٹے ॥ زبان پہ اونکی نہین اور کچھ سوائے بہار
ہزار ظلم خزان ہو پر آتی ہی ہر سال ॥ تمام اہل چمن دیکھ لین وفائے بہار
یہ کہکے باغبان میں جو ارے روٹھکر سب بیٹھے ॥ اب آکے ہاتھ سے اپنے ہمین بلائے بہار
چمن سی کام نہین تیرے عشق بازونکو ॥ نہ آشنائے خزان ہین نہ آشنائے بہار
حسین باغ مین ہر برگ گل کے آئنہ مین ॥ ادا انہین دیکھتے ہین اپنی اور ادائے بہار

شفیق باغ جوانی یہ کہکے مرجھایا ॥ عجب نہین کہ تجھے عمر بھر رولائے بہار

زیور گلہائے تر سے یہ ہے تاثیر بہار ॥ یار کی تصویر سے ملتی ہی تصویر بہار
سنکے کہتے ہین دیوانے صحرا سے قدم اوٹھتے نہین ॥ کیا ہماری پاؤن مین لپٹی ہی زنجیر بہار
دشت مین دیوانون کی کپڑی رنگی ہین خون مین ॥ ہوگیا دونا جنون ایسی ہی تاثیر بہار
سبز ہی پر افشان کی درسی گر پڑے ہین جابجا ॥ ان حسینون کے سبب چمکی ہی تقدیر بہار
ابتدا بلبل نے دیکھی تھی کہ بیجان ہو گئی ॥ آنکھ جب گلشن مین کھولی پڑ گیا تیر بہار
ابر کے ہمراہ چمکی برق بلبل نے کہا ॥ اک نہ اکدن قتل کر ڈالیگی شمشیر بہار
عہد کیا ہوتا ہی اونمین تخلیہ ہی باغبان ॥ آج سب غنچہ دہن کرتے ہین تقریر بہار
حکم ہے معشوقونکا عشاق آئین باغ مین ॥ عاشقونکی ہی شہادت ہو گی تحریر بہار
یہ خزان کہتی ہی گلشن مین مجھے آنے تو دو ॥ چار دن کے بعد مٹ جائیگی تاثیر بہار

کہتی ہی بلبل کہ مین صیاد سے پرون توڑ کر
لطف ملتا ہی جو پڑتا ہے کوئی تیر بار

دل سے راہ عشق مین گر شاد کر
سیر ساغر چین سے آرام کر

ناصحا تو تفرقہ پرداز ہے
مجھکو سمجھاتا ہے اپنا کام کر

کون مجھسے یہ جنون مین کہہ گیا
قدر ہوگی اوتنی جتنا نام کر

موت میری مجھسے یہ کہکر ہنسی
جب تو مرتا ہی اوسکا نام کر

ہجر نے اسدرجہ لاغر کر دیا
سانس لیتا ہون کلیجہ تھام کر

اتفاقاً مین شریک بزم ہون
ساقیا لبریز میرا جام کر

کون یہہ ستانہ بلاکر کہہ گیا
مرنے والے حشر تک آرام کر

دشمنون میت پہ دیکھو تو مری
کون آیا ہے کلیجہ تھام کر

حشر کے دن دوست بھی دشمن بھی ہین
میرا یارب اب بخیر انجام کر

دل تری کہنے مین ہو مین کیا کرون
جتنا جی چاہے تجھے بدنام کر

ایک مدت کر چکا اپنی خوشی
اب مرا کہنا دل ناکام کر

اک نظر ہم اور تجھکو دیکھ لین
ایک لحظہ اور سیر بام کر

ہو بھلا ساقی ترا اور مے کی خیر
ہم فقیرون کو شریک جام کر

عاشقون کو جس سے حیرت ہو شفیق
واقعات عشق طشت از بام کر

ردیف رائے ہندی

تڑپے ہی جاتے ہین دونون ہی جگر دل لگا کر
دیکھنے آتے ہین وہ بل بے تجاہل کا

یاد رکھ اے دل جو غصے مین پڑا ایک پا بیچ
جان و تن مین تفرقہ کر دیگا قاتل کا

حال یوسف سنتے ہی آیا تجھے غصہ بہت
وہ مقابل ہے ترے کچھ ماہ کا

دل جگر کے زخم سے دریا بہینگے خون کے
آج قاتل دیکھے گا گھایل سے گھایل کا بگاڑ

کی مری جامہ دری اب قید مین بھی بے خبر
اے مرے دست جنون اب کچھ سلاسل کا بگاڑ

آئینہ مین دیکھ تو تیرا ہی ہم پلہ کوئی ہے
جب تجھے جانون کہ کچھ ایسے مقابل کا بگاڑ

ایک دلکو دو حسین مانگین تو ہوتا ہی یقین
دیکھنے آئے ہین پھر سائل سے سایل کا بگاڑ

مجھسے وہ کہتے ہین غصہ مین کچھ بھی ہوش ہی
میری رسوائیکا باعث ہی تری دل کا بگاڑ

فکر مین مقطع کی کیون خاموش بیٹھا ہی شفیق
نظم کر تعجیل سے کچھ کیون ہو دلکا بگاڑ

دل کہتا ہی دیکھو لگا تیر نظر توڑ
جسطرح مجھے توڑا ہی اسطرح جگر توڑ

قاتل تجھی جب حال مرے دلکا کھلیگا
اک تیر سے پہلے مرے سینے کی سپر توڑ

وہ آئے ہین جی بھر کے اونھین دیکھا تو بھی
اشکونکا ذرا تار تو اے دیدۂ تر توڑ

ہر بر تو ہونے دے ذرا نخل تمنا
نادان ابھی خام نہ الفت کا ثمر توڑ

بیکار مجھے دیکھتا ہی ترچھی نظر سے
تیر نگہ یار مرا قلب و جگر توڑ

پہلے سے اذان دینے پہ توڑی گئی منقار
دم وصل کی شب آج تو ای مرغ سحر توڑ

سمجھونگا شفیق اپنا مین تیر نگہ یار
گر ایک اشارہ مین مرا قلب و جگر توڑ

اچھا ہی آج مجھسے ہوا اغیار سے بگاڑ
اونکے سبب سے روز ہوا یار سے بگاڑ

اے دل اونھین مین رہتا ہی اتنا سمجھ تو لے
اچھا نہین ہی گیسوئی خمدار سے بگاڑ

جی بھر کے تجھکو دیکھے گا مر کے جائیگا
ساقی نہ اتنی دیر تو میخوار سے بگاڑ

جلاد تجھکو ظلم کا بانی مین جب کہون
سب کار زندگی مری تلوار سے بگاڑ

کل تخلیہ مین میرے ہی اونکے بگاڑ تھا
ہنستے ہی ہنستے ہوگیا دلدار سے بگاڑ

اونکا شب فراق مین رکنا محال ہے
آنکھون سے ہوگا دیدۂ خونبار سے بگاڑ

دیوانہ تجھپہ رحم اونھین آج آیا تھا
اسوقت ہوگیا تری گفتار سے بگاڑ

جلاد جسکے اف نہین نکلی زبان سے
اچھا نہین ہی ایسے وفادار سے بگاڑ

ہٹتا ہے وہ تو پاؤن تلے ہی روکتا اوسے
دیوانہ سے ہی سایۂ دیوار سے بگاڑ

تجھکو برا جو کہتے ہین جانے بھی دے شفیق
اتنی سی بات کے لئے کیون چارسے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

صحت مین ہی مریض کی ناچار چارہ ساز
صدمہ سے آپ ہوگیا بیمار چارہ ساز

بیمار جو اخیر ہے دمکا شمار ہے
ہوتا ہے تھوڑی دیر مین ناچار چارہ ساز

کن خوبیون سے دی ہی تسلی مریض کو
ہنس ہنس کی بات کرتا ہی ہربار چارہ ساز

جو چاہی اوسکے حق مین کری اختیار ہے
بیمار کا ہی مالک و مختار چارہ ساز

غم میرا مجھکو آٹھ پہر چھوڑتا نہین
قسمت سے مل گیا ہی وفادار چارہ ساز

کہنا کسی سے کچھ نہین یہ راز ہے بڑا
وہ کے جو پاس ہو لب سوفار چارہ ساز

یارب اسے جہان کی راحت نصیب ہو
کسو قیمتین ہی میرا مددگار چارہ ساز

مجھکو وہ عارضہ ہی کہ جینا محال ہے
بیکار کا علاج ہی بیکار چارہ ساز

ایسی ہماری آج تو حالت خراب ہی
جبسے تجھے عشق آیا ہی سوبار چارہ ساز

کچھ مصلحت ہی اسمین جو لائی اُنھین عزیز
نادان ہین وہ جانئے ہشیار چارہ ساز

چارہ گری کو آئے ہوا تنا رہی خیال
ہوتا نہین جہان مین جفا کار چارہ ساز

صحت کبھی نہ دوستو مری ہوجائیگی درست
گر ایک رات کو ہو مرا یار چارہ ساز

بیمار غم کی آج تو حالت خراب ہے
مایوس ہوکے رو یا کئی بار چارہ ساز

یہ ہی یقین تجھکو نہ اکدم جدا کرے
دیکھے جو تجھکو نرگس بیمار چارہ ساز

مرنیکے بعد یاد کریگا تجھے شفیق
جب قید غم مین ہوگا گرفتار چارہ ساز

کہتے ہین دیوانہ گو ہون نشیمن اشجار سبز
یان بھی ہوتے ہین ہمارے زخم دامن دار سبز

کہتے ہین دیوانہ کیون دیکھین گے ہم گلزار سبز
گر بہار آئی تو ہوگا رشتۂ زنار سبز

کہتا ہے میخوار ساقی جب ہو لطف میکدہ
ہار شیشے سر سے رکھے ہون کہین پر چار سبز

پتیان مرغوب ہین بلبل کو جو اتنی کہین
آشیان مین نظر آنے لگا انبار سبز

اوسکی تصویر خیالی کھینچ ہے پیش نظر
کھپ گیا آنکھون مین عاشق کی لباس یار سبز

مرنے والا جانتا ہے اوسکو عالم کی بہار
لطف دیتا ہے غلاف خنجر خونخوار سبز

سنتے ہین برسات بھر وہ گل رہیگا باغ مین
اب نظر آنے لگین گی ہر در و دیوار سبز

حکم ساقی نے دیا ہے پئین سب باغ مین
شیشے ہاتھون مین لیے آتے ہین سب میخوار سبز

شوق سے قاتل نے تو سم مین بجھایا تھا اسے
یہ اثر تھا زہر کا سب ہوگئی تلوار سبز

چارہ گر کے بھیس مین آیا تھا کوئی غیر بھی
وہ دوا دی ہے مرا پا ہوگیا بیمار سبز

زہر چٹکا ہے بدن مین کیسا نادان ہے مسیح
پوچھتا ہے سب سے اسکو ہے کوئی آزار سبز

دیکھکر لاغر مجھے کہنے لگے سب سے طبیب
جو شجر ہو خشک اوسکا ہونا ہے دشوار سبز

جوش گریہ اسقدر ہے حد ہین جسکی شفیق
چشم وحشی کے سبب سے ہوئے کہسار سبز

ردیف سین مہملہ

عدم آباد کو جاتے ہین اسیران قفس
آج تو چین سے سوئین گے نگہبان قفس

میرے مرنے سے اسیر و نہین ہو حشر بپا
رو کے سب کہنے لگے آج گئی جان قفس

قید سے چھوٹ بھی جائین تو کہان جائینگے
اپنا طفلی سے رہا دست و گریبان قفس

اُف رے صیاد نگہبانو نے پوچھا آکر
کتنے گھٹ گھٹ کے مرے ہونگے اسیران قفس

جب سنا پہلے بہار آئی تڑپتے تھے بہت
اب ہے گلشن مین خزان چپ ہین اسیران قفس

مین وہ بیمار ہون روتے ہوئے دن کٹتا ہے
صبح یاد آتی ہے جب شام غریبان قفس

ملنے کے صیاد تسلی اونھین دیتا ہی — سب اسی بات پہ مرتے ہین اسیران قفس
کوئی صحرا سے بگولہ جو ادھر آتا ہے — باتین کرتے ہین پریشان سے پریشان قفس
قید ہونکا کبھی صیاد نے پوچھا جو مزاج — وہ کہی بات کہ جو ہوتی ہی شایان قفس
جنکو ہی شوق اسیری کا وہ کب ڈرتے ہین — ایک مرتا ہی تو سو آتے ہین خواہان قفس
چھوٹ کر قید سے سب بلبلین کہتی ہین یہی — مدتون یاد رہین گی ہمین یاران قفس
سننے والونکے کلیجو نپہ چھری چلتی ہے — باتین جب یاس سے کرتے ہین اسیران قفس
کشمکش وہ ہی تڑپ بھی نہین سکتے قیدی — مار ڈالے گی اونھین تنگی میدان قفس
سینے سر ٹیکا تو صیاد نے غصہ سے کہا — تیرے مرجانے سے گھٹ جائیگی کیا شان قفس

اسمین کیا خوف ہی صیاد سے پوچھو تو شفیق
کونسی بات پہ رخصت ہوئی مہمان قفس

برق تڑپی گر کے میرے دل کے پاس — آیا تھا بسمل کوئی بسمل کے پاس
داغ سوزان ہین ہمارے دل کی پاس — کیا ستارے ہین مہ کامل کے پاس
زخم دوزی کرکے تھوڑی دیر تک — بخیہ گر بیٹھا رہا گھایل کے پاس
یہ ہنسی آتی ہے وہ سمجھے گا کیا — ناصحا آیا ترے غافل کے پاس
زخم دوزی آپ ہی کرتا ہون مین — آئنہ رکھا ہوا ہے دل کے پاس
یہ خوشی ہے موت ہم کو آگئی — ورنہ پہونچے تھے تری محفل کے پاس
حسرتین آئین جگر مین زخم ہین — ایک محفل اور ہے محفل کے پاس
عمر بھر اوسکا شریک حال ہے — ہی جگر موجود ہردم دل کے پاس
راز ہمتے اپنا کہنا ہے اوسے — بیٹھ جاؤ تم ہمارے دل کے پاس
قیس کے باعث سے پہونچے دشت مین — مل گیا رستہ ہمین منزل کے پاس
ہاتھ پھیلایا کشش اتنی بڑھی — کھنچ کے دل پہونچا کف سایل کے پاس

کہتا ہے قاتل کہ کس سے پوچھیں حال
مرتے دم کوئی نہ تھا بسمل کے پاس

پھر غم سے تھا نکلنے کا خیال
موت آئی دامن ساحل کے پاس

ہے عدم کی راہ کا حافظ خدا
اقربا پہونچا گئے منزل کے پاس

قیس بولا جس سے وحشت ہو فزون
یہ عمل بھی ہے کسی عامل کے پاس

آتش غم کی تمھیں جب قدر ہو
دل تمھارا ہو ہمارے دل کے پاس

ایک خنجر ایک رکھی ہے چھری
ہے یہ سرمایہ ترے گھایل کے پاس

سب تماشائی کھڑے ہین دور دور
کوئی بھی آتا نہین بسمل کے پاس

قیس کا پیغام لیکر نامہ بر
جا رہا ہے صاحب محمل کے پاس

کہتے ہین دیوانے ہمسے اے شفیق
پڑھنے بیٹھین گے کسی جاہل کے پاس

موت دیوانہ کو آئی ہے بیابانکے پاس
ہاتھ رکھے ہوئے ہے اپنا گریبانکے پاس

عشق رکھتا ہے حسینوں سے مجھے فکر یہ ہے
نام کو عقل نہین ہے دل نادانکے پاس

اپنے جتنے ہین وہ بیگانہ ہوئے عسرت مین
کوئی ملنے نہین آتا ہے پریشانکے پاس

لاغری سے مری مرنیکا اوسے خوف ہوا
رک گیا دست جنون میری گریبانکے پاس

منزل عشق مین دیوانہ ترا بیٹھا ہے
پاؤن پھیلائے ہوئے خار مغیلانکے پاس

میری بھی شوق اسیری کی نہین حد کوئی
قید سے چھوٹ کے بیٹھا در زندانکے پاس

دل لئے زلفونے کہا اتنا مناسب ہے خیال
آتا ہے کوئی پریشان بھی پریشانکے پاس

اونکی خلوت مین گیا مین تو عنایت یہ ہوئی
وہ بھی شرمائے ہوئے بیٹھے ہین مہمانکے پاس

اپنے زانو پہ شب وصل رکھا سر میرا
دل بھی خوش ہے کہ مین ہون گیسوئے جانانکے پاس

قدر انداز ادھر دیکھ کشش اتنی ہے
خود ہی دل آئیگا کھنچکر ترے پیکانکے پاس

دل حسینون نے لیا جان بھی لے لی میری
ابتو کچھ بھی نہ رہا بے سروسامانکے پاس

پنجتن مل گئے جنت میں چلو تم بھی شفیق
باتوں باتوں میں پہونچ جاؤ گے رضوانکے پاس

ردیف شین معجمہ

زاہد عبث ہے کرنی دونو جہانکی کوشش
بیٹھا تو ہے زمین پہ ہے آسمانکی کوشش

بولا مریض سنکر لاکھوں طبیب آئے
کیا چارہ گر کرینگے درد نہانکی کوشش

وہ جام بھر رہا ہے آتے ہیں شیخ صاحب
اب ہے نہ کمیں ہوگی پیر مغان کی کوشش

ڈالے ہیں زخم دلمیں مشتاق ہو رہے ہیں
کرتے ہیں مرنے والے سب امتحانکی کوشش

عشاق قتل ہوکر ملک عدم کو پہونچے
جلاد کر رہے ہیں نام و نشانکی کوشش

جنکے ہیں پاس دلبر وہ ہو رہے ہیں شادان
فرقت نصیب کو ہے آہ و فغانکی کوشش

یارب مری لحد کو تا حشر تو بچانا
مر مر کے جینے کی ہے اپنے مکانکی کوشش

جاتے تھے کوئے دلبر رستے میں موت آئی
پہونچے ہیں ہم کہاں پر کی تھی کہانکی کوشش

ہے فکر بلبلونکو تازہ ہی لائیں تنکے
جیسے بہار آئی ہے آشیانکی کوشش

مجھسے ہے اسنے وعدہ کیا نیند اونکو آئے
اغیار کو عبث ہے اب داستانکی کوشش

جب تیر دلپہ مارا اف بھی نہ منہ سے نکلی
اک عمر سے کی ہے ضبط فغانکی کوشش

دل در پہ اونکے لایا ہو جائیگی رسائی
یا نتک تو مجھکو لائی اس مہربانکی کوشش

پہونچا نہ اوسکے در تک موت آگئی رستے میں
کیا ناتوان کی قوت کیا ناتوانکی کوشش

چہرے سے میرے ظاہر سب حال ہو رہا ہے
کیا رائگان ہوئی ہے رازِ نہانکی کوشش

حضرت رشید صاحب فرما رہے ہیں تجھسے
تو بھی شفیق کرنا اردو زبان کی کوشش

زخم سینے پہ لگا آ گیا گھایل کو غش
خون میرا دیکھ کے خود آ گیا قاتل کو غش

کیسے ناداں ہیں وہ مر گیا جب میں تو کہا
ہے سکون یا کہ ہے آیا مرے بسمل کو غش

مین تو اچھا ہون مگر ہوتی ہی اوسی جاتی ہین — درد ایسا ہی کہ آیا ہی مرے دلکو غش
کسی بھی ہی عجب چیز کہ مانگا تو سہی — دلکی دیہی جو تڑپ آگیا سایل کو غش
زخم پر زخم پڑے جاتے ہین اتنا تو سمجھ — بخیہ گر صبر تو کر آگیا گھایل کو غش
تیرا ہی مجھکو سہارا ہی تو ہی ہی حامی — المدد عشق کہ آیا ترے عامل کو غش
یار کے در پہ صدا دی تھی کہ آیا کوئی غیر — یہ حمیت تھی کہ آنے لگا سائل کو غش
باغبان کہتا ہی صیاد سی تو صبر تو کر — گل ادھر پھولی ادھر آیا عنادل کو غش

دیکھتے ہی اوسی کیا حال ہوا تیر شفیق
اسطرح آیا نہ ہوگا کسی عاقل کو غش

جان بچ جائے مری آئے دل بسمل کو غش — ہی یقین آسان کر دی درد کی مشکل کو غش
خون زخمون سے نکلنے کا اثر اتنا تو ہو — ڈر گیا گھایل جو فوراً آگیا قاتل کو غش
یہ حمیت کہہ رہی ہی مجھکو اتنا خوف ہی — ہاتھ پھیلاتے ہی آئیگا ابھی سایل کو غش
اتفاقاً قیس کی تکلیف کا دھیان آگیا — یہ اثر اولٹا تھا آیا صاحب محمل کو غش
ہی ابھی جلاد نادان قتل کرنا ہی محال — لطف ہی گر ساتھ آئے قاتل و بسمل کو غش
سچ تو یہ ہی ہجر کی تکلیف ہوتی ہی بری — ہمنے تو روکا بہت سو بار آیا دلکو غش
زخم کھائے سیکڑون لیکن نہ بالسی اف نہ کی — خون اس درجہ بہا آنے لگا گھایل کو غش
نامہ بر اوس سی مصیبت سے یہی کہنی کو تھا — کچھ نہ نکلا تھا زبان سے آگیا ناقل کو غش
ناصحا بھی حال میرا دیکھکر گھبرا گیا — مین تو دیوانہ تھا لیکن آگیا عاقل کو غش
ہو گئی سکتہ مین سب اونکی ادائین دیکھکر — میرے غش کی بعد آیا ساری ہی محفل کو غش
امتحان گہہ سے اوٹھی یہ کہکی گھبرائے ہوئی — سامنے میرے آجائے کسی بسمل کو غش
بخیہ گر تی ایسی بیدردی سی زخم اوسکے سئے — ضبط کرتے کرتے آخر آگیا گھائل کو غش
اوسکی رحمت نے سنبھالا مجھکو یہ کہکر شفیق — نظم کے سیدا مین آئے کیون مری جاہل کو غش

ٹھوکرین کھاتی ہی ہر رہرو کی اک بسمل کی لاش
آپکے در پر پڑی ہی آپکے گھایل کی لاش

ہجر کے صدمے اوٹھا کر مر گیا مجبور ہون
ہو گئی بیگور و کفن صحرا مین میرے دلکی لاش

دیکھنے والونکو عبرت ہو یہ قاتل نے کہا
اپنے کوچہ مین پڑی رہنے دی اک بسمل کی لاش

مر گیا وہ عشق مین اوسکا اوسی لازم ہی یہ
آکے اوٹھوائے خیال یار میرے دلکی لاش

زخم اسدرجہ لگے ہین تن ہی سارا پاش پاش
اوٹھ نہین سکتی کسی صورت تری گھایل کی لاش

اسکو جلکر مر گیا غسل و کفن کرنے دیا
صبحتک پھینکی لیی پروانہ محفل کی لاش

ساتھ میرے قبر تک آئی مری مردہ دلی
حشر تک لپٹی رہیگی مجھسے میرے دلکی لاش

مانگنے آیا تھا دل مجھسے اوسی سوت آگئی
ہی پڑی در پر پڑی عرصہ سی اک بسمل کی لاش

سر پٹکتی ہین بہت ارمان محشر ہی بپا
حسرتین روتی ہین اوٹھتی ہی ہمارے دلکی لاش

کسی بھی چیز ہی کیا زخم کاری دیکھکر
ڈر گیا قاتل اوٹھانے آیا تھا گھایل کی لاش

خوف بدنامی تھا اوسکو یہ شفیق اچھا ہوا
اسکو اوسنے آکے اوٹھوائی جو مجھ بسمل کی لاش

عمر بھر اپنے مسیحا سے رہا بیمار خوش
وہ مرض اچھا ہی جسکا صاحب آزار خوش

میرے مٹ جانے سے ہی کوئی زمین یار خوش
جان میری لی تو اب ہی چرخ کجرفتار خوش

آئے تھے بہر عیادت کا ہنین کچھ کہدیا
بات وہ ایسی ہی جس سے ہی نحیف و زار خوش

عمر بھر جو ٹھوکرین کھاتا رہا ہو دشت مین
وہ کسی صورت نہین ہوگا ذلیل و خوار خوش

سمجھے ہین سب اتفاقاً آج دیکھیگا ضرور
طالبان دید بیٹھے ہین پس دیوار خوش

جب مریض غم کے دلمین آگیا اونکا خیال
چارہ سازونکو جو دیکھا ہو گیا بیمار خوش

آئے ہین بہر عیادت وہ دل بیتاب تھم
حال کہنے دے کہ جس سے ہو مزاج یار خوش

یہ کسی سے سن لیا اوسنے کہ آئی ہی بہار
جا رہا ہی آج دیوانہ سوئے گلزار خوش

عشق مین اوس شوخ کے بیخود ہوا سارا جہان
ایکجا بیٹھے ہوئے ہین کافر و دیندار خوش

بعد مرجانے کے اپنے حال پہ رویا کرے / زندگی بھر اپنی دنیا مین رہے زردار خوش

دیکھتے ہی ابر دیوانہ کی وحشت بڑھ گئی / ساتھیونکو لیکے جاتا ہے سوئے کہسار خوش

دیکھنے والون کو دست دو ہین عشق پڑ گیا / مرنے والا آکے بیٹھا ہے قریب دار خوش

تم بھی آئے ابھی جاؤگے سونچو تو شفیق / دو گھڑی ہی کیواسطے دنیا مین ہے بیکار خوش

ردیف صاد مہملہ

جان دینے سے نہین ڈرتے ہین تیغ کے حریص / مرکے اپنا نام کرجاتے ہین غیرت کے حریص

اسقدر احمق ہین کچھ بھی سمجھتے ہی نہین / عمر بھر دھوکا اوٹھاتے ہین مروت کے حریص

دیکھنے کی ہماری عادت ہے کسی عالم مین ہون / ہمسے گر پوچھو تو ہم ہین اچھی صورت کے حریص

بخل ہے ایسا خدا کی راہ مین دیتے نہین / مال و زر کیا ساتھ لیجائینگے دولت کے حریص

الفت معشوق سے لگا کر دل ترقی ہو نصیب کی / دربدر کی ٹھوکرین کھاتے ہین الفت کے حریص

اس لیے لکھی ہین تصویرین کہ سب دیکھیں ہمین / عاشقو مین نام کر لیتے ہین شہرت کے حریص

قتل کو بھولے ہین یہ بھی جان دینے کی خوشی / در پہ قاتل کے چلے آتے ہین شہادت کے حریص

دل اودھر آیا حسینہ پر گیا ایمان بھی / جھوٹی قسمین کھا رہے ہین اپنی حاجت کے حریص

صابر و شاکر رہے سب مرضی حق پر ہو / گھر سے بھی باہر نہین نکلے قناعت کے حریص

لکھ چکا دیوان اسمین فخر کیا تجھکو شفیق / اور بھی دنیا مین ہین تیری طبیعت کے حریص

ہین زمانہ مین بہت ایسے حمیت کے حریص / دولتین اپنی لٹاتے ہین سخاوت کے حریص

انکے در پر سائلونکا روز رہتا ہے ہجوم / یہ گدا کو شاہ کردیتے ہین ہمت کے حریص

قوت ذاتی حمایت کی نہین جنکو کبھی / گھر مین بیٹھے نام کرتے ہین قناعت کے حریص

دور سے مین لوگ آکر بن گئے اہل زبان / لکھنؤ مین جان دیتے ہین فصاحت کے حریص

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف — [illegible] کہا ہے مرا صرف لیاقت کیا ہے
قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین — وصف [illegible] خورشید ہو ذرہ سے لطافت کیا ہے
منعقد جلسہ [illegible] یہ المضمون کا — [illegible] بگر کوئی اسکے لیئے شہرت کیا ہے
اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب بیخود — [illegible] اسلم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے
آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال — [illegible] ہو جو مہوا تو حیرت کیا ہے
کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون — روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے
ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو — صفحۂ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے
این مراتب کہ کنون دیدہ لاشک جزوی است — کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے
کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے — دیکھیئے کیسے مضامین ہین قیمت کیا ہے
اس سے انجان جو ہوتے ہین ہمین بتلا دین — وقعت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے
دوستو شوق سے تم اسکے خریدار بنو — کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے
روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یارب — تیرے افضال ہین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل مین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسہ انجمن مشرقی اطبائے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کیلیئے لکھی گئی -

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو — نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو
نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین — لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین
اندنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین — گویا پھولا ہے شگوفہ ایک نیا گلزار مین
ڈاکٹر ناظر محرک ہین جو اس تحریک کے — چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے
پہن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس — قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر ایک کے پاس
ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق — تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

دلچسپ ہی الٰہی کیسا بیان عارض
سنتے ہین روز مجھسے وہ داستان عارض

ہم ہاتھ بھی لگائین تو ہاتھ کاٹ جائین
تکئے ہون اونکی یارب الحت بیان عارض

احباب کہہ رہے ہین دونو ہین خوب اچھے
وہ لاجواب عارض تم قدردان عارض

آئینہ رکھکو اپنے خود لے رہے ہین بوسے
کیا لطف پارہے ہین لذت کشان عارض

آئینہ سامنے ہے وہ کہہ رہے ہین مجھسے
آیا ہے وقت زینت کہہ داستان عارض

جسکی صفا ہے اچھی آئینہ ہے وہ سینہ
دل ہے ہمارا اے بت تیرا مکان عارض

شمس و قمر گرے ہین نظروںسے میری کیسے
دیکھی ہے میری آنکھون نے جب سے شان عارض

حسرت بھری نگاہین رہتی ہین میری ادہر
آباد ہو رہی ہین کیا دو جہان عارض

تم بھی شفیق جانا جلسہ ہے دیکھنے کا
ہوتا ہے مہ جبینو مین امتحان عارض

ردیف طائے مہملہ

اتفاقاً ہوئی ساقی تری گفتار غلط
جیسے کہنے لگا ہر بات کو میخوار غلط

تمکو ہوتا ہے یقین ہوتی ہے تکرار غلط
روز اک بات کہا کرتے ہین اغیار غلط

دل مرا تاکا تھا اور زخم جگر پر مارا
کیا ترا ہاتھ پڑا آج ستمگار غلط

سر مرا کاٹ لی جلاد نہ اف نکلی گی
کبھی کہنے کا نہین تیرا وفادار غلط

ہوش مین آکے لگا زخم ذرا او قاتل
تیرے گھبرانے سے پڑجاتی ہے تلوار غلط

جو وہ کہتا ہے مسیحا تو یقین لاؤ اسکو
حال کہنے کا نہین ہے ترا بیمار غلط

وہ جو کچھ کہتے ہین اغیار وہی کہتے ہین
اپنی ہم بات کو کہدیتے ہین ناچار غلط

چھیڑنے کو اوتحقیق مین بات کئی جاتا ہو
میرے کہنے کو وہ کہدیتے ہین ہر بار غلط

روز کہتا ہے نہ جاؤنگا مین اون لغو مین
دل نادان ترا ہو جاتا ہے انکار غلط

قبر مین آئے کہا ہے تو شفیق آئیگا
کبھی کہنے کا نہین میرا مددگار غلط

غیر کہتے ہین یہ ہے درپئے رسوائی خط
خود چلا آتا ہے لیکر ترا سودائی خط

وہ جو پڑھتے ہین تو کچھ حال مرا کہتا ہی
مجھ سے تو سمجھو گیا بن کے شیدائی خط

مین جو دیوانہ ہون قاصد بھی ملا دیوانہ
راہ مین پڑھتا ہوا ایک ایک تماشائی خط

تیرے آنے سے مرے قلب وجگر روشن ہین
تجھکو آنکھون سے لگایا ہے بڑھی بینائی خط

تو جو آیا ہے تو اک روز وہ خود آوینگے
رفتہ رفتہ تو ہین سب سا بیلی یکتائی خط

کہا دربان نے لیلےٰ سے کہ لون اسکو
لیکے آیا ہے کوئی مرد تم سرائی خط

تجھکو پڑھتا ہون تو کچھ میرا بہل جاتا ہے دل
تو ہی ہمدم ہے تو ہی مونس تنہائی خط

تیری تعظیم کو اوٹھتا ہون گھٹا ضعف مرا
تیرے آنے سے بڑھی میری توانائی خط

اوسنے خود ہاتھ سے لکھا ہے بڑی عزت کی
زیب تو ہی جو کرے دعوی یکتائی خط

تو جو آیا دل مردہ مین مری جان آئی
اوسنے تو سیکھ لیا طرز مسیحائی خط

کھولکر اوسنے لفافہ سے پڑھا ہے تجھکو
ہاتھ مین اوسکے تری بڑھگئی زیبائی خط

تم تو لکھتے ہو مگر سوچ لو دلمین یہ شفیق
تمکو لکھنے کا نہین وہ کبھی ہرجائی خط

سب ہین حسین بنا کے جھوٹے انکا ہے قول و قرار غلط
دل نہ تو انکی بات مین آتا کہتے ہین اغیار غلط

اسنے مکانسے لیکر آیا اسکی ہے رفتار غلط
مے نہین ساقی اوسکو دینا کہتا ہے مے خوار غلط

اونکو جو دلمین آتا ہے کہتے ہین سنتے ہی نہین
اونکا جب انکی بات تو ہین اقرار غلط انکار غلط

ہم جو اونسے بات کہین سچ وہ ہوجاتی ہے جھوٹی
اوسکا یقین اونکو آتا ہے جو کہتے ہین اغیار غلط

یہ جو تڑپتا ہے زاہد ہم جاتے ہین اونکے کوچہ مین
ونکے سبب سے فرقت مین ہوجاتا ہے صبر و قرار غلط

ہم جو اونسے کہتے ہین کچھ اوسکا نتیجہ یہ نکلا
اونکی ہنسی ہے مرتے ہین ہم کہتے ہین سرکار غلط

آنیکو سنتے ہین آگئے اب جان بھی دینا مشکل ہے
قاتل ایسا کمسن ہے پڑجاتی ہے تلوار غلط

جاگے ہو شب بھر کے تم آنکھین تو اپنی دیکھو ذرا
باتین ہماری سچی ہین تم کہتے ہو بیکار غلط

شیخ صاحب کو برا کہتا ہی جانی دی شفیق
پھر سر لیے آئے جو عالم کو اک جاہل پہ غیظ

یہ آرزو ہی سنین اوسسے ہم بیان لحاظ
عجب سی چلی ہی دنیا مین داستان لحاظ

جو ظلم کرتے ہین ہم اونسے کچھ نہین کہتے
یہ رمز سمجھو تو کچھ ہونگے صاحبان لحاظ

بتون کی قدر کے لائق ہی شرم دنیا مین
ہوا زمانہ نہ گویا ہوئی زبان لحاظ

وہ میری لاش پہ بیٹھے ہین اپنا منہ ڈھانپے
مجال کیا جو سنے کوئی بھی فغان لحاظ

جو میرے پاس کبھی بیٹھے تو اپنا منہ ڈھانپے
غرض یہ ہی کہ بڑھے اور کچھ بھی شان لحاظ

حسین جمع ہین آئے ہین چھیڑنے والے
عجیب لطف سی ہوتا ہی امتحان لحاظ

شفیق ہم بھی خاموش وہ بھی ہین خاموش
جو دونون چپ ہین تو بڑھتی ہی اور شان لحاظ

رند لین گے تری خبر واعظ
اب نہ جانا کبھی ادھر واعظ

جس جگہ رند چھپکے بیٹھے ہین
وان نہ ہوگا ترا گذر واعظ

رند کہتی ہین ہمپہ یہ شدت
آپ اپنی نہین خبر واعظ

اللہ اللہ شوخیٔ تقریر
ہل رہا ہے مرا جگر واعظ

اونکو دیکھا تو ہوش جاتے ہین
تجھکو اپنی بھی ہی خبر واعظ

یاد رکھ جاکے بزم رندان مین
کرنا تقریر مختصر واعظ

جا رہا ہی شراب خانہ مین
دیکھتا ہے ادھر ادھر واعظ

رند ہون یا کہ اسمین زاہد ہون
سبکو درپیش ہی سفر واعظ

سیکڑون ہین حدیثین دردزبان
خوب ہے آپکی نظر واعظ

رند میخانے سے چلے لینے
پہونچا جب دم قریب در واعظ

بزم رندون کی ہوگئی برہم
کیا اوٹھایا ہی تونے سر واعظ

ان حسینوں کی بزم سے [illegible]
اب کھا [illegible]

بتکدہ مین خدا کا [illegible] لیا
جلد اب تو بھی [illegible] اعتنا

رند مذہب کو جانتے [illegible]
اوس کے [illegible]

شمع کو ہمین اکیلا جانتے [illegible]
آپ بھی [illegible]

اوسکو راہ خدا مین کر [illegible]
[illegible] جتنا ہے [illegible]

سب ہین تیغوار بدست [illegible]
[illegible] اپنے [illegible]

ہین ماون اولنے والین تجھے
آج [illegible]

سنتے ہی ہین شفیق سے [illegible]
ہے بیان تیرا ایسا [illegible]

ردیف عین مہملہ

مرنے کے بعد میری ہوئی دوستدار شمع
روتی ہے میری قبر پہ بے اختیار شمع

محفل مین مہ جبینوں کی حاصل یہ ہی ہوا
جل جل کے دیکھتی رہی انکی بہار شمع

شب بھر مرے مزار پہ جل جل کے جان دی
قسمت سے مجھکو خوب ملی جان نثار شمع

کریا کیا شب فراق مرا حال دیکھ کے
روتی بھی بیکسی پہ مری اشکبار شمع

کیا کسمپرسی ہے کہ نہ کچھ لوگ ساتھ ہین
ڈر ڈر کے جب ہی رکھتی ہے نزد مزار شمع

کیا سوز غم سے ہوتا ہے اللہ کی پناہ
فرقت مین میری جلتی ہے جان زار شمع

بس ہے دن سے گور غریبان مین بیشمار
تربت پہ میری شب کو جلائیگا یار شمع

روشن وہ کرکے گھر گئے اب کوئی بھی نہین
جلنے نہ جلنے کا ہے تجھے اختیار شمع

رو رو کے اپنے سر کو پٹکتی ہے بار بار
پروانے جل رہے ہین تو ہے بیقرار شمع

جلنے پہ خوش نصیب ہے تو ایسی واہ واہ
پروانے شب کو ہوتے ہین تجھپر نثار شمع

ظاہر مین روشنی کے لیے جلتی ہے شفیق
باطن مین ہے یہ عابد شب زندہ دار شمع

مری خوب ہی آزمائی شمع
نہین تجھ مین کچھ کج ادائی شمع

یقین ہے کہ جلنا وہ خود بھول جائی
اگر دیکھے سوز جدائی شمع

شب ہجر اونکا خیال آگیا
مرے داغ دلنے دکھائی شمع

یہ ساماں مہندی لگانیکا ہے
جلائی ہے تمنے حنائی شمع

یقین ہے جلے گی ہر اک بزم مین
تجھے مول لیگی خدائی شمع

ہوا اٹھر جا وہ بھی آنسکو ہین
بجھے گی جواب جھلملائی شمع

شفیق ایسا فرقت مین اندھیر تھا
بجھی وہ جو سینے جلائی شمع

ردیف غین معجمہ

گھٹ گیا شرما کے کیسا اوس مہ کامل کا داغ
کیا شب فرقت مین روشن ہے ہماری دلکا داغ

چارہ گر اچھا نہوگا ہے یہ زخم دل کا داغ
حشر تک باقی رہیگا ناوک قاتل کا داغ

پردہ پوشی ہے بھی حفظ مراتب ہے یہی
قیس کے دلمین رہیگا صاحب محمل کا داغ

چڑہکی دیوانہ بلندی پر یہی کہنے لگا
جسطرح ہوگا چھڑاؤنگا مہ کامل کا داغ

زخم سب سینے کے اچھے ہون یہ ہوتا ہے یقین
چارہ گر کیونکر مٹائین گی ہماری دلکا داغ

گرمئی خون سے مری چھالے پڑی ہین جابجا
ایک بھی مشکل ہے مٹنا خنجر قاتل کا داغ

وصل بھی گر ہو تو اونکو فائدہ ممکن نہین
دلپہ پڑ جاتا ہے فرقت مین ہر اک مشکل کا داغ

ہاتھ جب پھیلائے عزت مین تو دھبہ آگیا
چھپ نہین سکتا چھپائے سے کبھی سائل کا داغ

بحر غم مین موت آئی ہوگیا بیڑا تباہ
دلپر اپنے لیچلے ہم دامن ساحل کا داغ

زندگی مین تھا عدم آباد کا جانا محال
بعد مرنیکے مٹا ہے دوری منزل کا داغ

وہ حنائی ہاتھ اپنے میرے سینے پر رکھین
پھر یقین ہوتا ہے مٹ جائیگا میرے دلکا داغ

گر میان وہ آپ اوسدن بھول جائیگا شفیق
آفتاب حشر جب دیکھیگا میرے دلکا داغ

دیکھتا ہی ڈر کے گورستان کا ویرانہ چراغ
قبر پر جسدم جلا دیتا ہی جانانہ چراغ

واہ ری بدقسمتی روشن کسی دن گر کیا
کیا جل جل کر بجھا دیتا ہی پروانہ چراغ

روشنی گھر بھر مین ہوتی ہی مگر افسوس ہی
رکھتا ہی تاریک اپنا لطف کا شانہ چراغ

لو نہین ملتی ہی ہوتا ہی تصدق بار بار
کس خوشی سی ہوتا ہی گھر بھر پہ پروانہ چراغ

خوف ہی ساقی کرے گر نشہ کا سیکش ہوشیار
تو اوٹھا کر ہاتھ مین رکھدے نہ پیمانہ چراغ

صحبت کا ہی اثر پوچھو مئی سے باربار
رات بھر سنتا ہی سارے گھر کا افسانہ چراغ

شام کو جلتی ہی سب آتے ہین ملنے کے لئے
کیا یہ دانے نے کر دیا ہے یارانہ چراغ

شام کے ہوتے ہی تاریکی تھی اوس میخانہ کی
تجھسے روشن ہوگیا ہے سارا کاشانہ چراغ

سے لٹی سب جام ٹوٹے کیسی ہلچل ہوگئی
تیرے بجھنے ہی سے بیٹھی ہے بزم رندانہ چراغ

درد او سکے ہجر کی شعاف نہ کرنا اے شفیق
بجھ گیا گر یہ تو پھر ہوگا سیہ خانہ چراغ

قدر ہو اسکی جلا کرتا ہی جو گھر گھر چراغ
گر نہ روشن ہو زمانہ بھر سے ہی بدتر چراغ

ایسی دشمن ہی ہوا گل کرتی ہی ہر شام کو
قبر پر میری جلاتا ہی وہ دلبر چراغ

نام روشن ہو زمانہ مین ترا رشک قمر
کیا جلایا ہی ہماری قبر کے اوپر چراغ

جا کے دیکھ ای ستمگر زینت ہو ساری مال کی
مفلسی گر ہو تو ہے فانوس سی بہتر چراغ

گل اگر یہ ہو تو کیسی رات ہوتی ہی پہاڑ
ہو نہ گر روغن تو بن جاتا ہی پتھر چراغ

روشنی وہ ہی کہ جو وقت ضرورت کام آئی
یون جلانیکو جلا لیتے ہین سب اکثر چراغ

راہ دکھلائے شب تاریک مین وصف ہی
کیا خدا کی شان سی بجھتا ہی سحر چراغ

میرے گھر وہ چھپ کی آتے ہین عدو کو دیکھئے
دیکھ لے اونکو جلائے بیٹھا ہی در پر چراغ

روشنی گر ہو تو دشمن دیکھ لین گی رات کو
راستہ مین لیکے گر جائیگا نامہ بر چراغ

قید مین ہی دم بخود دیوانہ شکوہ یہ سنا
سانس کی رفتار سی گل ہوتا ہی اکثر چراغ

واه ری قسمت کسینی گرگیا روشن شفیق
قبر پر جو ذرا آکے گل کر دیتی ہے صرصر چراغ

تھا حسینونکے سبب خوب پری خانہ باغ
اونکے جاتے ہی نظر آتا ہے ویرانہ باغ

گریہ ہر وقت جوانان چمن کرتے ہین
تیرے مرنیکے اثر سے ہے عزاخانہ باغ

بلبلین مست ہین غنچون نے گریبان پھاڑے
جب بہار آئی بنا صورت دیوانہ باغ

حکم ہے رات کو شبنم کرے گوہر باری
جب حسین آئینگے ہوجائیگا شاہانہ باغ

رات بھر اوسکی رہا کرتی ہے کیا دلچسپی
گل و بلبل کا سنا کرتا ہے افسانہ باغ

تیری تصویرین نظر آتی ہین ہر سمت مسیح
تیرے بیمار سمجھتے ہین شفاخانہ باغ

حکم ساقی کا ہے میخوارو تسنے آباد رہے
بادہ کش رہنے لگے ہوگیا میخانہ باغ

رخ روشن سے جو وہ شوخ اوٹھائی ہے نقاب
اوس پہ ہوتا ہے فدا صورت پروانہ باغ

جام لٹکائے ہین شاخونمین نئی زینت ہے
میکشون خوب ہوا صورت میخانہ باغ

کہا سوسن نے کہ سرسبز رکھے اسکو خدا
گل و بلبل کا ہمیشہ سے ہے کاشانہ باغ

کیا خزان آکے تاراج کئے دیتی ہے
یہ سمجھتی ہے کہ ہے سبزہ بیگانہ باغ

گھر مین بس بیٹھے رہو دل نہین بہلیگا شفیق
وہ نہ ہونگے تو نظر آئیگا ویرانہ باغ

وحشیونکے واسطے ہوتی ہے یہ تدبیر باغ
آج زندان مین لگی جاتی ہے تصویر باغ

کہتی ہے بلبل پڑی ہے پاؤن مین زنجیر باغ
چاہیئین سیکھی کہین ایسی ہوئی تسخیر باغ

وحشیون کی اونکے کوچے مین کٹیگی زندگی
ہے کہین تصویر زندان اور وہین تصویر باغ

لیچلا مجھکو مسیحا کھکے وقت واپسین
آج اس بیمار پر دیکھینگے ہم تاثیر باغ

زیور گلہائے تر سے اوسکا یہ نقشا ہوا
میری آنکھون مین نظر آئی ہے تصویر باغ

عہد معشوقین ہے چلکر ہین گئے باغمین
برگ گل پر جو لکھواتے ہین وہ تحریر باغ

کہتی ہے بلبل کسی کی سلطنت سے کم نہین
مجھکو خالق نے عنایت کی ہے وہ جاگیر باغ

سر کے بھل جاتے ہین گلشن مین بہار آنیکو ہے
بادہ خوارونکی بڑھی ہے کسقدر توقیر باغ

سُننے والون نے بھی سر پھوڑے ہین اپنے جوش مین
پر اثر دیوانہ نے کی آج وہ تقریر باغ

کہتے ہین دیوانہ صحرا کو چلین گر قید سے
رات کو دیکھی ہے ہمنے خواب مین تصویر باغ

جب ہنسی کی فصل آئی ہے تو گلچین نے کہا
بلبلونکے دلمین پڑ جاتے ہین اکثر تیر باغ

رات کو جب برق چمکی سینکے بلبل نے کہا
آج ہمکو قتل کر ڈالے گی یہ شمشیر باغ

پھول جب معشوق نے توڑے تو بلبل نے کہا
یہ حسین دیکھو لٹائے دیتے ہین جاگیر باغ

سب حسین کہتے ہین یہ دیوانہ ہے کیسا شفیق
اپنے سینہ سے لگائے رہتا ہے تصویر باغ

ردیف فاء

صدمہ جان گداز ہے ایسے دیار کیطرف
سر سے کفن لپیٹ لین جانا ہے یار کیطرف

باغ مین عمر بھر رہے ایسا رہا اوداس دل
دیکھا نہ ہمنے ایکدن اوسکی بہار کیطرف

لاکھ زمانہ ہو برا ہمکو نہین ہے انتشار
دیکھا ہے ہمنے گردش لیل و نہار کیطرف

اوسکے مکانپہ ہم گئے یار کے شوق دید مین
دیکھا نہ ہمنے اک نظر نقش و نگار کیطرف

اوسکی گلی مین میری خاک پہنچی تھی اوٹھتی
اوسپہ بھی آئین آندھیان مشت غبار کیطرف

پردیکا انتظام ہو کوئی نہ آئے اسطرف
آتے ہین بہر فاتحہ میرے مزار کیطرف

گھر مین تو ہین پڑے ہوئے کیا کہین تمسے دوستو
دل تو گیا ہے رات سے محفل یار کیطرف

اوسکو بلاکے بزم مین باتین بھی وسے کچھ کرین
دیکھین تو مسکرا کے وہ عاشق زار کیطرف

آئینہ رکھکے سامنے پہرون ہی دیکھتے ہین وہ
اپنے نکھار کیطرف اپنے سنگھار کیطرف

ایسا جنونکا جوش ہے کچھ نہین ہمکو ہوش ہے
پاؤن ہمارے خود بخود اوٹھتے ہین خار کیطرف

یان بھی جنونکا خوف ہے ہوش نہین بجا شفیق
یار نے دیکھا حشر مین سینہ فگار کیطرف

میخوار بولے دیکھ کے دیوانے کیطرف
ساغر جنھین ملا نہین کیا دیکھتے ہین وہ
نام بہار سنتے ہی ایسا اثر ہوا
میخوار کو جماہیان آتی ہین دیکھکر
کیا جانے شکوہ اور کوئی حادثہ ہوا
عاشق جناب شیخ ہوئے انکو کیا ہوا
کچھ روشنی ہے شکل حسین ساتھ ساتھ ہین
اللہ ری کشش تری اللہ ری جوش شوق
سنسان رات دیکھ کے آنے لگین ادھر
اے دل تجھی کچھ عقل ہے گیسو کے عشق مین
پہلے تو شمع حسن سے اوسکو جلا دیا
جبسے سنے ہمنے چھوڑ دیا شغل میکشی
ساقی نظر بچا کے جو دیتا ہے جام مے

جی چاہتا آج آگیا میخانے کیطرف
حسرت بھری نگاہ سے پیمانے کیطرف
خود پاؤن میرے اوٹھ گئے ویرانے کیطرف
کالی گھٹا ادھی ہوئی میخانے کیطرف
کچھ روشنی ہوئی تھی سیہ خانے کیطرف
کس واسطے گئے تھے یہ بتخانے کیطرف
یون آ رہے ہین میری عزاخانے کیطرف
جاتے ہین ہوش اوڑ کے صنم خانے کیطرف
لاکھون بلائین میرے سیہ خانے کیطرف
اپنے کو چھوڑے جاتا ہے بیگانے کیطرف
اب دیکھتے ہین غور سے پروانے کیطرف
کیا کیا گھٹائین اوٹھتی ہین میخانے کیطرف
میخوار دیکھے جاتے ہین پیمانے کیطرف

الفت مین کیا شفیق کا ایمان ہی گیا
کعبے سے اوٹھ کے آیا ہے بتخانے کیطرف

باتون ہی باتون مین پہونچا ہی قاتل کیطرف
وہ نہ دیکھیگا کبھی پھر ماہ کامل کیطرف
اوسنے بھی انگڑائیان لین زخم تنکے کھل گئے
اسقدر شوق شہادت ہے کہین رکتا ہنو
ہم فقیر مست تیری بزم مین آج آگئے
دیکھئے کب بحر غم سے میرا بیڑا پار ہو

مدتون سے دیکھتا تھا جو مرے دلکی طرف
جسنے دیکھا ہو ترے رخسار کے تل کیطرف
اس ادا سے تمنے دیکھا ہنجر گھائل کیطرف
مرنے والا جا رہا ہے کوئی قاتل کیطرف
خیر ہو ساقی بڑھانا جام سائل کیطرف
مدتون سے ہے نظر دامان ساحل کیطرف

ہرے والو کی بھی ہو تہذیب دنیا سے الگ
جنکے جیتے جی بسائے ہیں شہر خموشان کیطرف

پوری زینت کرکے آیا ہے خدا اوسکا بچائے
اٹھ رہی ہیں سبکی نظریں روے جانان کیطرف

قیس مجنون کی خبر سنکر سر ولکو بیٹھ
بیمار ہو رہیں آج دیوانے بیابان کیطرف

زلزلے او آندھی سی جان بچتا وبال
ہو گئیں اٹھتی بلائیں شام ہجران کیطرف

ہیں تحصیل قاتل بتاے وحشت ناکی
آنا کی دلکو دیکھ پریشان کیطرف

دل جلی دیوانہ کا تیر اثر دیکھیے گا کون
آگ لگ جائے گی سر گلستان کیطرف

پھر ہوئی دیوانے سمجھے ہیں کہ آئی ہے بہار
الوندی جو گھبان گل سے بیابان کیطرف

ہم میں تیری نہ کوئی بات پوچھے مشفق
دیکھنا ہے کون سمجھا ہے پریشان کیطرف

ردیف ق

سبب کچھ نہیں رو زنگت ناحق
لہو پیتی جب پھری ہے تلوار ناحق

کہا دلنے ابتک نہیں زلف دیکھی
بلاؤں میں پھنسا ہوں گرفتار ناحق

مرا دل ہے میں بیچون یا میں بیچون
مگر بنتا ہے مجھسے خریدار ناحق

کسی در پہ میں مرگیا ہوں پڑا ہوں
اوٹھاتے ہیں وان سے مجھے یار ناحق

بگڑتے ہیں وہ دوستو تم نہ بولو
ہوے ہیں اونسے معنی بیزار ناحق

یقین ہے کہ صحرا میں جامہ دری ہو
لپٹتے ہیں دامن سے سب خار ناحق

مرا قتل کرنا بھی مشکل ہوا ہے
بنے آپ صاحب ستمگار ناحق

مسیحا سے میں نے کہا جان بلب ہوں
مجھے آپ دیتے ہیں آزار ناحق

نظر پڑگئی جسکی عاشق ہوا وہ
بنے آپ ایسے طرحدار ناحق

کسی نے مسیحا کی صورت نہ دیکھی
زمانہ ہوا اسکا بیمار ناحق

خریدار دل سب ہے سارا زمانہ
گئے مصر کی آپ بازار ناحق

مقدر مین جو کچھ لکھا ہے وہ ہوگا ۔ اوٹھاتے ہین غم میرا غمخوار ناحق

شفیق ان حسینونکی باتین تو دیکھو
اوٹھاتے ہین محفل سے تلو بار ناحق

جو غمزدہ ہین سنین وہ مرا بیان فراق ۔ مہینون اونکو سناؤنگا داستان فراق
کہا یہ قیس نے مجھسے کہ یہ ہے شان فراق ۔ جو مجھسے پوچھو تو بیشک جنون ہے جان فراق
ستم رسیدہ کی ہوتی ہے مشق راتون کو ۔ انہی ہمیشہ ہین دینا ہے امتحان فراق
جو اہل دل ہین مری پاس آکر بیٹھے ہین ۔ مین کہہ رہا ہون وہ سنتے ہین داستان فراق
سوائے ضبط کے کچھ اور اسمین کام نہین ۔ وہ سب سنین جنھین دینا ہے امتحان فراق
حسین آتے ہین راتونکو سننے کو اکثر ۔ مین ایسے لطف سے کہتا ہون داستان فراق
اثر ہے ایسا کہ سن سنکے غیر روتے ہین ۔ خدا کرے نہ سنے وہ مری فغان فراق
جو مختصر بھی کہون دلسے کم نہین ہوتی ۔ جو رات بڑھتی ہے بڑھتی ہے داستان فراق
برا ہی کہتے ہین فرقت کو حضرت ناصح ۔ ہمین تو آپ ملے خوب قدردان فراق
کہا یہ قیس نے مجھسے مری مدد کیجئے ۔ مجھے بتائیے کچھ حال امتحان فراق
یہ ہنس کے کہتے ہین بیشبہ تیرے رونے سے ۔ ہمیشہ رہتے ہین شاداب بوستان فراق
یہ انتخاب ہے عشاق کا حسینون کا ۔ مرے مکانکا رکھا نام آشیان فراق
جو ہمپہ گذری ہے وہ سب اونھین بتائینگے ۔ ہمارے پاس اگر آئین ہمزبان فراق
عنایت اونکی ہے جو حال سننے آتے ہین ۔ مجھے کچھ اچھا سمجھتے ہین دوستان فراق

شفیق آکے حسین میری گفتگو سنتے
دکھا ہی دیتا اونھین شمع زبان فراق

دشت مین قید خانہ مین رہتے تھے جان نثار عشق ۔ اپنے سرونکو پھوڑ کے دیکھ گئے بہار عشق
ساغر و مے سے کام کیا رکھتے تھے بادہ خوار عشق ۔ آنکھین نشیلی دیکھکر اونکو رہا خمار عشق

راہ خدا مین مر گئے مر کے کہان پہونچ گئے — جا مین جنھون نے اپنی دین اپنے کھلاؤ قار عشق

کیسے رذیل و خوار ہین کیسے خفیف و زار ہین — آنکھون مین سبکی خوار ہین ایسا بڑھا ہی کار عشق

قیس نے مجھسے یہ کہا اے مجھے عمر بھر کا اب — مین بھی ہون جان نثار عشق تم بھی ہو جان نثار عشق

قیس نے سب سے یہ کہا میرا جہان مین نام ہے — کی ہین بہت ترقیان ایسا ہی کاروبار عشق

اسمین شفیق نے کیا جانکا ہی ضرر فقط — مرنے لگے تو خوف کیا پہلے تھا انتشار عشق

صبح پیری آگئی اب خواب سے چونکو شفیق — ختم ہے شام جوانی آنکھ تو کھولو شفیق

جھریان عارض پہ آئین خط نکل آیا سپید — اب کہان اس منہ کو لیجاؤ گے سوچو تو شفیق

زندگی بھر کوچہ گردی کی تمھین عادت رہی — قبر مین اب پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹو شفیق

زندگی مین ایکدم خاموش رہنا تھا محال — شہر خاموشان کو اب چپکے چلے جاؤ شفیق

بزم مین جب آئیے یارون کی تو یہ کہنے لگے — بعد مدت کے ملے آؤ یہان بیٹھو شفیق

تھک گئی ہم راہ الفت مین قدم اٹھتے نہین — ہمت دل کہہ رہی ہی پھر بھی جاؤ شفیق

چھیڑنے کو مجھسے خلوت مین وہ فرمانے لگے — رات آئی ہی بہت اب اپنے گھر جاؤ شفیق

غیرت فرقت مین کہتی ہین ہماری رائے ہی — ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤ شفیق

کچھ کہا مینے تو وہ غصہ مین فرمانے لگے — بس رہو خاموش اپنے ہوش مین آؤ شفیق

دوستون مین لطف ملتا ہی جوانیکا بہت — ذکر ہوتا ہی حسینون کا جہان جاؤ شفیق

گھر مین کیون بیکار بیٹھے ہو حسینون مین چلو — عاشقون مین تم بھی اپنا نام لکھواؤ شفیق

کہتے ہین احباب انکو دیکھکر ہوش آگیا — پوچھتے ہین وہ تم اپنا حال بتلاؤ شفیق

خواب مین یہ کہکے مجھکو اور دیوانہ کیا — بس لڑائی ہو چکی اب آؤ مل جاؤ شفیق

مرگئے جب تم تو انکا کون دیکھیگا جمال — وہ بھی اکدن آئینگے تم دلکو بہلاؤ شفیق

مجھسے کہتی ہی قناعت صابر و شاکر رہو — مشکلین آسان ہونگی تم نہ گھبراؤ شفیق

ردیف کاف عربی

یہ اثر ہے بس مری تقریر تک
اپنے کو ہے تری تصویر تک

اب مجھے امید مرنے کی ہوئی
ہاتھ تو پہونچا تری شمشیر تک

کوششین اسدرجہ سب اپنی مٹین
مجھپہ پہنچی ہے مری تقدیر تک

تجھپہ ہم مرتے ہین قاتل بیوفا
ہمسے کھنچتی ہے تری شمشیر تک

آج دیوانہ کو پورا جوش ہے
ہاتھ پہونچا پاؤنکی زنجیر تک

دلکی خواہش بھی کمان ابرو پہ ہے
کسطرح پہونچون تمھارے تیر تک

خواب تو دیکھا ہے اچھا دوستو
جی نہین سکتا ہون مین تعبیر تک

خوش مزاجیکا تری عالم ہے یہ
مسکراتی ہے تری تصویر تک

پڑھکے میرا خط کہا اوس شوخ نے
خیریت سے ہے دم تحریر تک

جانے والے جائین کہتا ہے یہ وہ
بیٹھین گے عاشق مری تقریر تک

اونکی ناراضی کا ہے اتنا اثر
بگڑی ہے مجھسے مری تقدیر تک

ضعف کے ہاتھونسے چلنا ہے محال
کون پہونچاے بت بے پیر تک

قدردان جسدن ملیگا اے شفیق
مال و زر کے ساتھ لے جاگیر تک

اپنا ثانی ہے تو ہی تیری خود آرائی ایک
دو جہانمین ہے ترا دعوی یکتائی ایک

ہر نفس ساتھ مرے تو ہی نظر آتا ہے
اے خدا تو ہے انیس شب تنہائی ایک

تو اگر چاہے تو پھر ہوش بجا ہون اوسکے
ٹھوکرین کھاتا ہے ایجان ترا سودائی ایک

سارے عالم کو خبر ہو گئی سبحان اللہ
طور پر گر پڑا غش کہاکے تماشائی ایک

بادشاہ ہو کہ گدا عدل اسے کہتے ہین
آنے جانے کی زمانے مین ہے زیبائی ایک

حشر مین ڈرتے ہین سب خوف سے تیری بندے
دو جہانمین ہے خدا تیری توانائی ایک

توبہ کی اپنے گناہون سے کیا خوب شفیق
عمر بھر مین یہ ہوئی آپ سے دانائی ایک

جان لیتا ہے حسینون کی ادا کا ناوک
آنکھ لڑتے ہی پڑا دل پہ قضا کا ناوک

دل مشتاق مرا کیون نہ جفا کار کہے
موت کا کام کرے تیری جفا کا ناوک

سحر کو گلشن مین اوٹھی تھی کہ گئی ہوش و حواس
دل پہ بلبل کے پڑا باد صبا کا ناوک

لاکھ تو فکر کرے اسکا نکلنا ہے محال
چارہ گر دل مین ہے پیوست ادا کا ناوک

اوسنے جب تاک لیا پھر وہ نشانہ نہ بچا
نہین پھرتا ہے کبھی آئے قضا کا ناوک

سرمگین چشم کے دنبالہ سے اللہ بچائے
دل جگر چھیدتا ہے ایسی ادا کا ناوک

جب پڑا تیر نظر بچ نہین سکتا عاشق
ان حسینونکا بھی ہوتا ہے بلا کا ناوک

امتحان گاہ مین اب دل نہین بچنے کا شفیق
تیر افگن نے لگایا ہے بلا کا ناوک

اے صبا کہنا جو جانا یار تک
آپ ہو آئین ذرا بیمار تک

وہ نہ آئے مجھ نحیف و زار تک
جاؤنگا خود گرتا پڑتا یار تک

اضطراب دل مجھے امید ہے
تو مجھے پہونچائیگا دلدار تک

ایسے قاتل نے کیا زخمی مجھے
جس سے اوٹھ سکتی نہین تلوار تک

مین اثر سے لون اگر نام بہار
سبز ہو جائین گے سوکھے خار تک

موت تیری مہربانی ہے یہی
تو نہ آنا انتظار یار تک

کسنے اپنے حسن کی چمکائی برق
خاک ہو کے رہ گئے کہسار تک

جب پہونچتا ہے قریب میکدہ
بوئے مے آتی ہے بادہ خوار تک

دوسرا تمسا حسین کوئی نہین
ہم گئے ہین مصر کی بازار تک

وہ لڑے مجھسے کہا احباب نے
زندگی کا لطف ہے تکرار تک

یہ اثر دکھلا مجھے ای جذب دل
خود وہ آئین طالب [illegible] تک

چارہ سازون نے مسیحا سے کہا
آپ جائین صاحب [illegible] تک

ہر قدم پر دیکھنے والے مرین
جا پہنچنگے اس ناز [illegible] تک

دیکھ لینا دانۂ انگور سے
کھنچکر خود مے آئیگی میخوار تک

اے تپ غم ایسی حدّت بڑھ گئی
گرم ہے سب [illegible] بیمار تک

شعر سننے کا انھین بھی شوق ہے
خود وہ آئین گے شفیق زار تک

یہ کیا پوچھا جبین گھسیگی ہم کہانتک
رہے گی زندگی در و نہان تک

تماشائی سدھارینگے گھر اپنے
یہ مجمع ہے تری آہ و فغان تک

تعلق ایسا ہے کچھ آتش غم
جگر کے ساتھ جلتی ہے زبان تک

مسیحا آتش غم کم نہ ہوگی
سے جلے جاتے ہین میرے استخوان تک

کچھ ایسے رہرو دنگی ٹھوکر دینے
لحد کا مٹ گیا نام و نشان تک

یہ نالے کہتے ہین ہمکو نہ روکو
ابھی جانا ہے ہمکو آسمان تک

غضب ہے غیر سے وحشی کسیکا
کہے دیتا ہے سب راز نہان تک

نکالا ہے قفس سے نوچکے پر
خدا پہونچائے ہمکو آشیان تک

حمیّت کہتی ہے ستعلمین ہین غیر
نہ نکلے اُف زبانسے امتحان تک

خدا کے روبرو اے اہل محشر
ذرا ٹھہرے رہو میرے بیان تک

غضب تو نے کیا اے موت آکر
مرا ناقص رہا سب امتحان تک

طبیبو دل جگر سب جل رہے ہین
نفس کے ساتھ پیدا ہے دھوان تک

سدھارین آپ جلتے اہل دل ہین
وہ سمجھین گی ہماری داستان تک

تمھارا ایک وحشی بعد مردن
اوڑائیگا کفن کی دھجیان تک

اندھیری رات مین دل کی تڑپ سے — چمک جاتی ہین اکثر بجلیان تک
مجھے چارہ گرو اتنا بتاؤ — جگر کا زخم پہونچا ہی کہان تک
نہ سیکش کو رہیگا ہوش باقی — رسائی ہوگی جب پیر مغان تک
جگر کو توڑ کر دل میں در آیا — کسیکا تیر پہونچا ہے کہان تک
لگا لا تیر دل سے سنبھلے نہ سے — ہوئین گلنار میری اونگلیان تک
تحمل نے ہمارے ہمکو روکا — شکایت آگئی تھی گو زبان تک
کہا بلبل نے گل سے یا کھلنا — یہ رونق ہے چمن کی باغبان تک
الہی سیکدہ کی خیر کرنا — گیا سو والی اب پیر مغان تک

شفیق ایسا بھی دیکھا کوئی لاغر
دکھائی دیتی ہین سب ہڈیان تک

ردیف کاف فارسی

ہے گلنار ایسا حسینونکا رنگ — کہ پھیکا ہے جس سے نگینونکا رنگ
وہ دریا مین اوتری تڑا عکس جب — گلابی ہوا آبگینونکا رنگ
جڑاؤ اڑے کھپ گئی آنکھ مین — سنہرا وہ دھانی نگینونکا رنگ
وہ بانے لگا منظر نہ بھولونگا مین — وہ ہلکا گلابی حسینونکا رنگ
شلوکے نے اونکے غضب کردیا — کھپا آنکھ مین آستینونکا رنگ
اوڑین ہوش عاشق کی ہر بات مین — جما ہے کچھ ایسا حسینونکا رنگ
اوٹھاتے ہین منعم سمجھتے نہین — کہ کم ہو رہا ہے غریبونکا رنگ
ہمین ہجر مین یاد آئے بہت — حسینونکی باتین حسینونکا رنگ
ارے دل تجھے عشق کیونکر ہوا — نہ دیکھا نہ بھالا حسینونکا رنگ
کوئی سمجھے کیا مختلف ہے مزاج — نرالا ہے ان مہ جبینونکا رنگ

کہا تمنے دیوان تو بہ سمجھے شفیق
بہت سخت ہین ان زمینونکا رنگ

چارہ جویونکے اوڑجاتا ہی جیسا رونکا رنگ
آج بیڈھب ہی مسیحا تیرے بیمارونکا رنگ

لغزش پا ہی سبھونکو کوئی اوٹھ سکتا نہین
آج ساقی نے جمایا خوب میخوارونکا رنگ

ہمسے وہ راضی ہین کوئی غیر آسکتا نہین
بعد مدت کے جما اوس بزم مین یارونکا رنگ

ہین حسینونکی اداؤنمین بہت رنگینیان
کیا سمٹ کر آگیا ان سب مین گلزارونکا رنگ

قتل گہ مین آئینگے جلاد جسدن دیکھنا
خون سے گلنار ہوجائیگا تلوارونکا رنگ

کرکے زینت آئے ہین وہ شب کو اپنے بام پر
ذرہ ونسے افشانکے پھیکا ہوگیا تارونکا رنگ

سرنگون ہین ہاتھ باندہے مانگتی ہے سب پناہ
حشر مین خالق کو بھایا ہی گنہگارونکا رنگ

قیدیون نے سر بہت ٹکرائے اپنی جان دی
خون سے گلنار ہی زندان کی دیوارونکا رنگ

باغ مین تیاریان ہوتی ہین آئین کی حسین
کیا بہار آنیکو ہی دھانی ہی خوارونکا رنگ

کوڑیونکے مول ہین سارے حسینان جہان
بک گئے یوسف تو کیا ڈھیلا ہی بازارونکا رنگ

دل مرا کیا چیز ہی جسکو کوئی لیتا نہین
جب نظر ڈالی اوڑا کیسا خریدارونکا رنگ

حکم تیرا ہو تو اپنا خون بہائین بیدریغ
غیر کا کیا منہ جو دیکھے گا وفادارونکا رنگ

بعد مرنیکے اثر اتنا ہوا اوپر شفیق
دیکھنے آئے ہین وہ میری عزادارونکا رنگ

ردیف لام

سمجھتی ہی اوسی مدت سے اپنی جان بلبل
لگائے رہتی ہے سینے سے آشیان بلبل

سمجھ لے بڑہ گئی اب گرمی فغان بلبل
ترے قفس سے نکلنے لگا دھوان بلبل

غضب کی کہتی ہے دلچسپ داستان بلبل
پھنسائیگی تجھے اکدن تری زبان بلبل

کسیطرح نہین بچنے کا آشیان بلبل
بہت دلونسے تڑپتی ہین بجلیان بلبل

کیا ہے آتش سوزاں کا ضبط اسقدر جو
کہ اب زباں سے نکلنے لگا دھوان بلبل

قفس سے چھوٹے تو در پر قفس کے بیٹھے ہین
غضب کی جا ہے کہ ہے ایسی ناتوان بلبل

وہ اسکو چلتی ہے صیاد کے اشارے پر
کہ رفتہ رفتہ ہوئی ہے مزاجدان بلبل

لگی ہے آگ نشیمن مین اف نہین کرتی
عجب صبر سے دیتی ہے امتحان بلبل

سنا ہے جبسے کہ صیاد ہے تعاقب مین
چمن مین کوئی بھی آیا تو پھر کہان بلبل

چھری ہے ہاتھ مین صیاد ہنس کے کہتا ہے
جو اف بھی نکلے تو کاٹی تری زبان بلبل

تمام اہل چمن دل لگا کے سنتے ہین
سحر کے وقت جو کہتی ہے داستان بلبل

ترے تڑپنے سے جسدن قیامت آئیگی
نہ پھر زمین ہے نہ اوس روز آسمان بلبل

قفس مین مرگیا کوئی اسیر تو شاید
عجب درد سے ہوتی ہے نوحہ خوان بلبل

بہار آئی ہے گلشن مین آتش گل سے
یقین ہے کہ جلے تیرا آشیان بلبل

اسیر اپنا اوسے درد دل سناتے ہین
تمام اہل قفس کی ہے رازدان بلبل

یہ وحشیون نے کہا خوب نغمہ سنجی کی
ہرا ہرا ہے اب تیرا بوستان بلبل

شفیق کہتا ہے صیاد اوسکو کھینچنے دو
قفس مین آنکے پہنے گی بیڑیان بلبل

مسافر نے گو کاٹی منزل کی مشکل
نہ آسان ہوگی مری دل کی مشکل

مکان سے لحد تک لحد سے عدم تک
یہ مرنے پہ منزل بہ منزل کی مشکل

تڑپتے تڑپتے لحد تک گیا وہ
کٹی اسطرح تیرے بسمل کی مشکل

مرے قتل کی منتین لاکھ مانین
جب آسان ہوئی میرے قاتل کی مشکل

تڑپتا ہو زخمون سے خون جاری
بڑھی روز و شب تیری گھائل کی مشکل

رکھے ہاتھ کانون پہ اف کی صدا سے
سنے کیا کوئی ہمسے بسمل کی مشکل

عیادت کو آئے ہو دم بھر تو ٹھہرو
سنو تو سناتے ہین ہم دل کی مشکل

ترا نام لے لیکے پہونچا جہان مین
عمل سے کٹی تیرے عاشق کی مشکل

تصور مین تیری مین پہونچا جہان مین
ہوئی مر کے آسان سب دل کی مشکل

جو مانگا کیا تجھسے اک عمر یارب
نہ آسان ہوا ایسے سائل کی مشکل

شفیق ایسے وادی مین دل جاتا ہے
ہوئی کیونکر آسان جاہل کی مشکل

مرا دل ہے تیرا خریدار کا کل
تجھی سے ہوا گرم بازار کا کل

خطا یہ ہوئی ہاتھ مینے لگایا
بگڑنے لگی مجھسے بیکار کا کل

مجھے بھی محبت ہے یہ دھیان رکھنا
مرے دل سے رہنا خبردار کا کل

وہ خود اپنی رفتار مستانہ بھولے
جو دیکھے تجھے کوئی میخوار کا کل

اکیلا ہے وہ اوسپہ انکار لاکھون
مرے دل سے رہنا خبردار کا کل

رہا جا کے صحرا مین یا قید مین وہ
جسے ہو گیا تیرا آزار کا کل

کوئی کچھ کہے عمر بھر چپ ہی رہنا
نہ انکار کا کل نہ اقرار کا کل

شفیق انمین دلکو گرفتار کرنا
جو دنیا مین ہو بگی سردار کا کل

بندھی ایسی چوٹیمین خمدار کا کل
عجب حسن سے ہے گرفتار کا کل

نظر کا اوسے خوف ہے وقت زینت
نہین ہٹتی رخ سے وفادار کا کل

اوٹھے اپنے بستر سے انگڑائی لیکر
جو دیکھے تجھے تیرا بیمار کا کل

اشارے سے مین اوسکا بوسہ تو لیلون
ذرا کھولدے تھوڑا رخسار کا کل

کہا عاشق رخ نے منہ پر جو بکھری
ہمارے لئے ہے دل آزار کا کل

یہ ظاہر ہوا چاند بدلی مین آیا
جو پھیلی ہے رخ پر دھوان دھار کا کل

مجھے قتل کیوقت جلوہ تو دکھلا
اوٹھا اپنے رخ سے ستمگار کا کل

شفیقؔ اسقدر دلکی اولجھن ہے بیجا
کہ وہ خود ہے اسکی طرفدار کاکل

آج چمکا مری قسمت کا ستارا قاتل
سب ہی چلے مجھے مقتلین پکارا قاتل

اسلحہ باندھنا بیکار ہے بالکل ظالم
کم ہے تلوار سے کیا تیرا اشارا قاتل

اور جان باز کوئی اوسپہ نہین مر سکتا
ساری عالم مین ہے مشہور ہمارا قاتل

اسی امید پہ جیتی ہین کریگا تو قتل
سنکے کر ہمسے کہین ایک اشارا قاتل

آنکھ لڑتے ہی مرے دلکو کیا تمھاری
اوسی انداز سے پھر ایک اشارا قاتل

غیر کے سمت مخاطب ہوا تو مقتل مین
مینے جی بھر کے کیا خوب نظارا قاتل

اپنے مرنے سے بھی زائد ہے مجھے اسکی خوشی
آکے تربت مین مجھے تونے اوتارا قاتل

مہندی ہاتھون مین مری خون سے گلنار ہوئی
جان دیدی کے تجھے مینے سنوارا قاتل

کیسی دلکش یہ صدا آئی ہے مقتل سے شفیقؔ
کسکے دھوکے مین مجھے آج پکارا قاتل

مرگیا مین ترا اللہ نگہبان قاتل
مجھکو روئینگے مرے حسرت و ارمان قاتل

بیٹھا ہے تیغ بکف کیا سر عریان قاتل
سر مرا کاٹ کے کیسا ہے پریشان قاتل

قتل کرنا ہے تو گھبرا کے نہ چل مقتلین
پاؤنمین تیری اولجھ جائے نہ دامان قاتل

دلکے ٹکڑے ہوئے اتنی بھی نہ کر بیدردی
تیر کے ساتھ نکلتی ہے مری جان قاتل

اوسنے جب ہاتھ اوٹھایا مرا سر کاٹنے کو
آئی یہ غیر کی آواز کہ ہان ہان قاتل

اے مرے تیر فگن تیری صفائی کے نثار
تیرے ناوک نے تو چھیدی ہے رگ جان قاتل

سر مرا کاٹ لیا مین بھی سبکدوش ہوا
میری گردن پہ ہوا یہ ترا احسان قاتل

قتل کے شوق کو ابتک تو چھپایا ہے مینے
اب جو دم اولجھا تو پھاڑینگے گریبان قاتل

بیٹھنے کا نہ دیا اذن یونہین قتل کیا
آگئی یاد مجھے مرگ سلیمان قاتل

ڈھونڈتا پھرتا ہے مقتلمین کہان پائیگا
جانتا ہی نہین سیدھی ہی کہ اولٹی ہی چھری
رکھ کے مقتلمین کہین بھول گیا یا نہین
اور دنیا کے حسین جان مری لیتے تھے
تیرے وحشی نے قدم دشتمین رکھا جبسے
تنگئی وسعت جنون سیہ مرے لپٹا ہی گلے

میرے دلمین ہی تری تیر کا پیکان قاتل
کیون مرے قتلمین ہوتا ہی پریشان قاتل
ڈھونڈھتا پھرتا ہی خنجر مرا نادان قاتل
تیرے ہی ہاتھ رہا قتل کا میدان قاتل
ذرہ ذرہ ہوا ایک ایک بیابان قاتل
اب تو خود بن گیا ہی میرا گریبان قاتل

سر مرا کاٹ کے خالق کا کیا سجدہ شفیق
میری تقدیر سے میرا ہے مسلمان قاتل

ردیف میم

ہو گئے مخمور ایسے ایک پیمانے سے ہم
سر پہ تیرے ہاتھ رکھا تھا صداقت کے لیئے
اے دل نادان تو نے عشقمین مارا ہمین
اے خیال یار بیہوشی مین یہ احسان ہی
شوق اسکا نام ہی آنکھوںمین آتا ہی سرور
نوک مژگان دلمین چلنی زخم ڈالی ہین وہ کم
ہی تبسم لب پہ اپنی اوسکے کوچہ مین تو ہین
دیکھا جب برسات مین مجھکو تو آنکھین بند کین
چاہتے ہین موت بھی آئے تو اوسکے در پہ آئے
المدد اے ضبط اب سوز نہان کھلنے کو ہی
شیخ سے کہتا ہے ساقی تمکو پینا ہو اگر
دو جہان مین تھا تنزل ہم یہی مین بیٹھے رہے

تجھو متے نکلین گے ساقی تیرے میخانے سے ہم
تو بگڑتا ہے تو باز آئے قسم کھانے سے ہم
خوب رسوا ہو گئے اس تیری بہکانے سے ہم
ہوشمین آتے ہین اپنے سر پہ تیر آنے سے ہم
جب لڑاتے ہین نظر ساقی کی پیمانے سے ہم
خوب ہی مشتاق ہو نگے برچھیان کھانے سے ہم
کسقدر خوش ہو رہی ہین موت کے آنے سے ہم
کہتے ہین وہ ڈرتے ہین بجلی کی چمک جانے سے ہم
پھر ہین وہ ڈرتے ہین اپنی گھر پہ مرجانے سے ہم
ہو گئے بیتاب دلمین آگ لگ جانے سے ہم
تھوڑی سی دیدینگے تمکو اپنی پیمانے سے ہم
حشر بھی آیا نہ اوٹھے تیرے میخانے سے ہم

سنکے وہ کہتے ہیں کیا عشاق کو غش آگئے
اس ادا سے آج نکلے آئنہ خانے سے ہم

رہ رہ کے ٹھوکریں کھاتے ہوئے مدت ہوئی
مر گئے اب او ستمگر ظالم تیرے کاشانے سے ہم

بعد مدت کے در زندان پہ آئے ہیں شفیق
ہوگئے مجبور زائد دل کی گھبرانے سے ہم

پھر جنون کے جوش میں جا نکلو کہسار تم
کیوں زمانے بھر میں ہوتے ہو ذلیل و خوار تم

حضرت یوسف کی حالت دوسری ہوجائیگی
دیکھ لینا جا کے اکدن مصر کی بازار تم

کہتے ہیں احباب میری سنکے وہ تو خوب ہیں
وہ مسیحائے زمان ہیں صاحب آزار تم

وصل میں سمجھونگا بس آرام سے تم سو رہو
پیار سے رکھدو مرے رخسار پر رخسار تم

یہ نزاکت کا بہانہ ہے ہمارے قتل میں
خود گرا دیتے ہو اپنے ہاتھ سے تلوار تم

یان بہت پازیب کی جھنکار سے مردے اوٹھے
اب قیامت میں دکھانا شوخی رفتار تم

آج میخانہ میں تھوڑی دیر کو ہے تخلیہ
کار ساقی ہم کریں بن جاؤ بادہ خوار تم

اب مرے سر پہ کوئی کیا تازہ آفت آئیگی
زخمہائے تن مرے ہوتے ہو کیوں خونبار تم

پھول سب کھلنے لگے بلبل بھی ہے نغمہ سرا
مجھسے گر پوچھو تو بس ہو زینت گلزار تم

آج جان بازونکا مجمع قتل گہہ میں ہے بہت
ہاتھ میں تلوار لو بیٹھے ہو کیوں بیکار تم

تیر سے چھید وانھیں برچھی سے یا گھائل کرو
ہو مرے قلب و جگر کے مالک و مختار تم

مجھکو بھی بھڑکا کے اوسکی بزم میں تم لیگئے
جانتا ہوں حضرت دل ہو بڑے مکار تم

میں جو بہوٹ سے سنا ساقی نے مجھسے یہ کہا
ایک ہی ساغر میں ایسے ہوگئے سرشار تم

دو ہی باتوں میں گذر جائیگی میری زندگی
میں کروں اصرار جتنا اوتنا ہی انکار تم

ہے یقین عشاق بھی کافر نظر آنے لگیں
چار دن گر اور بھی پہنے رہو زنار تم

تم جو خوش ہو لطف سے کٹتی ہے میری زندگی
موت میری آگئی حسبدن ہوئے بیزار تم

مشکلیں جتنی ہیں وہ آسان کر دیگا شفیق
سر اوٹھاؤ فکر سے بیٹھے ہو کیوں ناچار تم

خوب مین جانتا ہون ہے مرا بسمل ہمدم
پھر بھی سینے سے لگائے ہون کہ ہے دل ہمدم

سنئے سب حال کہا اوسکو گلے لپٹایا
قتل کیوقت ہوا خنجر قاتل ہمدم

قید گیسو سے چھٹا آیا ہے گھبرایا ہوا
مدتون بعد ملا مجھسے یہ مشکل ہمدم

حال دل اوس سے کہے سب مرے قاتل نے ہا
تیر و پیکان کو سمجھے لے مرے گھائل ہمدم

رہ الفت مین مرے دل تجھے گردش ہی ہی
پھر بھی تجھسے نہ کٹے عشق کی منزل ہمدم

دلکو تو مانگتا ہے جان بھی میری لے لے
بیٹھ پہلو مین مرے آ مرے سائل ہمدم

کوئی تکلیف ہوئی مجھسے یہ لیٹے ہی رہے
قید مین خوب رہے طوق و سلاسل ہمدم

مجھکو سمجھاتا ہے بیکار سمجھ اے ناصح
مجھسے چھوٹیگا بھلا کوچۂ قاتل ہمدم

قید زلفون مین ہوا دل مجھے تو یاد رہا
مین کسیوقت بھی تجھسے ہوا غافل ہمدم

غور جب دلمین کیا آیا خیال جانان
شکر صد شکر رہا میرے مقابل ہمدم

قیس لیلے سے یہ کہتا تھا مری جان ہے تو
تجھکو مین دیکھون اوٹھا پردۂ محمل ہمدم

نقشہ محبوب کا دلسے مرے لپٹا ہی رہا
مجھکو قسمت سے ملا حور شمائل ہمدم

زلف کو چھوڑ نہین دل جو ترا جی چاہے
تجھسے کچھ کہنا ہے اکروز مجھے مل ہمدم

بزم مین اوسکی سبھی غیر تھے اب روتے ہین
میرا دم نکلا ہوئی ساری ہی محفل ہمدم

کوچۂ زلف کی افتادین سمجھتا ہے دل
ہے مجھے اسکی خوشی ہے مرا قاتل ہمدم

بحر الفت مین مجھے قبر کی جا اوسنے دی
حشر تک میرا رہا دامن ساحل ہمدم

عشق مین اس لئے بیٹھا ہوا روتا ہون مین
بعد مدت کے چھٹا مجھسے مرا دل ہمدم

دل بھی کیا مجھکو ملا ہے مری قسمت سے شفیق
جب حسین دیکھ لیا ہو گیا بسمل ہمدم

ردیف نون

صورتین اچھی حباب آسا نمایان ہو گئین
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے پنہان ہو گئین

عاقلوں کی کوششیں اوس حد پہ حیران ہو گئیں — کونسی جا ہے جہاں پر روحیں پنہان ہو گئیں

بادیہ پیما وہ ہوں جب تھک کر میں گرنے لگا — حسرتیں بڑھ کر مری حد بیابان ہو گئیں

جب بہار آئی گلو پر عشق اسکا نام ہے — حسرتیں بلبل کی قربان گلستان ہو گئیں

میرے مرنیکی خبر میں یہ اثر پیدا ہوا — صحبتیں کی صحبتیں اکدم میں ویران ہو گئیں

عاشق و معشوق کا ہوتا ہے آخر ایک حال — میرا دل اور یار کی زلفیں پریشان ہو گئیں

اوسکی تصویر بنالے کے کرشمے دیکھکر — دل بھی حیران حسرتیں بھی لکی حیران ہو گئیں

آئنہ دیکھا ہے میںنے جب مجھے ظاہر ہوا — حالتیں وحشت میں کیا تیری گریبان ہو گئیں

رنگ میں جو نقشا رہا پھر وہ نکلنے کا نہیں — پتلیان آنکھوں میں میری شکل زندان ہو گئیں

دیکھنے والے بھی ظالم روئے سب دیکھکر — جب تری آنکھیں مری میت پہ گریان ہو گئیں

ہر بن مو سے مرے اُف اُف کی آتی ہے صدا — حسرتیں پوری تری آہ سوزان ہو گئیں

ایک میرے دم سے آبادی ہے ساری شہر کی — جان نکلی جسم سے ویران گلیان ہو گئیں

اے حسینان جہاں تم سے شکایت کچھ نہیں — سب ادائیں دلکی بربادی کا سامان ہو گئیں

آپکے کوچہ سے میت میری پھنکوائی گئی — بڑھکے بے سالیان آخر کو سامان ہو گئیں

وہ سنوار آکرتے تھے جنکو مجھے تھا جنکا عشق — میرے لاشے پر وہی زلفیں پریشان ہو گئیں

عشق کے دیوانوں کا ہر روز بدلتا ہے مزاج — کین جو باتیں آج وہ کل خواب نسیان ہو گئیں

دیکھے اس دیوانگی میں ہمنے کیا کیا انقلاب — بستیاں لاکھوں ہی عالم میں بیابان ہو گئیں

یہ تڑپنے سے ہوا حاصل اونھیں غیظ آگیا — کچھ زیادہ سختیاں اے اہل زندان ہو گئیں

ناتوانی بھی مری کسدرجہ مستحکم ہوئی — حسرتیں سب جسم میں تار رگ جان ہو گئیں

ترچھی نظر ونکے اشارے دل ہی کہنے لگے — برچھیاں ہونکو تھیں یہ جھٹکی مژگان ہو گئیں

دیکھ ظالم ایسی ہوتی ہے محبت کی نظر — اک اشارے میں تری آنکھیں پشیمان ہو گئیں

مار ڈالا ہے ہمیں اوستاد کی اخلاق نے — حسرتیں نکلی شفیق اب چاک دامان ہو گئیں

صرف آنسو ہی چکے خونبار آنکھیں ہوگئیں
وہی دن کے رونے سے بیکار آنکھیں ہوگئیں

قتل پر میرے تری تیار آنکھیں ہوگئیں
تیر نظرین بن گئیں سوفار آنکھیں ہوگئیں

ہجر مین بیفائدہ رونے سے یہ حاصل ہوا
سبکی نظرومین ذلیل و خوار آنکھیں ہوگئیں

دشمنونسے بھی شکایت کا نہین موقع ملا
کچھ مروت آگئی جب چار آنکھیں ہوگئیں

ایک دیکھا تھا حسین پھر دوسرا دیکھا نہین
تجربہ کچھ ہوگیا ہشیار آنکھیں ہوگئیں

مثل موسیٰ عشق ہمین آجائی یا پھر جان جائے
اب ہماری طالب دیدار آنکھیں ہوگئیں

اونکو صدمہ تھا یہ اونکی حال پر روتی رہین
دل جگر کے ساتھ مین بیمار آنکھیں ہوگئیں

اسقدر مشق تصور کی ہے اونکی دید مین
ابتو مثل روزن دیوار آنکھیں ہوگئیں

ہجر مین اک روز مجھسے ملکے وہ کہنے لگے
اسقدر جاگے ہو تم گلنار آنکھیں ہوگئیں

دیکھکر اوسکو فقط دلسے کہا اور چپ ہین
راز الفت کی امانت دار آنکھیں ہوگئیں

ہجر مین یہ کون آکر کہہ گیا ہے خواب مین
رونے والے کیا تجھے دشوار آنکھیں ہوگئیں

یہ قفس مین حال دیکھا ہمنے وقت واپسین
بلبلونکی جانب گلزار آنکھیں ہوگئیں

آئینہ پیری مین جب دیکھا نظر نیچی رہی
اب ہماری شکل سے بیزار آنکھیں ہوگئیں

حال پر میرے یہ روتی ہی رہی ہین عمر بھر
اوسکی فرقت مین مری غمخوار آنکھیں ہوگئیں

بعد مدت کے ادھر آنا ہوا ہے اے شفیق
میکدہ کو دیکھکر سرشار آنکھیں ہوگئیں

خون بھی نام کو جلاد مرے دلمین نہین
اب تڑپنے کی بھی طاقت تری بسمل نہین

آئینہ دیکھ کے خاموش ہوا کیون ایسا
جو صفت تجھ مین ہے وہ تیرے مقابل مین نہین

میری نظرون مین ہین دنیا کی حسینان جہان
کونسی ہے وہ ادا جو مرے قاتل مین نہین

آکے مقتل مین یہ ظالم نے کہا غصہ سے
جو کرے آہ و فغان وہ ترے گھایل مین نہین

کہکے یہ موت سے کل مر گیا مرنے والا
اب کسی بات کا ارمان مرے دلمین نہین

راہ الفت مین مصیبت جو ہوئی دیوانے
پہلی منزلمین جو ہے دوسری منزلمین نہین

آخری وقت ہے منہ قبلہ کی جانب کر لے
ہوش اتنا بھی مسیحا ترے غافل مین نہین

ناصحا مجھکو زمانہ کی نہ حالت دکھلا
کونسی بات ہے جو ہجر کی مشکل مین نہین

آج رخسار کا تل کیون ہے مٹایا جاتا
آپ ہی لکھئے کہ وہ صفا مہ کامل مین نہین

حکم ہو گر تو چھری اپنے گلے پر پھیرین
ہمسا جانباز کوئی آپکی محفل مین نہین

در زندان کو نہ توڑا نہ گیا زندان کو
گو کہ دیوانہ ترا قید سلاسل مین نہین

جو کہ منصف ہین وہ کہتے ہین کہ یکتا ہے شفیق
جو صفت اسمین ہے وہ دوسرے جاہل مین نہین

ضبط مری مدد کر بیٹھا ہون بزم یار مین
کہتا ہے مجھسے درد دل اوٹھونگا مین ہزار مین

زندگی ایسی چیز تھی پھرتے تھے ہر دیار مین
مرنیکے بعد قید مین رہنا پڑا مزار مین

آتش غمکا کچھ اثر دلمین ہمارے رہ گیا
مرنیکے بعد یہ ہوا آگ لگی مزار مین

میرا ٹھکانا ہے کہان مین بھی ہون ایسا دل جلا
مینے جب آہ گرم کی آگ لگی دیار مین

اپنے ہی گھر مین مین رہا جانب در نظر رہی
عمر یونہین گذر گئی تیرے ہی انتظار مین

اقربا آکے دشت مین اتنا نشان پائینگے
تار مرے لباس کے لپٹے ہین نوک خار مین

جسکو ملایا خاکمین دل فقط اوسکا نام تھا
وہ ہی لہو کی بوند تھی نبض مری جسم زار مین

مجھکو نہ تم برا کہو یارو خدا خدا کرو
مین تو اوسیکا نام لون دل بھی ہو اختیار مین

سبکو کریگا قتل وہ غیر بلائے جاتے ہین
وہ بھی ہین انتظار مین مین بھی ہون انتظار مین

چھینٹ کسی پہ گر پڑی کہکے اک اف وہ ہٹ گیا
آتش غم شریک ہے میری لہو کی دہار مین

میرا یہ دل ہے ناصحا اسکا تڑپنا کام ہے
اپنی زبان کو دیکھ تو وہ بھی ہے اختیار مین

قیس کو اوسنے خط دیا اتنا پتہ بتا دیا
اوسکا شفیق نام ہے رہتا ہے کوہسار مین

قیامت ہے کہ وہ ناقص ہمارا دل سمجھتے ہین
اوسے گھایل نہین کرتے جسے بسمل سمجھتے ہین

یہ مجھسے کہکے میری پاؤن پڑ کوئی قاتل کو
ہم ایسی راہ کو اب آخری منزل سمجھتے ہین

غرض یہ تھی کہ وہ نازک ہین اونکو کچھ نہ زحمت ہو
تری سب تیر بان ہم خنجر قاتل سمجھتے ہین

وہ مجھسے لیکے خود اپنے کلیجے سے لگاتے ہین
خوشی یہ ہے کہ وہ میرے دلکو اپنا دل سمجھتے ہین

عجب دیوانے اونکے ہین چلے جاتے ہین صحرا کو
نہ یہ راحت سمجھتے ہین نہ یہ مشکل سمجھتے ہین

نہ اپنی شکل دکھلائی کسیکو ہم ہوئے رسوا
حجاب دل بہت ہم آپکو عاقل سمجھتے ہین

کہا یہ قیس نے مشق تصور بڑھ گئی ایسی
ہم اپنے غور کو خود صاحب محمل سمجھتے ہین

یہ کہکے بزم مین میری طرف سے پھیر لین آنکھین
نہین ہم دیکھتے اوسکو جسے بیدل سمجھتے ہین

جو وہ مجھسے کہین پھر حد سے تو اپنی گذر جائے
بتائین کیا تجھے جو کچھ ترے مائل سمجھتے ہین

اری ساقی نہ ساغر کو نہ مے کو پھینکنا سر گر
ترے میخوار اسکو اپنی آب و گل سمجھتے ہین

کہین بھی وہ رہین لیکن مرینگے تیری ہی در پر
تڑپنے کا ٹھکانا سب تری بسمل سمجھتے ہین

بتائین کیا تجھین ناصح ہم اوسکا نام کیونکر لین
جو مالک جانکا ہے ہم اوسیکا دل سمجھتے ہین

ابھی گوشہ نشینی ہے چلے جائینگے صحرا کو
ہم اپنے پاؤن کو سر دم سر منزل سمجھتے ہین

وہ کہتے ہین کہ دیوانہ کی باتین ہین بہت اچھی
ہمین الفت ہے اوسکو رونق محفل سمجھتے ہین

تھکے وہ راہ الفت مین کہ اپنا دھڑ نہین سکتے
ہمارے پاؤن بھی کیا دور کی منزل سمجھتے ہین

ابھی جلاد کم سن ہے بنایا گر کوئی تو وہ
لگائے جاتے ہین ناوک اوسکو دل سمجھتے ہین

سیاہی دیکھنے مین ہے دگرنہ ایسا روشن ہے
ترے رخسار کے تل کو مہ کامل سمجھتے ہین

برا ہو یا بھلا ہو دلمین جو ہے دیکھ لینا تو
ہم اپنے دلکو تیری نذر کے قابل سمجھتے ہین

طلب کرتے ہی اوسکو دل دیا اور جان بھی دیدی
اوسے مشکل بہت ہے جو اسی مشکل سمجھتے ہین

شفیق ایسا جہاں گلی گردشونے تفرقہ ڈالا
جہان دو دوست مل بیٹھے اوسی محفل سمجھتے ہین

ہوکے بے بس ناتوانی سے رہا گلزار مین
ہوئے تن ایک ایک الجھا ہی مرا ہر خار مین

حشر آیا زلزلے پیدا ہوئے کہسار مین
طول اتنا چاہئے ہے انتظار یار مین

جب شباب آیا تو دنیا کے کرشمے آگئے
شوخیان پیدا ہوئین کیا کیا مزاج یار مین

دوستو تمکو تھا وصیت کا مری اتنا خیال
پھینکدی میت اوٹھا کر کوچۂ دلدار مین

جی مین آتا ہی کہ اپنے تجھے لگا دون مین گلے
ایسی دلکش آب ہی قاتل تری تلوار مین

شوق ہی اوسکو دل عاشق پہ قبضہ مین کرون
زلف کی صورت سے بل پڑنے لگے تلوار مین

خوش نصیبی اوس مین کی حشر تک یارب رہی
یہ ہوئی ہی صرف میرے یار کی رفتار مین

میکدے سے شیخ نکلے یہ کہونگا مین ضرور
آج مینے فرق دیکھا خوبی رفتار مین

عشق سے اور حسن سے رونق زمانہ بھر کی تھی
بک گئے یوسف تو خاک اوڑنے لگی بازار مین

تیر تو جلاد نے کھینچا مگر غش آگیا
خون جب تازہ نظر آیا لب سوفار مین

دو گھڑی کے واسطے تم آنکر بیٹھو اگر
مدتون خوشبو رہی گی بستر بیمار مین

اسکو کہتے ہین اثر مینے لیا نام بہار
جب سے کچھ سبزی نظر آتی ہی سوکھے خار مین

دل یہ کہتا ہی رہائی حشر تک ممکن نہین
ایسے کچھ پھندے پڑے ہین گیسوئے خمدار مین

قتل کرتا تھا مجھے جلاد مفتون ہوگیا
اپنی ہی صورت نظر آئی اوسی تلوار مین

سامنے غیرونکے لڑتا ہی ذرا اتنا سمجھ
راز کھلتا ہی اری ناداں یونہین تکرار مین

یاد رکھنا غیر کے کہنے مین تم آئے اگر
ایکدن یہ بیچ لین گی مصر کی بازار مین

قصۂ الفت کا دوہرانا نہین اچھا شفیق
درد دل اوٹھا تو پھر رونا پڑیگا چار مین

دشمن بھی غمگسار بنے ہین زمانے مین
بجلی تڑپ رہی ہی مرے آشیانے مین

بلبل نہ ایک طور سے گذری زمانے مین
تو آج ہی قفس مین تو کل آشیانے مین

بلبل یہ کہہ رہی ہی بھرون کیون زمانے مین
مجھسے چہل پہل ہی مرے آشیانے مین

شہرت ہے لطف خندۂ گل کی زمانے مین / بلبل نے دی ہے برق گرا آشیانے مین

ایسا خزان کا دور ہوا ہے زمانے مین / بلبل کا ایک پر بھی نہین آشیانے مین

نادار میری طرح ہے بلبل زمانے مین / خز خار و خس کچھ اور نہین آشیانے مین

دل کہہ رہا ہے خوشۂ انگور دیکھکر / مے مثل خم بھری ہے ہر اک دانے دانے مین

جوڑا ہے تیر اگر تو کمان ایکدم نہ کھینچ / دل تھام لون کہ فرق نہ آئے نشانے مین

اک لفظ کن سے دونو جہان خلق کردیے / کیا دخل ہو کسیکا ترے کارخانے مین

سننے کو لوگ آنے لگے ہر مذاق کے / دنیا کی ساری باتین ہین میرے فسانے مین

سجدہ کیا ہے گبر و مسلمان نے بارہا / کیا طلسم ہے یہ ترے آستانے مین

دم توڑتے ہین کیون نہ رشک سے دیوانے آپکے / جب تار زلف ٹوٹ کر رہ جائے شانے مین

ہے تازہ بات بعد مرے خوش ہے ساری خلق / مرنے کی آج عید ہوئی ہے زمانے مین

سب رشک مہر حسن چھپایا کرین مگر / پھیلی ہوئی ہے روشنی انکی زمانے مین

اے دوستو وہانسے سنانا او نغلین ضرور / جسجا وفا کا ذکر ہے میرے فسانے مین

عیار تیری بات کو ہم کیا سمجھ سکین / پوشیدہ سو فریب ہین اک اک بہانے مین

اپنے سرون کو پھوڑ کے دیوانے مر گئے / دھبے لہو کے باقی رہے قید خانے مین

یہ قیس مجھسے خواب مین کہتا ہے آنکر / پابند ہوکے بیٹھ رہا قید خانے مین

کوئی رئیس بھی نہ رہا قدردان شفیق
خالق نے ہمکو خلق کیا کس زمانے مین

کبھی جاتی ہے جان عاشق دلگیر چٹکی مین / یہ ہے اعجاز یا ظالم لیے رکھتا ہے تیر چٹکی مین

کلی گل کی جو کھلائی ہوئی ظالم نے مل ڈالی / ہمارے دل کی پوری بن گئی تصویر چٹکی مین

لکھا جو کچھ ہے تونے وہ پڑھا جاتا نہین مجھسے / قلم کیسا تھا اوسدم کاتب تقدیر چٹکی مین

چھڑانا زخم سوزان سے ہی بھایا دم مسیحا کو / چھپا کر لایا ہے چھنٹا سا آتشگیر چٹکی مین

دکھاؤن تجھکو گر تیرے ستارے جھلملا ئینگے
کہ ہین افشانکے ذرّے اوسکی چرخ پیر چٹکی مین

تڑپتا صید افگن نے اوسی چھوڑا ہی صحرا مین
اوٹھا کر لایا ہی ظالم سر تنچیر چٹکی مین

نہ کچھ منہ سے کہا اوٹھون او ٹھنے بھی نہین دیتا
مراد اس دبائی ہی وہ خوش تدبیر چٹکی مین

گذاری وصل کی شب پڑھکر اونھو واہ ری قسمت
جو تھا کاغذ کا پرزہ اک دم تحریر چٹکی مین

گرفتار سلاسل کو لئے جاتا ہے وہ ظالم
نزاکت کی سبب تھمتی نہین زنجیر چٹکی مین

نکالا ہی تری سینہ سے پیکان صاف بھی کر لے
ہمارے خون کی ہوجائیگی توقیر چٹکی مین

ہمارے ذبح ہونیکے نئے سامان ہوتی ہین
وہ اک ناخن دبائے ہی دم تکبیر چٹکی مین

شفیق اچھا مین سمجھا خط کسی گلرو کو لکھتے ہو
جو اک خامہ گلابی ہی دم تحریر چٹکی مین

مسیحا یہ سمجھکر چلے ہی ہشیار بیٹھے ہین
کہ کچھ شوٹ سی بھی بیمار ونین بیمار بیٹھے ہین

سنی ہی آمد ساقی تو کیا سرشار بیٹھے ہین
کلیجے بزم مین تھامی ہوئے میخوار بیٹھے ہین

حمیت کہتی ہی پاس اپنی تصویر خیالی رکھ
اوٹھ اس محفل سی یان سب طالب دیدار بیٹھے ہین

زمانہ ہوگیا ور پر پلک جھپکا نہین سکتے
عجب صورت سی تیری طالب دیدار بیٹھے ہین

ہمارے قتل کو ہی جنبش ابرو فقط کافی
غضب ہی آپ کیون کھینچی ہوئی تلوار بیٹھے ہین

قدم اوٹھتے نہین کوچے مین اوسکی دل ہلتا ہی
کسی سی سن لیا ہی آج وہ بیزار بیٹھے ہین

منائے کون اونکو کیا کرون طرفہ تردد ہی
یہان ہی نزع کا ہنگام وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا کو جو دیکھا ایسی طاقت آگئی سب مین
سنبھل کر جان دینے کے لئے بیمار بیٹھے ہین

ہماری لاش کے ہمراہ مجمع ہے حسینونکا
تماشہ دیکھنے والے سر دیوار بیٹھے ہین

تری رحمت ہی یارب میکدے کے گوشہ گوشہ مین
وہان بوچھار جاتی ہی جہان میخوار بیٹھے ہین

چلو صحبت مین اونکی کچھ اشارے سے کہا اونسے
سنا ہی آج شغل مے سے وہ سرشار بیٹھے ہین

تری رحمت کو یارب بارہا ہمنے بھی دیکھا ہے
وہین پر ابر برسا ہی جہان میخوار بیٹھے ہین

نہ مین ہون اور نہ میرا دل کرینگے جور وہ کسپہ
وہ میری قبر پر آئے بھی تو بیکار بیٹھے ہین

پرکھتے ہین حسین سو دیکو ز دیدہ نگاہونسے
دلونکے بیچنے والے سر بازار بیٹھے ہین

ہمین اب بزم مین بھی دیکھنا اونکا ہوا مشکل
عدو آگے سب اونکی صورت دیوار بیٹھے ہین

جو میری غلطیان کرتے تھے اونسے روز آ آکر
اب اونکی بزم مین وہ ہی ذلیل و خوار بیٹھے ہین

کہان اونکا سامنا اب جان بچنا سخت مشکل ہی
وہ میرے نام پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

تری محفل کا اے ساقی یہ ہمکو قاعدہ بھایا
کہین بیہوش بیٹھے ہین کہین ہشیار بیٹھے ہین

لگائے تیر اونے سیدھے ظالم کیا قیامت ہے
ہمارے دل پہ اب سوفار پر سوفار بیٹھے ہین

لحد پر فاتحہ پڑھتے نہین گو سب نے سمجھایا
شفیق آئے ہین لیکن در پئے آزار بیٹھے ہین

گئے دریا پہ اپنا عکس ڈالا تمنے پانی مین
ادائین ہر طرح کی زیب ہین تمکو جوانی مین

پڑا جب تیر کیسا جوش تھا خونکی روانی مین
یہ وہ سمجھے کہ جسنے زخم کھایا ہو جوانی مین

اگر زاہد دیکھین اونکی بھی آنکھونمین کھپ جائے
غضب کا رنگ ہی ساقی شراب ارغوانی مین

یہ اچھی بات ہی عالم مین دونونکی ہوئی شہرت
تمھاری بدزبانی مین ہماری بیزبانی مین

عجب ناواقف الفت ہین ایسی راہ چلتے ہین
پڑی افتاد کچھ ایسی کہ موت آئی جوانی مین

یہ کیسا جام تھا پیتے ہی جسکے مین ہوا غافل
دیا ساقی مجھے تونے ملاکر زہر پانی مین

کہی گور غریبان پر تزلزل مین ہوئین قبرین
قیامت کا اثر آیا مرے غم کی کہانی مین

ترا جانباز صادق یہ سمجھکر جان دیتا ہی
رہا جیتا تو فرق آئیگا عمر جاودانی مین

عجب انداز سے میرے گلے پر رگ کو چلتا ہے
تری رفتار کا ہی طور خنجر کی روانی مین

نہ اپنی کہہ سکا نہ دوسرے کی سن سکا عاشق
نہین معلوم کیا آفت تھی مرگ ناگہانی مین

گئے ہمجا حسینان جہانکے ساتھ پیتے تھے
مزہ تھا بادہ خواری کا ہماری نوجوانی مین

خدا ہی جانتا ہی جو مری دلبر گذرتی ہے
کہا مینے نہ کچھ منہ سے سرائے امتحانی مین

تصور مین ترے ابرو کے دلپر زخم کاری ہے
کہان یہ کاٹ ہے جلاد تیغ اصفہانی مین

شب غم اپنی آہ نارسا سے خوف ہے مجھکو
کہین یہ بھی نہ ملجائے بلائے آسمانی مین

شفیق احباب سے اپنے تعجب سے یہ کہتا ہے
کچھ ایسا حادثہ گذرا کہ مردہ ہین جوانی مین

جو خاص طور گردش چشم بتان کے ہین
انداز وہ جفا مین کہان آسمان کے ہین

یہ بلبلون پہ ظلم و ستم باغبان کے ہین
انبار ہین پرونکے تو ڈھیر استخوان کے ہین

ہم اپنا حال لکھنے کو دفتر کہان سے لائین
کچھ ہین ورق زمین کے کچھ آسمان کے ہین

دنیا و آخرت کے ہین واعظ کو سب خیال
تھوڑے یہان کے ذکر ہین تھوڑے وہان کے ہین

آئے لحد مین اب کوئی کھٹکا نہین رہا
دروازے خوب بند ہمارے مکان کے ہین

ہو مشق ضبط آہ ابھی سے تو خوب ہے
اب دن بہت قریب مرے امتحان کے ہین

جسنے سنا وہ تھام کے دلکو تڑپ گیا
ٹکڑے اثر بھرے وہ مری داستان کے ہین

لاشے پہ میرے آکے وہ کہتے ہین ناز سے
یہ تو بتاؤ آج ارادے کہان کے ہین

اسمین شگون بد ہے نہ اے باغبان جلا
تنکے گرے ہوے جو مرے آشیان کے ہین

اعضا تمام حشر مین دینگے مجھے جواب
کہنے کو سب عزیز مرے جسم و جان کے ہین

چارہ گرو یہ دلپہ عنایت ہے غیر کی
ناسور سب پڑے ہوئے تیغ زبان کے ہین

جنکو قبور سمجھے ہوئے ہین جہانکے لوگ
یہ سب زمین پہ نقش قدم رفتگان کے ہین

چارہ گرون نے جاکے مسیحا کو دی خبر
حالات سب خراب ترے ناتوان کے ہین

اک نام غیر جسکے لفافہ پہ ہے رقم
اوس خط مین جملے چند مرے رازدان کے ہین

اردو کو لکھنؤ مین کیا صاف اے شفیق
شہرے جہان بھر مین تمھاری زبان کے ہین

جسکو دیکھا آج ہمنے کل وہ ازاری نہین
عشق سے بدتر کوئی دنیا مین بیماری نہین

جب ہمنے جان دی اوسکو برا تمنے کہا
ناصح مشفق ہماری یہ تو غمخواری نہین

دلفروشون نے پتنگ آسکے لکھا ہی اونکو خط
ایک مدت ہوگئی دلکی خریداری نہین

لیکے انگڑائی ابھی اوٹھے ہین فرش خواب سے
بات وہ سن لین کسی کی ہی یہ بیداری نہین

رک کے وہ ملتے ہین عاشق سے ادائین کیسی ہین
اور بھی معشوق ہین اونمین یہ خودداری نہین

واہ ای قاتل لگایا ہاتھ اچھا جان پر
زخم دل ایسا ہی جس سے خون تک جاری نہین

سونچکے اہل قفس یہ سب کے سب مایوس ہین
چھوٹ جائین جس سے ہم ایسی گرفتاری نہین

دلکو چھو نہین مرے ناداں نہ اتنا خوف کھا
یہ لہو کی بوند ہے آتش کی چنگاری نہین

چارہ گر یہ کہکے میرے پاس سے سب اوٹھ گئے
جس سے صحت ہو کبھی ایسی یہ بیماری نہین

ہاتھ مین مہندی لگا کر آئے سوم مین مری
یہ زمانہ مین کہین دیکھی عزاداری نہین

مرگیا مین لاش پر میری وہ یہ کہنے لگے
کیا زمانہ ہے کہ عاشق مین وفاداری نہین

سر کٹے یا دل ہو زخمی مین لگا دونگا گلے
تیغ قاتل مجھکو میری جان کچھ پیاری نہین

جا کے عاشق کو ذرا غسل و کفن دی آئیے
راستے مین لاش ہی اور کوئی تیاری نہین

چارہ گر کہتے ہین یہ ناسور کیونکر ہو گیا
دیکھنے مین تو جگر کا زخم کچھ کاری نہین

ہاتھ سے اپنے گلے کو کاٹتا ہے کیا محال
قصد مرنے کا کیا پھر کوئی دشواری نہین

مرگیا قید سلاسل مین گرفتار بلا
حشر مین بھی ہو رہا ایسی گرفتاری نہین

بیچنے والون نے خنجر اپنے پہلو پر رکھے
سنکے وہ کہنے لگے دلکی خریداری نہین

دفن مین ہونے لگا وہ سنکے یہ کہنے لگے
منہ چھپاکے جانا یہ رسم وفاداری نہین

حشر مین تربت پہ میری آکے چپکے سے کہا
آج سے آرام کر ہنگام بیداری نہین

اس سے مہلت ہو تو ہم کچھ کام دنیا کا کرین
فلک کے ہاتھون ہمین دم بھر کی بیکاری نہین

جب اپنا ہو بھروسہ کیا گلا اغیار سے شفیق
دوست نے دھوکا دیا یہ کوئی ہشیاری نہین

زمانہ مین ہمین نا قدردان برباد کرتے ہین
برا جب وقت آتا ہی خدا کو یاد کرتے ہین
کبھی اہل قفس جب آتش گل یاد کرتے ہین
ہزارون درد ہین پر ضبط ہم ناشاد کرتے ہین
مجھے بار امٹھا یا قبر کو اللہ ری بیرحمی
مری میت اوٹھا کر وہ عجب انداز سے بولے
ہمارے قتل کا جب وقت آیا ہو گیا ظاہر
تمنا ہی یہ صیاد ونکو پھر چھٹ کر یہ آوینگے
قدم در سے نہ نکلا اور لاکھون ہو گئی گھایل
تصدق جان کرنی ہی ہمین اس سحر بیانی
تمھارے مرنیوالے جان ہی دیدیکے جاتے ہین
بہار آتے ہی سودائی یہ سب ہنس ہنس کے کہتے ہین
تڑپنے سے ترے اچھا پھر اوس کوچہ مین چلتے ہین
زیادہ حسن ہو بوئی محبت صاف آتی ہی
اسیران قفس کہتے ہین کیا صیاد ظالم ہین
یہ کوشش ہی کہ تصویر خیالی اونکی کھنچ جائے
اثر یہ ہی کہ سننے والے سب دل تھام لیتے ہین
سنا ہی روز آرایش ہوا کرتی ہی جب چھپکر
لیا کرتے ہین قبل از وقت جان عاشق شیدا
گئے ہین سیتو سیر لائی ہین نزدیک سر تیشہ
گئے ہین دل جگر دونون ہمین ہی بیخودی ایسی

کوئی سنتا نہین گو لاکھ ہم فریاد کرتے ہین
جو پڑھتے ہین تو ہنکے ظلم ہم فریاد کرتے ہین
پر ونمین آگ لگ جاتی ہی یون فریاد کرتے ہین
چمک جب دلمین ہوتی ہی تو پھر فریاد کرتے ہین
تمھین سوجھی کسی پر اسطرح بیداد کرتے ہین
ہم ایسے ہین کہ ایسے وقت مین امداد کرتے ہین
سنا کرتے تھے بیدادی بہت جلاد کرتے ہین
قفس مین جو تڑپتا ہی اوسے آزاد کرتے ہین
ستم کی مشق گھر مین بیٹھکر جلاد کرتے ہین
کوئی دیکھ آئے جا کے کیا ستم ایجاد کرتے ہین
نئی دنیا تمھارے نام کی آباد کرتے ہین
اب اس کوچے سے اوٹھکر دشت کو آباد کرتے ہین
ترا ہم آخری کہنا دل ناشاد کرتے ہین
کسی پر ظلم جب کرتے ہین ہمکو یاد کرتے ہین
کہ جو ہین ذبح کی قابل اونھین آزاد کرتے ہین
تصور لیتے دلمین مانی و بہزاد کرتے ہین
ترے وحشی کا جسدم تذکرہ جلاد کرتے ہین
قیامت ہی ادائین اور وہ ایجاد کرتے ہین
قضا سے کام کیا ہوگا جواب جلاد کرتے ہین
علاج عشق شیرین حضرت فرہاد کرتے ہین
کسیکو بھول جاتے ہین کسیکو یاد کرتے ہین

کہا اہل قفس نے چھوٹنا اور قید یکسان ہے — پھر اونکے پوچھنے کا قصد اب صیاد کرتے ہین
تمھین نے کر دیا خوگر ہمین اسکی شکایت کیا — جو تم فریاد سنتے ہو تو ہم فریاد کرتے ہین
عجب وحشی تمھارا ہے کہ اونکے پاس ہے ہر دم — سنا کرتا ہے جو کچھ مشورے قصاد کرتے ہین
دیا یہ حکم اسکی قبر بھی پامال کر ڈالو — نشان اوسکا نہین رکھتے جسے برباد کرتے ہین

ہے فخر قوم ہین حامد علیخان صاحب عزت
شفیق اوسمین ترقی ہو جو کام ایجاد کرتے ہین

صحت ہوئی مریض کو پھر چارہ گر کہان — وہ واقعات رہتے ہین پیش نظر کہان
جو رات بڑھتی جاتی ہے دل مجھسے کہتا ہے — جو ہو شب فراق پھر اوسکی سحر کہان
الفت مین گھر سے ہین رخ و گیسو کی ہنگلا ہون — اب دیکھیے کہ ہوتی ہے شام و سحر کہان
کیا ظلم مجھپہ کرتا ہے غصہ کو اپنے روک — صیاد اب مین جاؤنگا بے بال و پر کہان
میرا عدم کا قصد ہے اور کوے یار کا — لیجائیگا مجھے مرا درد جگر کہان
رستے مین موت آگئی سب راز کھل گیا — نامہ ہمارا لیکے گیا نامہ بر کہان
الفت کی راہ مین ہے نہین خوف جانکا — او جانے والے جاتا ہے اب تو اودھر کہان
غربت مین موت آئی مسافر کو ہے غضب — سب اوس سے پوچھتے ہین کہ ہے تیرا گھر کہان

کیا تفرقہ ہے عشق کے ہاتھون سے ای شفیق
دل کس جگہہ ہے اور ہمارا جگر کہان

ہے عجب طور کی وحشت تری دیوانے مین — دل بہلتا ہے نہ بستی مین نہ ویرانے مین
آئے تربت پہ مری فاتحہ پڑھکر بولے — مرنے والے تجھے کیا مل گیا مرجانے مین
میری میت کو لئے پھرتے ہین وحشی ہر سو — کہتے ہین قبر بنے گی کہین ویرانے مین
نہ تو میکش نہ صراحی نہ پلانے والا — اک مرے مرنے سے خاک اوڑتی ہے میخانے مین
کوچۂ یار مین اے دل نہ مجھے لیجانا — جانکا خوف ہے کمبخت اودھر جانے مین

اب دل ہمیں ہی جانتے ہیں مرا قصہ غم
لذت عشق بھری ہے مرے افسانے میں

کوئی گوشہ نہ رہا دشت کا ہمسے باقی
سیر تو خوب ہوئی قیس کے یارانے میں

سافا ہیں ترے قرآن مجھے بھی دینا
سارے جنت کی سند ہے تری پیمانے میں

ساقیا تیرے دن تیری کرامت دیکھی
آ گئے ہیں کبھی خضر ترے میخانے میں

نامہ بر تجھ سے مرا مر کے کہاں پہونچا ہے
کھل گیا راز مرا اپنے ہی بیگانے میں

دشمنوں سے تو رہے خوب ہی ہشیار شفیق
دھوکے ہر روز اوٹھایا کئے یارانے میں

یہ حال ہے مسیح ترے انتظار میں
اب درد ہو رہا ہے دل بیقرار میں

دست جنوں ذرا سی توجہ کا کام ہے
تار نفس ملا ہے گریبان کے تار میں

جسدم اوٹھائی آنکھ تو دل کر دیا فگار
ہے زور تیر کا نگہ شرمسار میں

دیوانہ سر کو پھوڑ کے کہتا ہے بار بار
گلنار تازہ پھول ہیں انکی بہار میں

ہو مجھسے بدسلوک کہ ظالم سلوک کر
میں بھی ہوں دل بھی سب ہیں تمہیں اختیار میں

بہزاد کھینچتی ہے تو تصویر کھینچ لے
اوٹھے ہیں سو کے آنکھ بھری ہے خمار میں

کہتے ہیں چارہ ساز کہ جینا محال ہے
ناسور پڑ گئے ہیں دل داغدار میں

سچ ہے کہ مجھسے راز محبت نہ چھپ سکا
ہوتی ہے عشق ذکر جو اغیار میں

پڑھنے کو آئے ہیں دل سوز انکا فاتحہ
مدت کے بعد آگ لگی پھر مزار میں

وہ بھی شفیق لے گئے دل کے خیال سے
جو بوند تھی لہو کی مرے جسم زار میں

آثار برے روز جزا دیکھ رہے ہیں
وہ میری طرف پیش جدا دیکھ رہے ہیں

معلوم ہوا موت کی دن آئے ہماری
ہم آپ کو بیکار خفا دیکھ رہے ہیں

مطلب نہ شکایت سے نہ شکوہ سے غرض ہے
ہم اپنی ہی قسمت کا لکھا دیکھ رہے ہیں

کہدینا بگولونسے نہ اب خاک اوڑائین
ہم یار کے نقش کف پا دیکھ رہے ہین

عشاق کی اب خیر نہین دلکو سنبھالین
وہ آئینہ مین ناز و ادا دیکھ رہے ہین

وہ آکے جنازے پہ مرے کہتے ہین ہنسکر
ہم آپکو پابند وفا دیکھ رہے ہین

منعم پہ عنایت ہو تری مالک و مختار
رحمت کو تری ہمسے گدا دیکھ رہے ہین

آنکھون نے جسے دیکھا وہ نقشہ اوتر آیا
ہم آئنہ دلکی جلا دیکھ رہے ہین

گذرا وہ زمانہ جو تھے احباب وفادار
اب دوستونکو اہل دغا دیکھ رہے ہین

بچنا ہی شفیق آج تمھارا نہین ممکن
ہم درد جگر مین بھی سوا دیکھ رہے ہین

زاہد کے یونہین رہتا ہے ایمان بغل مین
سجدیکا نشان ماتھے پہ قرآن بغل مین

اے شیخ کسی بات کو ہمسے نہین کہنا
رندونکے رہا کرتا ہے ایمان بغل مین

زینت کا تمھین لطف مریجان جب آئے
بیٹھا ہو کوئی صاحب ارمان بغل مین

یون دلکو سنبھالے ہوئے اوس در سے ہم اوٹھے
سب اپنا چھپائے ہوئے سامان بغل مین

دل ہی نہین پہلو مین کہ امید ہو جس سے
بیٹھے گا کوئی کیا کسی ویران بغل مین

اغیار سے پہلو کبھی خالی نہین اونکا
ہر وقت اوٹھا کرتے ہین طوفان بغل مین

سب دلکا تمھین حال سنائینگے ہم اپنا
بیٹھو تو کبھی آکے مریجان بغل مین

تعلیم یہ رندونکو دیا کرتا ہے ساقی
بوتل تو رہے ہاتھ مین ایمان بغل مین

دل کہتا ہے اوسوقت ہمین لطف ملیگا
بیٹھے تو کوئی آنکے نادان بغل مین

رمضان مین کیا ہوتی ہے اسلام کی عزت
مسلم ہین دبائے ہوئے قرآن بغل مین

نے دل ہے نہ معشوق شفیق آج یہ کیا ہے
عشرت کا نہین کوئی بھی سامان بغل مین

شب کو تو مرتبہ تصویر صنم دیکھتے ہین
کیا بتائین تمھین کس بات کو ہم دیکھتے ہین

اغیار کا مری باور نہ حسینوں کو ہوا
پوچھتا کیا ہے مسیحا کہ احبا اوسکے
سچ تو یہ بات ہے ہوتا ہے بہت شرمندہ
میرے قاتل کا زمانہ میں ہے ایسا شہرہ
حضرت شیخ تعجب کی نظر کرتے ہیں
شوق مرنیکا جنھیں ہے وہ ترے دیوانے
زندگی بھر مجھے غیرونکا کیا شرمندہ
آنیکو تونے کہا ہمکو یقین ہوتا ہے
حضرت شیخ کا کامل ہوا اسدرجہ خیال
پہلی ہی رات ہے فرقت کی بھلا روتے کیا
شام بھی ہوگئی بس ختم کرو آرائش

لیکے میت مری ایک ایک قدم دیکھتے ہیں
ترے بیمار کا اوکھڑا ہوا دم دیکھتے ہیں
غیر کی سمت کو ہم تم جو بہم دیکھتے ہیں
آکے جلاد بہت مشق ستم دیکھتے ہیں
جب گنہگار پہ خالق کا کرم دیکھتے ہیں
ماہِ نو میں تری تلوار کا خم دیکھتے ہیں
بعد مرنیکے مرا جاہ و حشم دیکھتے ہیں
آجکی رات بھی ہم تیری قسم دیکھتے ہیں
اپنے گھر بیٹھکے وہ سیر ارم دیکھتے ہیں
آزمانیکو تمھیں دیدہ نم دیکھتے ہیں
سنتے ہیں رات کو آئینہ بھی کم دیکھتے ہیں

ہنس کے وہ کہتے ہیں فرقت میں کہ جیتا ہے شفیق
ہمتو ہر روز اسے کشتۂ غم دیکھتے ہیں

کبھی فکر معیشت میں کبھی گیسوئے پرفن میں
کوئی دنیا میں مجھکو قتل کرسکتا نہیں قاتل
خزاں نکا نام سنتے ہی یہ کہکر مرگئی بلبل
ترا دیوانہ وقت دفن چپکے چپکے کہتا ہے
مری جلاد سے کہنا کہ یہ ہے یادگار اوسکی
وہ آئے ہیں خبر کچھ بھی نہیں فرقت کے مارونکو
ترے دیوانے یہ آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں
کیا دریافت ظاہر ہوگیا سب راز پوشیدہ

ہماری زندگی کٹ جائیگی اوس الجھن ہی الجھن میں
تری تلوار کے خط پڑ چکے ہیں میری گردن میں
خدا محفوظ رکھے اب اوڑیگی خاک گلشن میں
یہ کیوں مٹی کے ڈھیلے رکھدئے تختونکی رزن میں
اوسے رہنے دی بخیہ گر بھری ہے خون سوزن میں
پڑا بیہوش ہے مصروف ہے فریاد و شیون میں
کرینگے عشق زلفونکا رہیں گے قید آہن میں
زلیخا کی امید وصل تھی یوسف کے دامن میں

اثر فرقت کا بعد مرگ بھی اتنا رہا باقی
تجلی دیکھ لین جیتے رہین یا جانسے گذرین

ہماری خواب مین آیا ہی دل ہنس ہنس کے کہتا ہے
یہ جو آنکھون نی دیکھا ہی امانت اہل مدفن کی

مرے احباب سب آہستہ مجھکو غسل دیتے ہین
اونھین رغبت ہی مجھسے غیر میری بابت آئی ہین

وہ سر کو رکھی بازو پر مری غفلت سے سوتی ہین

یقین ہی آتش غم سے لگے گی آگ مدفن مین
وہ جائین طور پر ہم جا رہے ہین وحشت ایمن مین

نہ گھبرانا ہمین آرام ہی گیسوئے پرفن مین
یہ رخنے جسقدر ہین اوسقدر ہین بار زلفین مین

جو گذری ہین سب ہی وہ چھپی ہی خاک تن مین
سبب سے انکی ہوتی ہی صفائی وسعت دشمن مین

مجھے یہ خوف ہی گیسو اولجھ جائین نہ جوشن مین

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے کر چکے توبہ
شفیق اب کیا ہمین اوٹھی گھٹا گھنگھور ساون

چارہ گر مشکل جسے سمجھے ہین وہ مشکل کہان
نامہ بر کہنا کہ سینے مین جگہ تھوڑی سی ہی

خون کے فوارون نی بڑھکر کہا جلاد سے
ناز سے کہتا ہی ظالم چارہ گر سمجھے ہین

وائے ناکامی کہ مجکو ہجر غم مین موت آئی
پاؤن کہتے ہین جو ہم دشت مین تکلیف تھی

شوق مرنیکا ہی جنکو تو چھپی لیتی ہین وہ
موت کیا پردہ نشینونکی خلل انداز ہے

کچھ کمی ہو درد مین ایسا ہمارا دل کہان
اب تڑپکر جائیگا میرا دل بسمل کہان

سر کسیکا کاٹ کر جاتا ہی تو قاتل کہان
زندہ رہ سکتا ہی میری ہاتھ کا گھائل کہان

ہم کہان پر رہ گئی اور دامن ساحل کہان
حضرت دل وہ اوٹھائی آپنے مشکل کہان

آجکل اہل عدم کی گرم ہی محفل کہان
تفرقہ ایسا پڑا لیلی کہان محمل کہان

فیض صحبت ہی شفیق زار احباب کا
شعر کہنے کے سمجھنے کے ہو تم قابل کہان

انصاف تیرا دیکھا گلچین اس انجمن مین
جاتے ہوئے عدم کو آئی خزان وطن مین

کچھ پھول جائین باہر کچھ پھول ہون چمن مین
بلبل کی موت آئی اجڑے ہوئے چمن مین

تلوار اوسکی جمکو جانباز جان دیدیں
ہے یادگار دنجی رہنے دے اسکو ظالم
راحت کا اور غم کا افسانہ ہو رہا ہے
آتا ہی جو عدم سے مین اوس سے پوچھتا ہون
ہون مہروش کا عاشق ہے قبر مین تجلی
کاٹے گلے کو میرے لتمہ ہے ایک باقی
قاتل نے امتحان مین زخمی کیا ہے کتنا
جو کچھ ہے مجھکو کہنا شاید نہ کہہ سکے تو
اللہ رے سوز فرقت اسکا کہان ٹھکانا

آنا فرق آنہ جاے ظالم کے بانکپن مین
جو خون بھر گیا ہے سوفار کے دہن مین
کچھ اوسکی انجمن مین پوچھے مری انجمن مین
اتنا پتا او مجھکو ہے خیریت وطن مین
ہے صبح کی سفیدی گویا مری کفن مین
رکنا نہ تیغ قاتل فرق آگیا چلن مین
یہ راز کھل نہ جائے پوشیدہ ہون کفن مین
رکھدون زبان اپنی قاصد ترے دہن مین
اکرتے ہین آہ جسکی لگتی ہے آگ بن مین

عزت شفیق تیری احباب کر رہے ہین
باقی ہے قدر اتنی ہان شاعری کے فن مین

تذکرے ہوتے ہین یہ روز جفا کار وہین
خود ہی آتے ہی نہین اور یہ دیجاتے ہین حکم
سب چلے جاتے ہین یہ کہتے ہوئے سوے ارم
کاٹ تیغ نگہہ یار کا سب سے ہے جدا
بزم ساقی مین ہم اسطرح بسر کرتے ہین
حضرت شیخ سے کہدے کوئی ہشیار رہین
آج وہ رشک قمر بام پر آیا ہے ضرور
بوے گل ساتھ صبا کے نہ نکلنے پائے
پہونچین گر دونیہ شہادت کی گواہی کیلئے
سر مرا کاٹ کے دیکھا کیا قاتل بھی شفیق

جان اب نام کو باقی ہے دل افگار وہین
ملک الموت نہ آئی مری بیمار وہین
تیری رحمت سے یہ قوت ہے گنہگار وہین
ایک تلوار ہے یہ سیکڑون تلوار وہین
مست تو کہین ہین ہشیار ہین ہشیار وہین
تذکرے راتکو کچھ ہوتے ہین میخوار وہین
روشنی کم نظر آتی ہے مجھے تار وہین
ایسی صورت ہو کوئی باغکی دیوار وہین
حشر کے روز بھی ہل چل ہے گنہگار وہین
سیر ایسی ہے مرے خون کے فوارون مین

آج جور و ظلم مجھپر میریجان کوئی نہین
زندگی بیکار ہی جب امتحان کوئی نہین

قتل گہہ مین مجھکو حسرت میریجان کوئی نہین
غیر جب آئے کہ باقی امتحان کوئی نہین

نبض میری دیکھ کے وہ حکم یہ دیتے گئے
اسکا دل بہلاؤ ایسا ناتوان کوئی نہین

راہ الفت مین لٹا کرتے ہین اکثر قافلے
ہے غضب ابتک معین کاروان کوئی نہین

وقت زینت آئینہ سے ہنسکے وہ کہنے لگے
جیسا تو ہی ایسا میرا رازدان کوئی نہین

سب طبیب پوچھتے ہین میری بیماری کا حال
یہ مرض ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

کر دیا صحرا نشین اے عشق تیرا ہو بھلا
اوس جگہہ پر موت آئی ہی جہان کوئی نہین

بات کرتے کرتے کیا معلوم تم کیا کہہ گئے
ہوگیا ظاہر کہ تمسا بدزبان کوئی نہین

ہنسکے وہ کہنے لگے عشاق بھی کیا چیز ہین
دل جگر گھائل ہین سینے پر نشان کوئی نہین

اسکی حرکت سی تزلزل مین دو عالم آگئے
اب جو دل تڑپا زمین و آسمان کوئی نہین

اوس پہ ہم شاکر ہین قسمت سی نہین کرتے گلا
اب شکایت تجھسے جور آسمان کوئی نہین

اتنی مدت قید مین گذری کہ سب بھولے ہین
مہربان کا ذکر کیا نامہربان کوئی نہین

زندگی بھر جو کسی نے کہدیا سنتے رہے
دل یہ کہتا ہی کہ ہمسا بیزبان کوئی نہین

ناصحا کیا پوچھتا ہی کیا بتاؤن تجھے
راز ہی ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

اقربا احباب وقت جانکنی سب اوٹھ گئے
اب خوشی سی آئین وہ اسوقت یان کوئی نہین

اوسکی خاموشی سے چارہ گر کو ظاہر ہو گیا
اب سوا مرنیکے عرض ناتوان کوئی نہین

سنتے سنتے ایک مدت ہوگئی سبکو شفیق
کیا کہین فریادرس پیر و جوان کوئی نہین

جو اہل دل ہین اونسے قصہ جانانہ کہتے ہین
جگر تھامے ہین سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

یہان تم شوق سے پند و نصیحت کے لئے آنا
مگر واعظ سمجھ لینا اسے میخانہ کہتے ہین

یقین ہوتا نہین الفت کا ہرگز سارے عالم کو
ہوا جو عشق مین کامل اوسی دیوانہ کہتے ہین

فلک کے جور سے اون لوگون نے صحرا نوردی کی
جو واقف بھی نہ تھا آشنا کسے ویرانہ کہتے ہین

مصیبت یہ ہی اب احباب سے تکلیف ہوتی ہے
کہا گر حال دل اوسنے تو وہ افسانہ کہتے ہین

شکایت ہے فقط دلکی نہین ہے آپکا شکوہ
بلا کر آپ خود سن لین جو ہم افسانہ کہتے ہین

گل و بلبل سنا کرتے ہین اکثر کیسی حیرت سے
چمن مین جاکے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

جہان پر بیٹھے تنہائیمین یہ اکثر اثر دیکھا
زمین ہلتی ہے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

اوٹھائے ہین میرے دلنے سو ستم پر اف نہ کی مینے
زمانے مین اسیکو ہمت مردانہ کہتے ہین

شفیق اب تو مزہ مین خوب ہوتی ہے بسر اپنی
سنا کرتے ہین وہ ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

لگے خاک کیا اوسکا دل انجمن مین
جو ہر وقت رہتا ہو رنج و محن مین

خزان نے کیا آکے پامال ایسا
نہ گل ہین چمن مین نہ بلبل چمن مین

مجھے مرکے سب راز کہنا پڑیگا
زبان رک رہی ہے ابھی سے دہن مین

جو دنیا مین آکر عدم کو سدھارے
وہی ہمسے اچھے ہین چال اور چلن مین

کہا گل نے کسکا خیال اسکو آیا
کچھ افسردہ بیٹھی ہے بلبل چمن مین

الٰہی کہان جائینگے اور وحشی
مری آہ سے آگ لگتی ہے بن مین

جلا دل زبان سے کہا مینے آتش
اثر سے لگی آگ سارے بدن مین

مرے پاؤن جکڑے ہین ایسے کہ توبہ
جو چھوٹی تو چپکینگی چھالے رسن مین

ہزارون ہی سر تیغ قاتل نے کاٹے
مگر فرق آیا نہ کچھ بانکپن مین

عدم جائینگے سب ڈرانی ہین گلیان
سہم کر چھپایا ہے منہ کو کفن مین

وہ کہتے ہین خلوت مین مجھسے بتاؤ
لیا نام ہمنے مرا انجمن مین

پسے بعد مرنیکے ناسور دل کے
لہو کے نشان جا بجا ہین کفن مین

شفیق آپ پھر لکھنؤ سے نہ جاتے
فراغت کی صورت جو ہوتی وطن مین

ردیف واو

بات وہ دل ہی کہی جسمین کوئی راز نہو
پھر بھی ڈر ہی کہ کوئی گوش بر آواز نہو

آپ تشریف جو لائین تو عیان راز نہو
کوئی ہمراہ نہو یا اون کی آواز نہو

چارہ گر کہتے ہین تم حال تو کہتے ہی نہین
اوسکا انجام ہو کب جسکا کچھ آغاز نہو

سنتا ہون یار کو دعوای مسیحائی ہے
غیر ممکن ہی کہ وہ صاحب اعجاز نہو

تونے آنیکو کہا وقت نہین بتلایا
موت تجھمین بھی کہین یار کا انداز نہو

ہوگیا قتل کوئی اور کسی کوچہ مین
سمجھے کچھ تو سہی آپکا جانباز نہو

مجھکو خاموش جو دیکھا تو وہ کہکر اوٹھے
کیا وہ محفل ہی جہان سوز نہو ساز نہو

آپکو دیر ہوئی آنے مین دل گھبرایا
دہیان آیا کہ طبیعت کہین ناساز نہو

ورنہ دل تو بھی اوٹھا وہ بھی اوٹھے پہلو سے
سمجھا دنیا مین کوئی تفرقہ پرداز نہو

قید سے چھوٹ کی مجبور نہین بیٹھ رہے
کیا کرین وہ کہ جنھین طاقت پرواز نہو

سب حسینان جہان کہتے ہین تجھکو اچھا
حق بجانب ہی اگر ناز تو کیون ناز نہو

کہہ گیا آپکا دیوانہ جو جلتے جلتے
سوچ لیجیے کہین اوس باتمین کچھ راز نہو

بعد مدت کے قفس سے ہی نکلنا بیکار
موت اوسکی ہی جسے یاد بھی پرواز نہو

جب محفل مین جو دیکھا تو وہ گھبرائے شفیق
سمجھے ظاہر کہین لوگون پہ کوئی راز نہو

امتحان کر لو ہمارا آزما کر دیکھ لو
ہاتھ مین اپنے ذرا خنجر اوٹھا کر دیکھ لو

عمر بھر کا راز سب ہستی یہ کہدے گا ابھی
میرے دلکو اپنے سینے سے لگا کر دیکھ لو

پورا جلاد یکا فن تجھکو سکھائینگے ابھی
قتل ہم ہو جائینگے آنکھین ملا کر دیکھ لو

سب شہیدان وفا مین حشر آئیگا ابھی
اپنے ہاتھو مین ذرا مہندی لگا کر دیکھ لو

وہ تھا تا عمر ہائے میری لاغری اوس سے سوا
قیس کی تصویر کو مجھسے ملا کر دیکھ لو

سامنے عیسیٰ ہوں لیکن یہ مجھکو خوف ہی — حشر ہوجائیگا تم مردہ جلا کر دیکھ لو

پھر تو تم گھبراؤگے اپنا کلیجہ تھام کر — اپنی محفل سے ذرا مجھکو اوٹھا کر دیکھ لو

نامہ بر خط دیکے کہنا اوسکی حالت ہی خراب — گر نہ باور ہو تو کہنا آپ آکر دیکھ لو

غش نہ آجائے تمھین ای چارہ گر سنبھلے رہو — زخم دل میرا ذرا پھاہا ہٹا کر دیکھ لو

شوق جلادیکا اونکو ہے تو کہتا ہے شفیق
مین ابھی مرجاؤنگا تم مسکرا کر دیکھ لو

رفتہ رفتہ عرش پر پہونچی ہے شان لکھنؤ — لمبی چلتی ہے فرشتونسے زبان لکھنؤ

یہ دعائین کر رہے ہین ساکنان لکھنؤ — حشر تک یارب رہے نام و نشان لکھنؤ

آگلے شاعر لکھ چکے ہین اسکی بربادی کا حال — ہمسے بھی سن لیجیے تھوڑا بیان لکھنؤ

اپنے دلکو تھام لین سب جلنے والے اہل دل ہین — مین بیان کرنیکو ہوں کچھ داستان لکھنؤ

مصحفی و آتش و ناسخ کی کیا تعریف ہو — یہ تھے اپنے وقت مین سحر بیان لکھنؤ

گو مین جاہل ہوں مگر یہ بھی خدا کا فضل ہے — پوری پوری یاد ہے مجھکو زبان لکھنؤ

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب و جگر — مین کہوں جسدن اثر سے داستان لکھنؤ

بعد مرنیکے بھی ہونگے اس زمین مین دفن ہم — گر و شین لاکھون دکھائے آسمان لکھنؤ

عاشق و معشوق کی صورت لپٹ جاتے ہین ہم — جب سفر مین مل گئے کچھ دوستان لکھنؤ

آپ اپنے حال پر روتا ہے ایسے درد سے — سننے والے سن نہین سکتے فغان لکھنؤ

شہر کی اب دوسری صورت نظر آنے لگی — کیا ترقی کر رہے ہین ساکنان لکھنؤ

اسقدر پیسا فلک نے اپنے ظلم و جور سے — جس سے سرمہ ہوگئی سب استخوان لکھنؤ

طبقۂ یونان کا نقشہ نظر آیا شفیق
چپ رہو بس اب نہ کہنا داستان لکھنؤ

حد سے فرقت مین گذر جاتی ہے مشکل رات کو — دن سے بھی زائد تڑپتا ہے مرا دل رات کو

دیکھے دھوکا لیگا دل ناواقفان عشق سے
منہ چھپا کر آج پھر نکلا ہے سائل رات کو

جان لیتا ہے مری مجھکو دکھانیکے لئے
کیسی آرایش کیا کرتا ہے قاتل رات کو

دوستو غسل و کفن مین ہو گیا دن بھی تمام
تا لحد جانا پڑا دو تین منزل رات کو

دل جگر زخمی ہین دونون غرفنی جلاد کے
بات کر سکتا نہین گھائل سے گھائل رات کو

عاشق گیسو یہ کہکر اوسکا رخ دیکھا کیا
دنکو ہم دم لین کہین چلنا ہے منزل راتکو

چارہ گر کیا پوچھتا ہے میری بیماری کا حال
دن تو کٹ جاتا ہے پڑ جاتی ہے مشکل رات کو

دوستو قاتل سے کہنا آنا اب بیکار ہے
دن کو یون تڑپا ہوا بیجان بسمل رات کو

گرمجوشی یار جو کرتا تھا مجھسے بزم مین
رشک سے کیا کیا جلی ہے شمع محفل رات کو

کہتی تھی لیلے کبھی مجنون کو نیند آتی نہین
دنکو جو تھکتا ہے وہ سوتا ہے غافل رات کو

صبح پہنا طوق آرایش ہوئے دست شام کو
دنکو ماہ نو بنے اور ماہ کامل رات کو

ہے یقین دریائے غم سے میرا بیڑا پار ہو
خواب مین آیا مرے دامان ساحل رات کو

اونسے کہنا جو اوٹھاتا تھا تمھاری ظلم سب
حادثہ ایسا ہوا گذرا وہ حایل رات کو

سونے والے سو گئے مجھسے حقیقت پوچھئے
آسمان جو آفتین کرتا ہے نازل رات کو

سر دکا باقی نشان ہے اس سے ظاہر ہو گیا
ملنے آیا تھا کوئی بسمل سے بسمل رات کو

جب اثر پڑتا ہے تنہائیکا مجھپر اے شفیق
یاد آتا ہے مجھے اکثر مراحل رات کو

کیا اقرار آنیکا ہوئی ہے دیر دلبر کو
اوسی کے ذکر سے بہلا رہا ہون قلب مضطر کو

بہت کچھ فاصلہ ہے سینے خط بھیجا ہے دلبر کو
الہی تو بڑھانا زور بازوے کبوتر کو

چھلکتا جام ساقی نے دیا ہے بزم مین مجھکو
مین ساغر کو سنبھالون یا سنبھالون قلب مضطر کو

تڑپ ہے اوسکی دلچسپی ہے مجھکو ہجر جانا نمین
لگائے رہتا ہون سینے سے اپنے قلب مضطر کو

یہان ہے جلوۂ جانان وہان کچھ اور نقشہ ہے
ہمارا دل مبارک ہو تمکو آئینہ سکندر کو

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے توبہ ہی کر لی
کنکھیوں سے تو اب بھی دیکھ ہی لیتا ہوں ساغر کو

تم اوٹھے جب مرے پہلو سے غش آنی لگا مجھکو
بتاؤں کیا تمہیں کیونکر سنبھالا قلب مضطر کو

تڑپنے سے سوا اسکے تشفی لابدی ہوئی مجھپر
خیال یار نے آکر سنبھالا قلب مضطر کو

مجھے ای دوستو مردہ دلی نے اور مارا ہے
کہ پہروں ہو گئی ہیں رو رہا ہوں قلب مضطر کو

ترا مہجور دیوانہ ہے کیا ساقی پلاتا مجھکو
لبوں تک ہاتھ جب پہونچا اولٹ لیتا ہوں ساغر کو

یہ اچھی بات ہی میرا تڑپنا بھی نہ ظاہر ہو
جو مر جاؤں اولٹ دینا شکن آلودہ بستر کو

تشفی اسطرح مرنا اونکا کاندھا میسر ہو
مرے پر پھر بھی دیکھیں ترے بگڑے مقدر کو

بس اتنے یاد ہیں طوفان ہماری دیدۂ تر کو
جو دیکھے اتفاقاً شرم آجائے سمندر کو

کہیں کس سے شب فرقت جو کیسی غیر حالت تھی
تسلی ہمنے دیدی کر سنبھالا قلب مضطر کو

کیا غصہ میں اوسنے قتل مجھکو کچھ نہ وہ سمجھا
وفا یاد آئی تو سینہ سے لپٹایا مری سر کو

ابھی قاتل مرا کمسن ہی میں ناواقف الفت
لگائے تیر وہ میں روکتا ہوں قلب مضطر کو

بہت کچھ اوسکی ہنسی خاک اوڑائی مجھکو الفت ہے
قیامت تک خدا آباد رکھنا کوئی دلبر کو

نظر جب اتفاقاً اچھی صورت آگئی مجھکو
مرا دل دیر تک دیکھا کیا زلف معنبر کو

لگایا ہاتھ اک ایسا کہ تسمہ تک نہیں باقی
دعائیں دے رہا ہوں زور بازوئے ستمگر کو

خدا وہ وقت لائے قتل گہ میں میں پہونچ جاؤں
کہونگا حال میں اپنا گلے لپٹا کے خنجر کو

لئے جاتا تھا میرا خط اوسی اغیار نے دیکھا
جلایا میرا نامہ ذبح کر ڈالا کبوتر کو

میں اوسکے در پہ بیٹھا تھا پڑی اوسکی نظر فوراً
مجھے اوٹھوا دیا دربان نے پھینکا مرے بستر کو

مری فرقت کی راتیں وصل کی راتوں سے بہتر ہیں
میں اپنے دل سے لپٹائے رہا تصویر دلبر کو

ابھی فصاد کمسن ہے جو دیکھا اوسنے دیوانہ
ذرا سو مرتبہ سوچا کھولا اوسنے نشتر کو

نکالا جا رہا ہے کوئی قیدی قید خانہ سے
نگاہ یاس سے دیکھا کیا دیوانہ گو در کو

عبث تحسین کوششین کیا آب حیوان اوسکو ملجا | یہ کوئی بات ہی جو خضر ملجا ہین سکندر کو
جوانی عشق مین ہینے مٹائی سب یہ کہتے ہین | نہ دکھلائے خدا آنکھونسے مرجھانا گل تر کو

شفیق ابتک شب فرقت کی راتین یاد آتی ہین
چمک جب رد کی اوسنے جگا دینا بھری گھر کو

ذرا تم دل جگر کا حال دم بھر دیکھتے جاؤ | اولجھتا ہی یہان مضطر ہے مضطر دیکھتے جاؤ
ٹہرنا مرنے والو وہ ابھی گھر سے نکلتے ہین | عدم جاتے ہو تو دنیا مین محشر دیکھتے جاؤ
ہوئی لغزش مجھے ساقی ذرا ہنسکر کہا مجھسے | نگر جائے کہین ہاتھون سے ساغر دیکھتے جاؤ
جھجکتے ہو مری تم قتل پر کیون مین بتاتا ہون | نظر رکھو گلے پر اپنا خنجر دیکھتے جاؤ
کرو تم ابھی آرایش بٹھا کر سامنے اپنے | بتاتا جاؤ ہمین تم اپنے جوہر دیکھتے جاؤ
چلے جاتے ہو میری پاس سے موت آگئی میری | ذرا اٹھو نقاب رخ اولٹ کر دیکھتے جاؤ
نظر نیچی کرو اے جانیوالو ہوش مین آؤ | در جانان یہ ہے اب میرا بستر دیکھتے جاؤ
یہ کہنا غیر سے اب اونکا مذہب میری میت ہے | مرے سر پہ بھی مرا اگر پڑا اعتبر دیکھتے جاؤ
ہر اک رہرو سے ویرانہ زبان حال سے بولا | ذرا گور غریبان کا بھی منظر دیکھتے جاؤ
وہ مہ زینت چھڑک کر سر پہ افشان مجھسے کہتے ہین | اندھیری راتین چمکین گے اختر دیکھتے جاؤ
ابھی نادان ہو تم شوق فصادی نہ یون بہلا | رگ سودا کو دیکھو اپنا نشتر دیکھتے جاؤ
مبارک مرنے والون ہو تمھین اسطور کا مرنا | گلے کٹواؤ سب سوئے ستمگر دیکھتے جاؤ
مبارک ہو تمھین اے جانیوالون کوئے جانان مین | چلو لیکن ہمارا کاسہ سر دیکھتے جاؤ
کیا ہے قتل مقتلین ہزارون کو ہمین بھولے | پکارو نام لیکر سوئے محضر دیکھتے جاؤ
قدر انداز کو کیا مشق ہی بخیہ گرو سمجھو | پڑے ہین زخم سینے پر برابر دیکھتے جاؤ
مسیحا سے ہمارا دوستو سب حال کہدینا | جگر پھٹتا ہو ہمارا قلب مضطر دیکھتے جاؤ
مری احباب سب یہ راستے مین اونسے کہتے ہین | ادھر آئے ہو تم اوسکو بھی دم بھر دیکھتے جاؤ

شفیق اچھا تو ہے مرکر عدم آباد کو جانا
ذرا پھر اک نظر سے کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

تم دہائی سے نہ کچھ میرے جگر سے پوچھو
زخم کس جا ہے لگا تیر نظر سے پوچھو

اسکے باعث سے تجلی رہی سر محفل مین
رات کسطرح کٹی شمع سحر سے پوچھو

سر خمیدہ ہوا اندام بھی سب کا رہوا
ضعف پیری کا ذرا میری کمر سے پوچھو

یہ تو گھایل ہوا اب وہ بھی تڑپتا ہے بہت
دلکا احوال ذرا میرے جگر سے پوچھو

اوسکے کوچے مین رہے مرکے بڑا نام کیا
ٹھوکرین کھائین بہت کاسۂ سر سے پوچھو

دل جگر ہوگئے بیکار رہی جان حزین
اب جو منظور ہو وہ باقی شرر سے پوچھو

عشق کا حال مری سارے زمانے پہ کھلا
کیسا رسوا ہوا ہر فرد بشر سے پوچھو

مجمع عام مین یون دیکھنا بیکار نہین
کام کس کس کا کیا اپنی نظر سے پوچھو

پہلی منزل مین فقط آبلے تلوون مین پڑے
اور تکلیف جو ہے راہ سفر سے پوچھو

اوسکے اب طالب دیدار کو ہوتی ہے غشی
بام پر آئیگا کب رشک قمر سے پوچھو

سنکے بیتاب ہوئے کس لئے گھر سے نکلے
کہنا اوسنے مری نالونکے اثر سے پوچھو

دشمنون جاکے ذرا دیکھو تو صورت اونکی
حال کیا ہے مری مرنیکی خبر سے پوچھو

راہ مین تھک گیا چلنے کی مگر ہمت ہے
مین بھی وان پہونچونگا دوری سفر سے پوچھو

رات دن دیکھتے تھے یہ بھی سفر مین مجھکو
جیسے تکلیف ہوئی شمس و قمر سے پوچھو

بیٹھا تیر مرے سینہ پہ مارا ہے شفیق
خیر جانے دو ورنہ جلاد کے ڈر سے پوچھو

مل کے زرداروں سے خود آپ پشیمان کیون ہو
ہو جو عسرت تو کسی بات کا ارمان کیون ہو

تمکو وحشت تو نہین بے سر و سامان کیون ہو
پھر گلون میری طرح چاک گریبان کیون ہو

سنکے جلاد نے یہ کہکے نکالا فوراً
تیری سینہ مین مرے تیر کا پیکان کیون ہو

میری بالین سے اوٹھی موت یہ کہکر شب ہجر
وہ نہین آئے تو مشکل تری آسان کیون ہو

سچ تو ہی عالم عسرت بھی برا ہوتا ہے
نہ کسی دوست نے پوچھا کہ پریشان کیون ہو

موت نے دن ہی کو یہ کیون کیا کام تمام
رات بھی تجھکو مریض شب ہجران کیون ہو

سر اوٹھاؤ ذرا کچھ بات کرو آنکھ ملاؤ
وصل کی صبح کو خاموش مریجان کیون ہو

دوستون اونسے یہ کہہ دینا کہ عاجز نہ کرو
دل مرا لے لیا اب جانکے خواہان کیون ہو

قتل سے میرے خوشی چاہتے تمکو صاحب
سر مرا کاٹ کے انگشت بدندان کیون ہو

کہکے صیاد سے بلبل نے چمن کو چھوڑا
اک مرے واسطے برباد گلستان کیون ہو

پھر تو دیکھ کے وحشت مین نہ کیون پھرلون منہ
جسکے پرزے نہ ہون وہ میرا گریبان کیون ہو

خوف تھا جس سے وہ دیوانہ نہین ہے تہین
مرگیا رات کو بند اب در زندان کیون ہو

مجھسے تم پوچھا کرو روز کہ مین کیسا ہون
آئنہ دیکھ کے تم آپ ہی حیران کیون ہو

غیر کا قتل نہین اچھا ہے ظالم تھم جا
مین ہی مرتا ہون تو پھر دوسرا بیجان کیون ہو

ساکن ملک عدم شعبدہ یہ ناقص ہے
خواب مین آؤ کھلی آنکھ تو یہان کیون ہو

تمنے چاہا ہی تھین آکے مری لاش اوٹھاؤ
شرم آتی ہے کسی غیر کا احسان کیون ہو

تم سلامت رہو بس مرگیا مرنے والا
تھام لو دلکو مری لاش پہ گریان کیون ہو

دوستون لاش مری چھوڑدو بالای زمین
وہ نہین آئے مرے دفن کا سامان کیون ہو

کسی چیز ہے کیا دیکھئے وقت زینت
اپنی زلفون سے وہ کہتے ہین پریشان کیون ہو

کہکے اوس شوخ نے یہ دست جنون باندھ لئے
پرزے پرزے مرے وحشی کا گریبان کیون ہو

سنکے قاتل نے کہا مرنے کی حسرت ہے شفیق
اتنی سی بات مین تم آتی پریشان کیون ہو

حسین تجھسا ہو جب تو حسن کا قصہ بیان کیون ہو
کوئی کہدے تو تیر ناز اوسکا رائگان کیون ہو

مرے یوسف کی ہوتے پھر کسی کی داستان کیون ہو
مین ہون جب قتلگہ مین پھر کسیکا امتحان کیون ہو

وہ کہتے ہین اسی سے آئنہ بھی دیکھنا چھوڑا
نہ اوٹھا ہاتھ تیرا یہ شکایت ہے مجھے ظالم
کہا مینے کہ کچھ بولو تو اونکا ناز کہتا ہے
لحد پامال کرنے آئے ہین ہنس ہنس کے کہتے ہین
تعجب ہے مجھکو تمکو خالق نے بنایا ہے
نہین معلوم مجھسے وصل کی شب کیون کہتا ہے
وہ گھر مین آئے ہین میری شکایت ہجر کی کیسی
جو دل قابو مین اونکے ہو تو پہلو چیر کر دیکھو
پھرون نالہ تو آنکھو سے روان ہون خون کے آنسو
ہے اونکا قول مر جائین یا عشاق مر جائین
وہ کہدینگے مین جب حال شب فرقت سناونگا
یقین ہے مجھکو تم رفتار سے مردے جلاتے ہو
خزا مین چاہئے اصرار ورزی قول بلبل ہے
وہ کہتے ہین یہ معنی ضبط کے ہین دم نکل جائے
نہ اوٹھے لاش کوچے سے بھی مر کر حکم دیدیجئے
نہ پوچھو آہ و سوز عشق کی کیسی ترقی ہو
یہ کہکر نقش پائے یار آنکھو سے لگاتا ہون

جو سب کا رازدان ہے وہ ہمارا رازدان کیون ہو
ہوس مرنیکی ہے مجھکو یہ سر بار گران کیون ہو
اشارے سے جو نکلے کام ممنون زبان کیون ہو
کرین برباد جسکو اوسکا پھر نام و نشان کیون ہو
مین اتنا بیزبان کیون ہون تم اتنے بدزبان کیون ہو
سحر فرقت کی آئی ہے تم اتنے شادمان کیون ہو
مناسب ہے خوشی کا ذکر غم کی داستان کیون ہو
غرض یہ ہے کسیکا دوست میرا رازدان کیون ہو
نہین بانگ جرس آخر روانہ کاروان کیون ہو
کسی کی بھی لحد میرے قریب آستان کیون ہو
ہماری روبرو گذرا ہوا قصہ بیان کیون ہو
یہ حیرت ہے مسیحا ہو کے زیر آسمان کیون ہو
میہون جب گل ہی گلشن مین تو اپنا آشیان کیون ہو
مگر درد دل بیتاب یا تو نے عیان کیون ہو
سمجھے تو سبھی پر سونکی محنت رائگان کیون ہو
دل بیتاب جل جائے مگر ظاہر دھوان کیون ہو
کہ اوسکے دو قدم چلنے کی زحمت رائگان کیون ہو

جہالت سے تری سبکو تعجب ہے شفیق ایسا
ترے احباب کہتے ہین تم اتنے خوش بیان کیون ہو

نظر لڑتے ہی اوس کافر سے کھویا دین و ایمان کو — بچائی جان مشکل ہو گئی گبر و مسلمان کو
تبسم کی نظر سے چھینا میرے دین و ایمان کو — خدا محفوظ رکھے ایسے کافر سے مسلمان کو

نگاہِ غور سے دیکھا جو ہمنے روی جانان کو
نظر بھر کر نہ پھر اوسدن سے دیکھا ماہِ تابان کو

کہا یہ بلبلون نے قفس مین مدت ہوئی اتنی
کہان تھا آشیان بھولی ہین ہم اپنے گلستانکو

ہوا ہی قتل یہ مقتول کا ارمان بھی نکلا
گلے اپنے لگایا خوب ہی شمشیر بران کو

قیامت تک سنین گے عاشق و معشوق دنیا کی
ترقی ہوگئی کیا حضرت یوسف کی دامان کو

جو اولجھا خار مین دیکھا تو آنکھون سے لگاتا ہے
تبرک قیس سمجھا ہے مرے تار گریبان کو

ابھی ہے ابتدا وحشت کی یہ شوق اسیری ہے
ترا دیوانہ جا کر چومتا ہے قفل زندان کو

ترے دیوانے ایسے مرتبہ دان ہین سگ لیلی ہین
جھکے اپنے سر و سینہ دیتے ہین گرد بیابان کو

اثر یہ نامہ کا ہے آگ لگ جاتی ہے عالم مین
ہمیشہ ہم نے سینے مین چھپایا آہِ سوزان کو

ترے دیوانے کو جاسہ دریکا شوق ایسا ہے
لگاتا ہے گریبان بخیہ گر سیتا ہے دامان کو

ترے دیوانہ کا صبر و تحمل پر رہا قبضہ
خود اپنی جان دیدی یون چھپایا راز پنہانکو

عیادت کے لئے آیا تو منہ کو پھیر کر بیٹھا
ارے نادان تسلی دیتے ہین دم بھر بھی مہمان کو

ملے جو راہ مین اپنا ہی منہ پھیر لیتے تھے
نہ کوئی دیکھ سکتا تھا مرے حال پریشان کو

رہی سب پھیر قسمت کی رہی لٹتی مرے دل سے
نہ نکلا کوئی بھی شاباش ہے ایک ایک ارمان کو

خدا انداز کیا مستانہ ہے رکھے خدا اوسکو
پڑا تیر نظر جب آنکہ چھیدا رگ جان کو

مری سینہ پہ مارا تیر جس سے کئے ٹکڑے
نگاہِ غور سے رگ رگ مین دیکھا اپنے پیکانکو

کھنچا جب اوسکا نقشا دیکھ سکتا کون عالم مین
رکھا آنکھون کے پردون مین سدا تصویر جانانکو

قدم رنجہ وہ فرمائین مرا ایسا مقدر ہے
شفیق آنکھون سے سجاتا ہم شب وصلت کے سامانکو

جگر سے آتش غم یون عیان ہو
نفس کے ساتھ ہی پیدا دھوان ہو

تزلزل مین زمین و آسمان ہو
جو کچھ بھی گردش چشم بتان ہو

سنے گر باغبان دلچسپ قصہ
مرا احوال بلبل کی زبان ہو

کہا یہ غیر نے ہے بدشگونی
کہ اونکا نام اور آہ و فغان ہو

زبان سے نام یوسف میرے نکلا
کہین مجھسے نہ ظالم بدگمان ہو

جو راہ عشق مین ہی مرنے والا
پھر اوسکے دلمین اندیشہ کہان ہو

جلا کر دو جہان کو خاک کردے
کبھی دل اسطرح گرم فغان ہو

مجھے یون کوسنے اور گالیان دین
غضب کی تم بھی صاحب بدزبان ہو

خدا حافظ ہے اوسکی زندگی کا
کہ جسکا مہربان نامہربان ہو

کہا یہ دل نے لازم ہے خموشی
جو کوئی بھی کسیکا رازدان ہو

رہین مقتل مین قاتل وہ ادائین
کوئی بیجان ہو کوئی نیمجان ہو

کچھ ایسی ہو ترقی جوش گریہ
کہ ہر دم آنکھ سے دریا روان ہو

مناسب ہی تجھے اے ضبط الفت
نہ کچھ آثار چہرے سے عیان ہو

کبھی اف بھی نہ نکلے منہ سے قاتل
اگر ہر روز میرا امتحان ہو

مزا پھر میکشی کا مجھکو اوٹھے
صراحی کا دہن میری زبان ہو

ارے صیاد ہوگا حشر اوس دن
کہ تیرا ہاتھ میرا آشیان ہو

دعا بلبل یہ کرتی ہے الٰہی
کہ شاخ گل پہ میرا آشیان ہو

کہا بلبل نے اوسکا کیا ٹھکانا
چمن مین جسکا دشمن باغبان ہو

شفیق احباب جاتے ہین عدم کو
چلو تم بھی شریک کاروان ہو

جگر چھید و ہمارا اپنا نقشا دیکھتے جاؤ
ذرا دل تھام کر ہاتھون کا رعشا دیکھتے جاؤ

عیادت کو اگر آئے ہو کیون منہ پھیر کر بیٹھو
نہ دیکھو دل ہمارا تیر اپنا دیکھتے جاؤ

ہماری خواب مین آئی ہو تم دم بھر ٹھہر جاؤ
ہماری کچھ شب فرقت کا نقشا دیکھتے جاؤ

ذرا انصاف سے کہہ دو نہ کیونکر مٹین عاشق
تم اپنا آپ ہی نقش کف پا دیکھتے جاؤ

مجھے چارہ گرو تکلیف ہے کچھ سانس لینے میں
سرک جائے نہ زخم دل سے پھاہا دیکھتے جاؤ

لگایا دل پہ تمنے اور جگر کو توڑ کر نکلا
خدنگ ناز کا تم اپنے پلّا دیکھتے جاؤ

عبث کہتے ہو مرتا کون ہے کہنے کی باتیں ہیں
جو تم دم لو ابھی میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ابھی بخیہ گرو سوز محبت دل میں باقی ہے
نہ جل جائے کوئی زخموں کا ٹانکا دیکھتے جاؤ

رقیبو اٹھتی ہے میت مری ٹھہرو چلے جانا
کسے کے دوش پر میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ہمارا قتل ہے منظور یا غیروں کی دلداری
تم اپنی آپ آنکھوں کا تماشا دیکھتے جاؤ

مسیحا دوستو رستے میں مل جائے تو کہہ دینا
شفیق زار مرتا ہے خدا را دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے مختفی

مجھی میکش نے پہلے کھینچی ہے تصویر میخانہ
مرے باعث سے دنیا میں ہوئی تعمیر میخانہ

مزے کی صحبتیں تھیں کیا جوانی یاد آتی ہے
پیا کرتے تھے ہم جتنے تھے وہ بھی پیر میخانہ

زبان پر نام آتی ہی حبابی آگئی قلقل
خدا محفوظ رکھے ہے بڑی تاثیر میخانہ

نظر ہٹتی نہیں ساغر سے ساقی کی عنایت ہے
بنائی ہے ہمارے جام پر تصویر میخانہ

دعائیں دیتا ہے پیر مغاں یہ مے پرستوں کو
خدا رکھے انہیں کے دم سے ہے توقیر میخانہ

شعاعیں جام سے نکلیں جگر میخوار کا چھیدا
پڑے ہیں ڈھلکے ہر گوشہ میں آ کر تیر میخانہ

بہت بجھو دکھائیں ہنسکر گرائی برق ساقی نے
سنبھلتا کیا یکایک پڑ گئی شمشیر میخانہ

نہ بگڑو ساقی و میخوار کی یہ چھیڑ ہے واعظ
رہی باتوں میں تم اور کھنچ گئی تصویر میخانہ

یہ جب آتے ہیں کچھ افشانی ذرے سی سر گرد ہیں
چمکتی ہے حسینوں کے سبب تقدیر میخانہ

ہوا ہے آئنہ رخسار کا اتنا اثر پیدا
قدم رکھا انہیں نے بڑھ گئی توقیر میخانہ

خدا سے زاہد و میخوار کو حصے ملے اچھے
ادھر سے جنت ہمیں پوری ملی جاگیر میخانہ

ہوا ہے سہرا کڑی پر نام ساقی کا مرے کندہ
اب اس سے خوبصورت کیا ہے زنجیر میخانہ

شفیق ایسا ترا ساقی ہو جو عالم ہی دو عالم کا
سنا کرتے ہین خاصان خدا تقریر میخانہ

گئے تھے عرش پر تم مصطفا پوشیدہ پوشیدہ
رہا پردے ہی مین نور خدا پوشیدہ پوشیدہ

بروز حشر ہم بھی سب گنہگارونکے مجمع سے
تمھین دیکھینگے ہم خیر الورا پوشیدہ پوشیدہ

ضرورت ہی مجھے ہر شی کی ورنہ پاس عزت ہی
مجھے دینا نصیری کی خدا پوشیدہ پوشیدہ

مدینے ہم نہ جیتے جی اگر پہونچے تو اتنا ہو
ہماری روح جائے کبریا پوشیدہ پوشیدہ

مدینہ کی زمین پر موت آئے ہر مسلمان کو
کرین سب سجدۂ خالق ادا پوشیدہ پوشیدہ

مجھے صحت کی خواہش ہی تجھی سی شافی مطلق
ہوا ہی درد میرا لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

تمنا ہے مدینہ مین لپٹ کر تیرے قدمونسے
مجھے کہنا ہے اپنا مدعا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا تم گئے عرش معلا پر
ہوئی معراج کیا صلّ علیٰ پوشیدہ پوشیدہ

گنہگارونکو شرم آئی کفن مین منہ چھپائی ہین
کہین گے یا محمدؐ مصطفا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسا ترا خادم ہی گر تشریف تو لائے
رکھے آنکھون مین تیرے نقش پا پوشیدہ پوشیدہ

لیا دلکو نگاہ سرمہ سا پوشیدہ پوشیدہ
جگر مین میرے آئے ہر ادا پوشیدہ پوشیدہ

کھلا یہ بعد مرنیکے وہی تو جان تھی میری
مرے سینے مین تھی دو ہری ہوا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا جو کرم مجھپر تمھارا تھا
مجھے مارا ہے کیا ناز و ادا پوشیدہ پوشیدہ

مرا دل دیکھکر جلا د بولا فخر سے میرا
یونہین تڑپیگا پابند وفا پوشیدہ پوشیدہ

کھلائے سیکڑون گل پر نہ بلبل آنکھ سے دیکھے
چمن مین جائیگی باد صبا پوشیدہ پوشیدہ

کچھ ایسا راز تھا غیرونسے بھی اوسنے چھپایا ہی
رہے گی میری عرض مدعا پوشیدہ پوشیدہ

ہمارے آپکے راز و نیاز عشق مخفی ہین
وفا پوشیدہ پوشیدہ جفا پوشیدہ پوشیدہ

مسیحا بھی نہ آیا حال کس سے مین کہون اپنا
رہیگا یونہین درد لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسی ہی وزدیدہ نگاہین کام کرتی ہین
مرا دل لیگیا اک دلربا پوشیدہ پوشیدہ

داغ سوزان اسطرح روشن ہی سحر دلکی ساتھ
جسطرح شب کو ستاری ہون مہ کامل کی ساتھ

قتل گہہ مین غیر کیون بسمل ہون مجھ بسمل کی ساتھ
یا الٰہی اور قاتل ہون مرے قاتل کے ساتھ

وہ جو اوٹھا بزم سے ہر سو اندھیرا چھا گیا
شمع بھی رخصت ہوئی اوس رونق محفل کی ساتھ

بحر غم کا جوش جبتک ہی جہا مین ہم بھی ہین
ہی جہاز عمر بھی اپنا اسی ساحل کی ساتھ

اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل
جس کسیکو دیکھئے پھرتا ہی وہ قاتل کی ساتھ

عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
آپکی زلفین بھی جلبنش مین ہین میری دلکی ساتھ

یار صادق ہی وہی جو کام آئے یار کے
آج شب کو تا سحر تڑپا کیا مین دل کی ساتھ

ایسا پر ارمان ہوئمین نظرین رہین سبکی طرف
روح بھی تن سے مرے نکلی تو کس مشکل کی ساتھ

قیس کہتا تھا ہوالے اونکو دکھلایا مجھے
میری نظرین اوٹھ رہی تھین پردہ محمل کے ساتھ

تیرا کوچہ کیا چھٹا بس جان ہی تن سے گئی
کاروان عمر بھی چھوٹا اوسی منزل کے ساتھ

تھی کشش اتنی زمین و آسمان ملنے لگے
برق بھی آکر تڑپتی تھی ترے بسمل کے ساتھ

لیچلو تھوڑی سی مے تا لوگ دیکھین ای شفیق
میکدے سے دختر رز نکلی تو اک سائل کی ساتھ

عیادت کی لئے آتا ہی یار آہستہ آہستہ
نکلنا تن سی میری جان زار آہستہ آہستہ

کبھی کی آہ فرقت مین کبھی غش آگیا مجھکو
یونہین رخصت ہوئی صبر و قرار آہستہ آہستہ

حسین جب باغ مین آئے اوسی تھا شوق نظارہ
دبے پا آئی گلشن مین بہار آہستہ آہستہ

مرے پہلو مین اونکی آج تصویر خیالی ہی
تڑپنا تو دل امیدوار آہستہ آہستہ

بہت مے پی گیا ہی وہ سنبھلتا ہر قدم پر ہی
چلا ہی میکدہ سی بادہ خوار آہستہ آہستہ

جھکایا سر کو اپنے اور بنکر قدم رکھے
مری خلوت مین آیا شرمسار آہستہ آہستہ

انھیں تلوو لنے ہے سارا بیابان مجھکو طی کرنا
انھیں تکلیف دنیا نوک خار آہستہ آہستہ

تہ جب تک آئین وہ یہ بھی نہ اپنی جانسے گذری
مجھے تڑپاتا ہے یون انتظار آہستہ آہستہ

کسی نے بھی نہ دیکھا انکا بڑھنا دلکو حیرت ہے
کمر تک آئے ہین گیسوئی یار آہستہ آہستہ

مرے سوم مین وہ نازک مزاج آیا مناسب ہے
مجھے روئین تو میری غمگسار آہستہ آہستہ

اسے بھی رحم مجھپر آگیا مین ایسا لاغر ہون
زمین قبر دیتی ہے فشار آہستہ آہستہ

کبھی گیسو بگڑتے ہین کبھی گیسو سنورتی ہین
مرا دل لے رہے ہین ہوشیار آہستہ آہستہ

کبھی فرقتمین رویا گاہ رویا اپنی حالت پر
بندھا ہے یون مرے اشکونکا تار آہستہ آہستہ

بجھا ہی لی کبھی آنسو بہے سیکش کی آنکھونسے
اسی حالت سے اوتریگا خمار آہستہ آہستہ

رکھا ہے آئنہ ہوتی ہے آرایش پہ آرایش
جو زیبا ہے وہ ہوتا ہے سنگھار آہستہ آہستہ

کبھی الفت حسینون کی کبھی فرقت حسینونکی
بڑھیگا یوہین دلکا انتشار آہستہ آہستہ

پسینہ موت کا منہ پر کلیجا ہاتھ سے تھامے
گیا مقتل مین کوئی جان نثار آہستہ آہستہ

ہوانے خاک اوڑائی رہروون نے اوسکو ٹھکرایا
یوہین مٹ جائیگا میرا مزار آہستہ آہستہ

شفیق اوسپر فلک کی گردشین ہر روز آتی ہین
یوہین اوجڑا کیا میرا مزار آہستہ آہستہ

اوٹھا سوز دل سے دھوان رفتہ رفتہ
توانا ہوا ناتوان رفتہ رفتہ

کھلی مجھپر اونکی زبان رفتہ رفتہ
سنائین مجھے گالیان رفتہ رفتہ

رکھا تنکا بلبل نے لالا کے اک اک
بنا ہی لیا آشیان رفتہ رفتہ

مرے اپنے گھر مین گئے پھر لحد تک
گئے ہم وہانسے کہان رفتہ رفتہ

جو دلمین ہوا ہر رگ و پے مین پہونچا
بڑھا یوہین درد نہان رفتہ رفتہ

جز ہے تمھین لکھنؤ دہلی والون
بگڑتی ہے اردو زبان رفتہ رفتہ

اسے موت آئی تو وہ جان بلب ہے
مرینگے یوہین ہم جان رفتہ رفتہ

کبھی ہنس کے دیکھا کبھی بات کر لی
ہوئے مجھپہ وہ مہربان رفتہ رفتہ

فلک تک مری خاک مدت مین پہونچی
زمین سے ملا آسمان رفتہ رفتہ

ابھی آتش عشق پہونچی ہے دل تک
جلائیگی سب استخوان رفتہ رفتہ

سب اہل قفس روز دل تھامتے ہین
سناتا ہون مین داستان رفتہ رفتہ

بہت مینے فرقت مین دلکو سنبھالا
ہوا ہون مین گرم فغان رفتہ رفتہ

کہا روز آنے کو آئین گے اک دن
کرینگے مجھے شادمان رفتہ رفتہ

شباب آتے ہی مجھکو دم بھر مین مارا
اسی سے ہوئے ہم جوان رفتہ رفتہ

فراق سینے کی زخم پر زخم ڈالے
مرا ہوگیا امتحان رفتہ رفتہ

رکھے قیس نے سنگریزے اوٹھا کر
بنائیگا کوہ گران رفتہ رفتہ

مین جی بھر کے دیکھون کبھی قتل گہہ مین
ستم مجھپہ کر مہربان رفتہ رفتہ

شفیق ایسا کمزور ہی شاعر یمین
ٹپہا تیرا نام و نشان رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی ہے تدبیر رفتہ رفتہ
پیرون تک اونکے آئی زنجیر رفتہ رفتہ

خط مینے اونکو بھیجے آخر وہ آپ آئے
سیدھی ہوئی ہے میری تقدیر رفتہ رفتہ

دل سے خیال جانان لپٹا ہے مدتون مین
یون وصل کی ہوئی ہے تدبیر رفتہ رفتہ

قاتل ہے میرا نازک اوٹھی ہے مدتون مین
آئی ہے میرے سر تک شمشیر رفتہ رفتہ

فرقت مین گرتے پڑتے کانون تک اونکی پہونچین
آہون مین اب ہوئی ہے تاثیر رفتہ رفتہ

دیوانے کو یقین ہے قید کہن سے چھوٹنے
خود آپ گھس رہی ہے زنجیر رفتہ رفتہ

دیوانونکے اشارے کیا خوب پر اثر ہین
سننے لگی ہے اونکی تصویر رفتہ رفتہ

جب جان مینے دی ہے کچھ وہ بھی ہین مخاطب
الفت کی مینے پائی جاگیر رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی باتین سنتے ہین روز وہ بھی
آئی ہے کچھ مزے پر تقریر رفتہ رفتہ

تیر نظر لگایا تجلی گرائی ہنسکر
الفت کی مل رہی ہی تعذیر رفتہ رفتہ

سو بار تو نے دیکھا ترچھی نظر سے مجھکو
دلبر لگائے ظالم کیا تیر رفتہ رفتہ

دیکھا تھا خواب شبکو اوٹھا سحر کو روتا
اب ہجر مین ملیگی تعبیر رفتہ رفتہ

تم ہو شفیق ایسے ہی قدر دان زمانہ
ہو جائیگی تمھاری توقیر رفتہ رفتہ

ردیف یائے تحتانی

ادنے یہ شان ہی ترے حسن و جمال کی
ناخن کٹے تو بن گئی صورت ہلال کی

جلنے سے بھرے بھی زخم تڑپنے سے کھل گئے
امید چارہ گر کو نہین اندمال کی

بلبل کی آہ گرم سے پورا قفس جلا
کڑیاں پگھل کے رہ گئین لوہے کے جال کی

شاباش اوس مریض کو فرقت مین عمر بھر
لے لیکے نام تیرا طبیعت سنبھال کی

فرقت کی نا امیدیان کہتی ہین مر بھی جا
روکے ہوئے ہین مجھکو امیدین وصال کی

مردہ دلی نے کر دیا رسوا جہان مین
چھپتی نہین چھپائے سے صورت ملال کی

وہ بے خطا ہی چشم سے شاعر نے دی مثال
کیون صد یہ ہی نکال لو آنکھین غزال کی

آخر کو بحر غم نے اوسے بھی ڈبو دیا
جو ناؤ چل رہی تھی ہمارے خیال کی

لکنت زبان کو ہوتی ہی کہنا محال ہی
ہوتی ہی جب شریف کو حاجت سوال کی

وہ دیکھنے کو آئے ہین صحت قریب ہی
اے زخم دل امید ہی اب اندمال کی

دیوانہ اب جو ہوشمین ہی اوسنے ہی کلام
سب داستان سناؤ مجھے میرے حال کی

رکھا تھا پاؤن قلب و جگر پر اسیطرح
جسطرح تو نے قبر مری پائمال کی

جلسے کیا ہی تمنے مرے دلکو پائمال
شہرت ہوئی ہی ساری حسینون مین چال کی

کہتا ہی چارہ ساز نہ آئیگا وہ مسیح
اس گفتگو نے اور طبیعت نڈھال کی

پایا نہین رئیس کوئی قدر دان شفیق
احباب مین تو قدر ہے تیری کمال کی

مرکے مین برباد ہوا ہون روتی ہی غربت مری
دونو ہین یکتائی جہان صورت تری سیرت مری
ہمت دلنے مجھسے کہا تو عشق مین سب آگیا
اسکی شکایت رہتی ہی سو بار ذلیل و خوار کیا
درد دل نے مجھسے کہا مین اوسکو بھی سمجھا ہون
وہ آکے بیٹھے پہلو مین کیا درد دل اکبار اوٹھا
خاموش ہی سارا گھر کا گھر آنکھون سے آنسو بہتے نہین
وہ آئی بیٹھے اوٹھ بھی گئے جو مجھکو تھا کہنا رہ گیا
تھا ایک تماشہ مقتل مین ان دونو نے کیا کام کیا
نظارہ کو جب آنکھ اوٹھی عاشق کو تاب ضبط کہان

ایسی ہوائی خاک اوڑائی پست ہو گئی تربت مری
آگئے بڑھکے نام کرینگے حسن ترا الفت مری
قیس کا مینے نام سنا جب بڑھنی لگی وحشت مری
دلکا جب کہنا مانا پھر آبھی گئی شامت مری
تو ایک چمک مین مرنے لگا کیا دیکھیگا شدت مری
ای ضبط ترا ممنون ہون مین تو نے رکھلی عزت مری
جینے کی اب امید نہین کیا نازک ہی حالت مری
مین اونکے آگے بات کرون کیا یہ بھی ہی قدرت مری
ظالم کا جتنا ظلم بڑھا بڑھتی ہی گئی ہمت مری
جب اونکو دیکھا غش آیا نکلی نکوئی حسرت مری

قابو مین مرا دل ہی نہین رونا ہی شغل اسکا مجھکو
معشوق جب اچھا دیکھ لیا بس غیر ہوئی حالت مری

جان مین اپنی یون دونگا اک مدت تک ہنگام رہے
وہ رہین جلتے جنکے اوپر عاشق سب نے موت سہے
چھوڑ حسینونکی الفت اب تو بھی ہمارا کہنا مان
جسوقت جناب شیخ آئے میخانہ درہم برہم تھا
الفت مین مجھکو ظالم کی کوئی بھی نہ ایسا دن آیا
یہ جلنے سے تو اچھا ہی گر موت بھی آئی یون میری
زلفون مین پھنسا ہی دل میرا مین لاکھو سمجھاتا ہون
مین اول سے آخر تک یون قیس کا قصہ سنتا ہون
دل گذرا ہی امید یہ ہی اک لحظہ ہم اوسکو دیکھ تو لین

انسان کچھ ایسا کام کرے دنیا مین جس سے نام رہے
زور یہ ہین دنیا مین تیرا مرگنا ہنگام رہے
دل ہم تیری باعث سے عالم بھر مین بدنام رہے
میخوارونکے آگے اب بھی کچھ ٹوٹی پھوٹی جام رہے
جو مجھکو بھی آرام رہی دلکو بھی میری آرام رہے
ہر دم کلمہ اوسکا ہی پڑھون اوسکا ہی زبان پر نام رہے
الفت کا میری نظرون مین آغاز رہی انجام رہے
آرام اونھین کو ملتا ہی خاموش جو زیر دام رہے
وہ رات بھی اپنی دن مین کٹی جسکے در پر تا شام رہے

پردہ نشینو نکی الفت ڈالیا کیا مجبور ہمین
اور نہ اونکو دیکھ سکین ہم جن جن سے پیغام رہی

کیا بلتا ہی تو اہی ناصح دل دیکر لینا خوب نہین
جب دی ہی چکی ہم خود اوسکو کیون ہمکو کسی کام رہی

عشاق کی جانین اپنی دین سب اونکی ادا پہ کہتی ہین
جو مرتی ہین تو مر جائین دنیا مین انکا نام رہی

گر شہر مین مجھکو موت آئی مرنا بھی شفیق اچھا ہی یہ
گر میرا جنازہ کاندھوں پر یارونکی دو دو گام رہی

یہ تمسے کون کہہ سکتا ہی تم صورت دکھا دیتے
تمہاری مصلحت ہوتی تو تم پردہ اوٹھا دیتے

حیا نے اونکو روکا ورنہ دونون ہاتھ اوٹھ جاتے
جو انگڑائی وہ لیتے اور دیوانہ بنا دیتے

یکایک چار آنکھین ہو گئین اونسے دم زینت
قیامت اور ہو جاتی جو وہ کچھ مسکرا دیتے

مرے جب سامنے آئے تھے پھولے وہ ادا کیا تھی
اوسی صورت سے پھر گردن جھکا کر مسکرا دیتے

کہا اوس شوخ نے سنکر مرے دیوانے ایسے ہین
عدم آباد گر جاتے تو وان کی خاک اوڑا دیتے

کہین کیا دوستو مردہ دلی نے مار ڈالا ہے
اگر قابو مین ہوتا دل تو رو رو تو نکو سمجھا دیتے

وہ آنسو گرم نکلی پڑ گئے رخسار پر چھالے
اگر یہ دل مین رہتے آگ سینے مین لگا دیتے

یہ ہی اچھا ہوا تلقین نہ اہد نے پڑھی میری
جو وہ شانہ ہلاتے عشق کا قصہ سنا دیتے

یہ حسرت رہ گئی ای درد دل مارا مجھے تو نے
مجھے آتا جو غش وہ اپنے دامن کی ہوا دیتے

ہمین ملتا نہ ملتا کچھ فقیر مست ہین ایسے
ہم اونکے در سے اوٹھتے اور کے در پر صدا دیتے

شفیق اچھا تو ہے سب اہل محشر کی نظر پڑتی
قیامت مین وہ مل کر اور دیوانہ بنا دیتے

مرا برباد ہونا عشق مین یون کام آتا ہے
کسی کے نام کے ہمراہ میرا نام آتا ہے

ہوئی مدت کہ شغل مے کشی سے توبہ ہی کر لی
جما ہی آتی ہے اب بھی نظر جب جام آتا ہے

چلا ہون قتل گہ مین جان بھی کیسی کی شئے ہے
سنبھل جاتا ہون لیکن غش مجھے ہر گام آتا ہے

دل بیتاب فرقت مین پڑا رہتا ہے مردہ سا
نہ مجھسے بات کرتا ہے نہ اونکی کام آتا ہے

ہوئیں جب چار آنکھیں پھر تو دل سے نہیں رکتا
حسینوں کی اداؤں پر دل ناکام آتا ہے

ہوئی مرنیکو مدت پر شریک حال رہتا ہے
بہت فرقت میں یاد ابتو دل ناکام آتا ہے

بلا گرداں ہوا کرتی ہے اے ساقی نظر میری
تری مہندی لگی ہاتھوں نہیں جب جام آتا ہے

مسیحا کو اکیلا دیکھکر بیمار کہتا ہے
سکوں ہوتا ہے دلکو جب تمہارا نام آتا ہے

رسے جاتے ہیں سب ناسور ابھی ہوتی ہے ایذا
ستاتا تھا زندگیں مرکے کچھ آرام آتا ہے

مجھے حسرت ہے کیونکر زخم ڈالی ایسی قاتل نے
جھجکتا ہے وہ خود تلوار کا جب نام آتا ہے

خدا فرقت کو رکھے جو لب جاں بخش جاناں تھی
زبانی اب ادھنیں کی موت کا پیغام آتا ہے

گذارا دن تو فرقت کا کسی صورت سے عاشق نے
ڈرا جاتا ہے دل اب شام کا ہنگام آتا ہے

مرا دل مجھکو پھیرا اور یہ کہنے لگے ہنسکر
برا بھی ہو کسی کا دل تو او سکے کام آتا ہے

خدا رکھے تجھے تو روز میرے ساتھ رہتا ہے
خیال یار تو ہر وقت میرے کام آتا ہے

زمانہ ہو گیا لیکن تم اتنا یاد تو رکھنا
تمہاری بزم میں ابتک کوئی ناکام آتا ہے

جفائیں کھینچی ہیں جلاد کی گور غریباں پر
کہو اے مرنے والوں مرکے بھی آرام آتا ہے

مرے احباب کہتے ہیں شفیق ایسا ہے دیوانہ
سحر ہونیکو کہتا ہے قریب شام آتا ہے

دل پہلے جلا تھا کہ ہوا خاک جگر بھی
معلوم ہوا شب کو لگی آگ ادھر بھی

عشاق سے دل بھی لئے لیتے ہیں جگر بھی
وہ جنبش لب ہے تری باتوں کا اثر بھی

اب دل کی تڑپ نے مجھے بیچین کیا ہے
تنگ آکے یہ کہتا ہوں کہ ظالم کہیں مر بھی

دلمیں جو پڑی زخم تو بیچین ہوا ہے
اب جان پہ کھیلے ہوئی حاضر ہے جگر بھی

وحشت نے مجھے دشت کی وہ راہ دکھائی
مرجاؤں تو پہونچے نہ مری اونکو خبر بھی

غفلت سے کوئی سوئے کوئی محو نظارہ
کیا لطف دکھا دیتی ہے وصلت کی سحر بھی

غفلت سے ستمگار کی سب مرگئے قیدی
بیکار ہیں دیواریں بھی زنداں کا در بھی

وہ جانتے ہیں اور لاش ہے عاشق کی اکیلی
اللہ نہ دکھائے کبھی ایسی سحر بھی

سب دیکھ کے کہتے ہیں مجھے دیکھنے والی
ہے قدر کے لائق ترے عاشق کی نظر بھی

اے چارہ گرو دلمیں مری آگ لگی ہے
ساتھ آہ کے اب لبسے نکلتے ہیں شرر بھی

ٹھکراتا ہے وہ لاش مری مجھکو خوشی ہے
جلاد کے کام آئے مرا کاسۂ سر بھی

اے چارہ گرو قلب و جگر جل گئے دونو
ہے آگ برابر کی ادھر اور ادھر بھی

اسطرح سے مقتل کیطرف آتا ہے قاتل
تلوار کے مانند لچکتی ہے کمر بھی

الفت کے عطیہ سے بڑا نام ہے میرا
دلمیں جو دیا درد تو باتوں میں اثر بھی

دربان نے آزار جو پہونچائے ہیں مجھکو
دل کہتا ہے ہر بار گلہ یار سے کر بھی

وحشت نے مجھے دشت سے یہ کہکے نکالا
مرنا ہے اگر تجھکو تو اوس کوچے میں مر بھی

احباب یہ کہتے ہیں مزاج اوسکا ملے کیا
جسنے دل گم گشتہ کی پائی ہو خبر بھی

اب بات بھی کرنا ہے شفیق آپکو مشکل
معشوق کا بھی خوف ہے اغیار کا ڈر بھی

وہ کیا حسرت ہے اوسکی جو کہ صرف رہگذر ہوگی
اوسی کے دلسے پوچھو منتظر جسکی نظر ہوگی

شب فرقت کی حالت دیکھکر ہم جانسے گذرے
وہی جیتے رہیں گے جنکو امید سحر ہوگی

بس اے ناصح نصیحت کرچکا اللہ جانے دے
رہونگا اوسطرح میں جسطرح میری بسر ہوگی

ہمارے خون ناحق کی شہادت غیر ممکن ہے
قیامت میں اکیلے ہونگے ہم دنیا ادھر ہوگی

وہ بیکس ہوں کسی صحرا میں میری موت آئیگی
مرے لاشے پہ بس میری مصیبت نوحہ گر ہوگی

فقط آنکھونکو اوسکی غور کرکے دل یہ کہتا ہے
خیالی یہ اثر جسکا ہے وہ کیسی نظر ہوگی

شب غم کی درازی اب مجھکو ہوگئی ظاہر
ہے اوسکی شام دنیا میں قیامت میں سحر ہوگی

وہ رخصت ہو رہے ہیں دیکھکر احباب کہتے ہیں
نہ یہ گھر آئینگے اسکے نہ پھر ایسی سحر ہوگی

سمجھ لیں غیر بھی اک روز ایسا آنیوالا ہے
وہاں ہم جائینگے اور ہاتھ میں زنجیر در ہوگی

ہمین غسل وکفن دیکر احبا لے چلے گر
ملین گے خاک مین ہم سب تو پھر اونکو خبر ہوگی

ہمارے دلمین ٹانکے دیکے اتنا یاد ہی کہنا
بڑہینگے زخم جب تکلیف تجھکو بخیہ گر ہوگی

ابھی تو بچپنا قاتل کا ہی مرنے لگے عاشق
قیامت آئیگی تلوار جب زیب کمر ہوگی

شب فرقت مین ہم تو ضبط کرکے جان دیدینگے
کرینگے آہ و نالہ جنکو امید سحر ہوگی

مجھے اسطرح الفت لیچلیگی کوئے جانان مین
کہین رستہ بھلائیگی کہین یہ راہبر ہوگی

ابھی چارہ گرو تم سو رہو کچھ رات ہی باقی
جگائینگے تمھین جب شدت درد جگر ہوگی

یہ جتنی زندگی باقی ہی اوسکا ہی وہی مالک
شفیق اوسکا تفضل ہی تو عزت سے بسر ہوگی

جہانین نقش قدم اونکا پا نہین سکتے
آ گئے جو سوئے عدم پھر کے آ نہین سکتے

طبیب حال ہم اپنا سنا نہین سکتے
کہا نہ درد ہی دلمین دکھا نہین سکتے

وہ روٹھ جائے تو منانا بھی اوسکا مشکل ہی
کہ جسکے نقش قدم ہم اوٹھا نہین سکتے

ہمارا مر گیا دل ضبط ہم سے کہتا ہے
ہم اسکی لاش پر آنسو بہا نہین سکتے

ہمین نکالا ہی ساقی نے اپنی صحبت سے
کسی کی بزم مین اب جام پا نہین سکتے

جو غیر خاک بھی چھانین گے اوسکی کوچہ کی
کبھی وہ نقش قدم میرا پا نہین سکتے

برائے فاتحہ آئے ہین اس نزاکت سے
چراغ گور ہمارا جلا نہین سکتے

ہمین جان بیچ کے جاتا ہون اوسکی کوچہ مین
رقیب یہ مری عادت چھڑا نہین سکتے

شب وصال نہ برہم مزاج ہو اونکا
ہم اپنے ہجر کا قصہ سنا نہین سکتے

اگر طبیب بھی آئین تمام عالم کے
ہم اپنا زخم جگر تو دکھا نہین سکتے

کلیجہ تھام کے چارہ گرون نے دل تھاما
ہمارے زخم کا پھاہا چھڑا نہین سکتے

تمہاری کوچہ مین اتنا زمانہ گذرا ہی
یہانسے اوٹھکے کہین اور جا نہین سکتے

شفیق فکر کرو یا کہ منت دربان
کسی طریق سے پاس اونکے جا نہین سکتے

یہان جیتا رہا پہونچا عدم مین مرگ مشکل ہے ‏ خداوندا یہ کیسا بیسری منزلکو منزل سے
اندھیری رات مین جاتا ہی ناہموار منزل ہے ‏ کوئی لیتی بلندی زلف کی پیچھو مری دل سے
ہماری خاک کے ذرہ زمین مین لوٹتے تہ جا ہین ‏ ہوا اب کیا اوڑائنگی زمین کوئی قاتل سے
رہا سکی خبر پائی ہی زندانین تلاطم ہے ‏ لپٹ کر روتی ہین دیوانے سب طوق و سلاسل سے
تلاطم بحر غم کا یون ڈراتا ہے مجھے یارب ‏ جہان اوبھرا وہان میتی گری دامان ساحل سے
مجھے فرقت مین جو ہی کیا ہی تکلیف ہوتی ہی ‏ کہ رونیکی صدائین شکوہ آتی ہین مری دل سے
ہماری خاک اوسکے در سے اوڑتی ہی مجبوری ‏ ہزارون آہ سیناؤ اوٹھین زمین کوئی قاتل سے
دکھایا عاشقونکو بزم مین سوز و گداز اپنا ‏ جلا کی رات بھر لیکن [illegible] اوٹھی شمع محفل سے
رکھا ہی آئنہ سو سو طرح سے مسکراتے ہین ‏ ادائین سیکھتے ہین [illegible] اپنے مقابل سے
نہین معلوم کس دن ایک دیوانے کی موت آئی ‏ نکالے جا رہی [illegible] طوق و سلاسل سے
نہ پوچھو ہجر مین غیرونے جو تکلیف پائی ہے ‏ جو اک تمہ بھی یاد آیا وہان اوٹھنے لگا دل سے
غضب کی عاشق و معشوق مین بھی چھیڑ ہوتی ہی ‏ کوئی غمگین زمین پر ہی کوئی ہنستا ہی محمل سے
ہوئی تھین عاشق و معشوق مین کیا راز کی باتین ‏ سحر کو غیر جا کر پوچھتے ہین شمع محفل سے

ہر اک کہتا ہی پہلے منہ تو ہو اوشفیق اپنا
اسی صورت پہ تمکو عشق ہی زہرہ شمائل سے

نہین معلوم کیا تکلیف پہونچی تیر قاتل سے ‏ الہی خیر ہو سب زخم لپٹے ہین مرے دل سے
نہ کھینچ اے چارہ گر تو ایسی بیدردی سے پیکانکو ‏ ہزارون حسرتین لپٹی ہین دلکی تیر قاتل سے
مری افسردگی سے ان سبھون کی موت آئی ہی ‏ قیامت تک ابھر ہان نکلینگے مری دل سے
لگایا وار تنہائی مین ظالم ہے ابھی نادان ‏ تڑپنے سے جو ڈرتا ہی لپٹ جاتا ہی بسمل سے
تو اپنے حسن پر مغرور مین اس بات پر نازان ‏ ترے گیسو نے سیکھی ہی پریشانی مری دل سے
نہین معلوم کیا حالت تھی اوسکی ابر باران مین ‏ کہ بجلی رات کو ملکر گئی تھی تیری بسمل سے

مرونگا ہجر غم مین قبر بھی اوسجا بنے میری
کہ بعد از مرگ وابستہ رہون ہمان محمل سے

مری ناکامیونکا زور ہی ایسا معاذ اللہ
ہوا گر اتفاقا کام کوئی وہ بھی مشکل سے

کھلی ہی زلف اونکی مجھکو پہچانیگا دل میرا
ابھی نکلا ہی گھبرایا ہوا قید سلاسل سے

حمیت عاشق بیہوش کی جاتی رہی بالکل
دیا تھا پہلے دل اب مانگنے جاتا ہی سائل ہے

دم زینت تمھارا بانکپن ظاہر ہوا مجھسے
جب آیا آئنہ اونکے بہت اپنی مقابل سے

سبھین عشاق کی جانین کسی صورت نہین ممکن
بچا نکے قاتلون نے ظلم سیکھی میری قاتل سے

کہا مجنون نے صورت دیکھ کر سونلاگئی لیلی
ہوائی گرم کیون ملکر چلے صحرا مین محمل سے

مین اونکو دل جگر دیکر جو بھولا بیٹھکے وہ بولے
زبانیکو خدا محفوظ رکھے ایسی غافل سے

یہ اونکا بچھنا ہی چودھوین شب جاندکی کوٹھے پہ
اوڑائے جاتے ہین افشانکے ذرے ماہ کامل سے

کوئی معشوق ناقہ لیچلا ہی دشت سے اپنا
کسی کی حسرتین لپٹی چلی جاتی ہین محمل سے

مرے زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جائین تم نہ چپ بیٹھو
یہ کسنے کہدیا ہی بات کم کرتے ہین گھایل سے

مین وہ ثابت قدم ہون اوٹھا لفتمین جو موت آ ئی
نہ اوٹھین گے مری نقش قدم تا حشر منزل سے

خدا کے سامنے جائیگا عاشق تیغ ابرو کا
نہین ممکن قیامت تک جدا ہو زخم گھایل سے

سبب طفلی کا یہ ہی ہاتھ بھی مارا تو اوچھا سا
بنے ہین نام کے قاتل ڈرے جاتے ہین بسمل سے

شفیق اچھا تو ہی مرنے پہ بھی دلچسپیان ہونگی
عدم آباد کو رستہ گیا ہی کوئی قاتل سے

جفا پسند ہی وہ دل خیال کسکا ہے
تو ہی بتا مجھے اب غیر حال کسکا ہے

ذرا فراق مین اوسکی خبر تو لے آ کر
لبونپہ دم بامید وصال کسکا ہے

خود اپنی دیکھکے تصویر مجھسے کہتے ہین
تمھین بتاؤ کہ ایسا جمال کسکا ہے

طلب تو میں نکیا تھا دیا رقیب کو جام
سمجھ تو لے ارے ساقی سوال کسکا ہے

مٹا یا یون کہ شباہت نہین رہی باقی
لکھے یہ کون کہ دل پائمال کسکا ہے

کہا فقیر نے ساقی سے کس تعجب سے ۔ یہ تیرے ہاتھ مین جام سفال کسکا ہے

شفیق اور بھی عاشق ہین اتنا سمجھو تو
تمھارا حال جو ہے ایسا حال کسکا ہے

ہین کے سائل اونکی کوچہ مین صدا دینے لگے ۔ جسنے کچھ احسان کیا اوسکو دغا دینے لگے
اب نہین امید جینے کی کچھ ایسا حال ہے ۔ چارہ گر منہ پھیر کر مجھکو دوا دینے لگے
شرم آتی ہے نہ وہ پردہ نشین بد نام ہو ۔ ہٹ کے واسطے دوسری در پر صدا دینے لگے
کہنا اوس گل سے کہ اوجڑے باغ مین آئی بہار ۔ زخم دل کھلنے لگے بوے وفا دینے لگے
دشمنونکے جور کا اندازہ کوئی کیا کرے ۔ جب مجھے تکلیف خنجر آپکا دینے لگے
درد دل خلوت مین اوٹھا ہے مری خوش قسمتی ۔ وہ مجھے خود اپنے دامن کی ہوا دینے لگے
استحان مین ضبط مینے کر لیا اف بھی نہ کی ۔ خون دیکھے زخم دل مجھکو صلا دینے لگے
کچھ خیال اسکا نہین عزت کسی کی جائیگی ۔ غیر کے کہنے پہ وہ مجھکو سزا دینے لگے
کمسنی کیا چیز ہے مجھکو ہنسی آنے لگی ۔ کوسنا بھولے تو وہ مجھکو دعا دینے لگے
مرنے والیکو جو دیکھا ڈر گئے یکبار سب ۔ قتل گہہ مین لوگ مجھکو راستا دینے لگے
ہوکے سب مدہوش اوپر صدقہ ہوتے ہین چکور ۔ چاند کا پرتو تمھارے نقش پا دینے لگے
وائے قسمت وصل کی شب اونسے باتو نہین کی ۔ رات تھوڑی رہ گئی طائر صدا دینے لگے
فاتحہ کو کون آیا ہے نظر نیچی کئے ۔ آج میری قبر کے تختے ہوا دینے لگے

اب زمانے سے ڈرو ایسی برائی ہے شفیق
دوست سمجھے تھے جنھین وہ بھی دغا دینے لگے

کوئی وحشی خوشامد کر رہا ہے اونکی دربانکی ۔ دئے جاتا ہے اوسکو دھجیان اپنے گریبانکی
بٹھایا پاس مجھکو کیا حقیقت مجھ پریشانکی ۔ قیامت تک رہے یارب حکومت اونکی دربانکی
یہ جوش عشق تھا اسمین زلیخا کی خطا کیا تھی ۔ اوڑا مین بیخودی مین دھجیان یوسف کی دامانکی

وہان مردی ہزارون ہین پہنچے ہین ہویدا ان کھون
نہ دکھلائی خدا دشمن کو بھی تصویر زندان کی

مری مردہ دلی سے ایسا حیرت خیز منظر ہے
بہاران دل ہے وہین حسرت ہی سے ایک ایک ارمان کی

سہرا اوسکا اپنے زانو پر تبسم لب پہ ہوتے ہے
برا جب وقت آیا خاطرین ہوتی ہین جہان کی

سے چلے ہی جاتے ہین دن رات جلوہ دیکھنے والے
لپک اب طور تک پہونچی ہی میری آہ سوزان کی

کھٹ ہوتی ہی جب مجھکو جنون مین ہوش آتا ہے
یہین اکثر خبر ملتی ہی دل سے اونکی پیکان کی

ہماری آہ سوزان سی کہا یہ قیس نے ڈرکر
وہ ہوا ان اوٹھتا ہی ہر سو خضر ہو یارب بیابان کی

نگوڑے یہ نہین ہین قیس کی فریاد کی روحین
ملی ہی خاک صحرا مین پریشان ہی پریشان کی

شفیق اوس بت کو جبین مری ہو دیکھی کیا ہو
کسی کافر کے ہاتھون اوٹھی میت مسلمان کی

ٹہلتے ٹہلتے مین ہو انزدیک قصر یار سے
میری پرچھائین لپٹتی ہے در و دیوار سے

خوف اس درجہ ہی اسکو عشق کی آزار سے
ہٹ کی بیٹھا ہے مسیحا بستر بیمار سے

جب اوٹھا ابر بہاری میکشو مین عید ہی
ہم بغل ہوتا ہے بادہ خوار بادہ خوار سے

اس نزاکت کی تصدق اس ادا کی مین نثار
منہ پہ زلفین ہین جھکی جاتی ہی گردن بار سے

قتل گہہ کو خود چلا ہون دیکھی دھڑکن بڑھ گئی
مونکا کچھ ڈر نہین ڈر ہی مزاج یار سے

باغ عالم کا تماشہ دیکھتا تھا ہر نفس
مجھکو فرصت ہی نہین تھی نظم کے گلزار سے

ہجر کی میلنے شکایت کی تو وہ کہنے لگے
اب کوئی معشوق لانا مصر کی بازار سے

عاشق و معشوق دونو خوش رہی یہ ذکر ہین
ہو گئین پردین باتین طالب دیدار سے

قتل بھی کرنا تمھین آتا نہین بیٹھے رہو
آپ کھینچی آپ ہی ڈرنے لگے تلوار سے

پیکے ساغر لڑکھڑاتا پھر سنبھل جاتا ہون مین
میکشی سیکھی ہی کیا ہشیار بادہ خوار سے

بادیہ گردین ہر تلوی کو یہ ایذا ہو گی
دل مرا ڈرتا ہی ابتک ذکر نوک خار سے

چھیڑ سے ہر روز کی تیرے مزا آیا مجھے
میری الفت بڑھ گئی ظالم تری تکرار سے

ہجر مین آیہ جان کہتا ہے مجھسے رحم کر
جل نجاؤن کسیدن آہ آتشبار سے

قتل گہہ مین قاتل اپنی تیغ سے کہنے لگا
اب ٹھہر جا حشر برپا ہے تری رفتار سے

رہنے والے دشت کی کہنے لگے یا دشت بخیر
قیس یاد آیا بگولہ جب اوٹھا کہسار سے

داستان ناسور دل کی بھی کہین جلاد سن
تخلیہ مین بیٹھکر اکدن لب سوفار سے

مار ڈالا ہے زمین کی گردشون نے ای شفیق
ایکدن راحت نپائی چرخ کجرفتار سے

ہوکے کچھ زخمی تڑپتا ہے مرا دل اور بھی
ہاتھ اک پورا اسی پہلو پہ قاتل اور بھی

وحشت پیمائی کی حد ہوجائے بس رکنا نہین
ہان مرے جوش جنون دو چار منزل اور بھی

پاؤن میرے سو گئے یہ کہکے راہ عشق مین
مل ہی جائیگی اسے منزل سے منزل اور بھی

گھر سے آئے تا لحد والنسے گئے سوی عدم
یہ ہمین جانا پڑی منزل پہ منزل اور بھی

عاشق ابرو نے لین ہنستے بلائین دور سے
جب سے کچھ کھنچنے لگی شمشیر قاتل اور بھی

آئنہ کو دیکھکر کہتے ہین مجھکو سچ بتا
تونے دیکھا ہے کوئی میرا مقابل اور بھی

چاہا جب ملنے کہ بحر غم سے ہوجاؤن مین پار
دور مجھسے ہوگیا دامان ساحل اور بھی

تم جو غیرون سے کروگے گرمجوشی بزم مین
شمع جل جلکر بنیگی حسن محفل اور بھی

ڈر گیا ہے شام ہجران کی بلائین دیکھکر
لپٹا جاتا ہے مرے پہلو سے اب دل اور بھی

سن یہ کہتا ہے ترقی کے عوض زحمت ملی
جتنا بڑھتا ہون مری بڑھتی ہے مشکل اور بھی

مانگا جو تجھسے وہی تونے دیا ہے ای خدا
جیسے بس بڑہنے لگا ہے دست سائل اور بھی

اے شفیق زار اتنا پوچھ لے احباب سے
تمنے دیکھا ہے جہان مین مجھسا جاہل اور بھی

بتا تدبیر اسکی ابروئے خمدار تھوڑی سی
گئین لاکھون ہی کی جانین کھنچی تلوار تھوڑی سی

شب وصلت جو بیٹھے گدگدایا وہ بہت بگڑا
ہنسی کی بات مین بھی ہوگئی تکرار تھوڑی سی

بہت شانہ نے سلجھایا ہی اسکو وقت آرائش
یہ جب سیدھی ہوئی ہی کاکل خمدار تھوڑی سی

چمن مین یہ بہت اٹکھیلیونکی چال چلتی ہی
صبا نے بھی اوڑائی ہی تری رفتار تھوڑی سی

لحد مین تا قیامت اسکو سینے سی لگاؤنگا
اگر مل جائیگی مجھکو خاک پائے یار تھوڑی سی

ارے صیاد ہمسی دل جلونکو چپ ہی رہنے دے
قفس جلنے لگے گا گر کھلی منقار تھوڑی سی

یہ مجھسے فکر کہتی ہی ستون کی چھوڑ دی الفت
جگہ دلمین مری رکھنا شفیق زار تھوڑی سی

نالے میںنے جو کئے ہجر کی بیداد و سنے
آسمان کو ہوئی جنبش مری فریاد و سنے

یہ تو ظاہر ہی کہ ادمین نہین صورت ایسی
تمھین سیرت مین بھی اچھے ہو پریزاد و سنے

سیکشی کی یہ ترقی ہوئی ہی عالم مین
بوئے مے آتی ہے زہاد کے سجاد و سنے

ہوگا تو باعث افتادگی طول امل
جنگلو مین یہ عیان مجھکو ہوا جاد و سنے

وہ بھی دل تھامے چلے آئین تو کچھ دور نہین
تیسنے گردونکو ہلایا انھین فریاد و سنے

جا تعجب کی نہین وان بھی اگر خاک اوڑے
عدم آباد ہوا ہے ترے برباد و سنے

مطمئن گلشن عالم مین رہین بلبل و گل
جب یہ گلچین سی وہ محفوظ ہون صیاد و سنے

عشق مین قلب و جگر ہاتھ سی کھو بیٹھے شفیق
چلو اب جان بچاؤ ستم ایجاد و سنے

مجھے ظالم سنا فرقت کی ساری داستان میری
تو ہی اپنی زبان سے آپ کر حالت بیان میری

نہ دے تعذیر تو صیاد مجھکو میری نالونکی
جو پھر فریاد سنا کاٹ لینا تو زبان میری

مجھے تو ایک ساغر دیتا ہی سیری نہین ہوتی
بڑھی جاتی ہی اس سے پیاس کچھ پیر مغان میری

کہو جلاد سی کچھ فکر ہی میری بہار آئی
بنائیے اور اب تو گھس گئی ہین بیڑیان میری

مرا قصہ وہ ہی دلچسپ کچھ ایسی حکایت ہی
کلیجہ تھامے گے احباب سنکر داستان میری

کبھی ہین گردش تقدیر سی اک جا نہین ٹھہرا
نہین معلوم ادسنے موت لکھی ہی کہان میری

دھوان ہر سوی تن سی بات کرتیمین نکلتا ہی
تپ فرقت سے ایسی پھک رہی ہین ہڈیان میری

مجھے باتون کی لذت ہو بجی بوسونکی لذت ہو
دہن تیرا مجھے ملجائے اور تجھکو زبان میری

گریبان گیر مجھسے پیرہن ہو ہوکی کہتا ہے
جنون کر جوشمین تو نے اڑادین دھجیان میری

شفیق زار یہ اوستاد کا کچھ فیض صحبت ہی
بنے مقراض جو رک کر چلی منہ مین زبان میری

تیر نظر جو گذرا دل زار توڑ کے
زخمون نے رکھ لئے لب سوفار توڑ کے

سنتا ہون رخنہ بند ہوئی قصر یار کے
میرا خیال جائیگا دیوار توڑ کے

فریاد کیسی سانس بھی لینا محال ہی
صیاد کیا ملا ہے تجھے منقار توڑ کے

عاشق کے قتل کرنیکو ابرو بھی کم نہین
یہ نیمچے بنائے ہین تلوار توڑ کے

قاتل نے ہاتھ اوٹھایا تھا کچھ دلمین سونچکر
جلدی سے اوسنے پھینکدی تلوار توڑ کے

ساقی نہین تو لطف نہین ای شفیق من
بس تم بھی اوٹھو خانۂ خمار توڑ کے

وہ ایک تیر نظر ظلم کا لگا بیٹھے
دل و جگر پہ عجب چوٹ ہم بھی کھا بیٹھے

تمھارے ہاتھو لئے دلمین بڑا ہی سناٹا
جگر مین تیر نظر ہین جدا جدا بیٹھے

شکایت اسکی نہین ہی کہ وقت ضایع ہوا
تمھاری بزم مین اغیار کل سوا بیٹھے

یہ رہنما ہین بڑی عشق راہ الفت کے
یہی تو سبکو بتاتے ہین راستا بیٹھے

گرا جو پاؤن پہ تعزیر مجھکو دیجئے آپ
غضب کرونگا اگر غیر ہاتھ اوٹھا بیٹھے

مرے مزار پہ آئے وفائین یاد آئین
سر اپنا پیٹ رہی ہین برہنہ پا بیٹھے

شفیق دیکھتی ہی شکل کیا ہو اسکو
کہ اپنے ہاتھو لئے اپنا جگر دبا بیٹھے

کوچے سے ترے قبر مقرر قریب ہے
اوسجا پڑا ہون مین کہ جہان گھر قریب ہے

ساقی کی بزم مین یہ تصور ہے ہر گھڑی
ہو ٹوٹنے میرے اب لب ساغر قریب ہے

مژگان نکالو کر کبھی رگ دل چھیدنے لگا
فصاد دور بیٹھا ہی نشتر قریب ہے

اب حد سے کچھ زیادہ مرا شوق بڑھ گیا
مقتل مین سن لیا ہی ستمگر قریب ہے

میخوار دیکھنے لگے انداز میکشی
منہ سے جو اوسکے اب لب ساغر قریب ہے

قاصد تجھے جہان نے ملین ہر ہزار ہا
یہ جانتا کہ کوچہ دلبر قریب ہے

رحمت خدا کی مجھسے یہ کہہ کہکے لے چلی
بڑھ اور چند گام کہ کوثر قریب ہے

یہ ضعف کہہ رہا ہی کہ سر پھوڑ نا نہین
دیوانے تیرے ہاتھ سے پتھر قریب ہے

یہ ہے خوشی کہ دیکھ رہا ہون ہلال عید
میرے گلے سے آپکا خنجر قریب ہے

ممکن نہین کہ تیر نظر سے ملے پناہ
اب موت تیری ای دل مضطر قریب ہے

ظالم نے میرے سینہ کو شق کرکے یہ کہا
دیکھین جگر سے دل ترا کیونکر قریب ہے

تجھکو کیا ہی جوش تصور نے کامیاب
بستر سے میرے یار کا بستر قریب ہے

دکھلا کے زلف اوسنے مری دل سے یہ کہا
ظلمات اس جگہہ ہی سکندر قریب ہے

دل کہہ رہا ہی نوک مژہ اونکی دیکھکر
چھیدیگا جو جگر کو وہ نشتر قریب ہے

مدت کے بعد کو جی مین اوسکی خوشی ہوئی
جبین در پہ موت آئیگی وہ دن قریب ہے

اسوقت مین شفیق سے ہی حلم کچھ پڑھو
جب موت اوسکی حضرت محشر قریب ہے

ابھی کمسن ہے زمانہ کو نہ برباد کرے
اپنے عشاق کو پہچان کے بیداد کرے

کہدو اوس سے کوئی نازک ستم ایجاد کرے
ناتوانو نہ ذرا دیکھ کے بیداد کرے

سلسلۂ عشق سے رکھتے نہو جنکو کوئی درد
جسکو کچھ کام نہو نالہ و فریاد کرے

ہین اسیران کہن جلتے تڑپ کر مرجائین
اونکی ہر روز تسلی جو نہ صیاد کرے

نامہ بر کہنا کہ تصویر یہ دیکھی سینے
جلتے اور اب آرائشین ایجاد کرے

موت کہتی ہی مری ایسی ہی سب سی ملت
مین پہونچ جاتی ہون کوئی نہ مجھے یاد کرے

اوس ہی کہنا کہ تری مشق ستم کیون کم ہو
مین نہین ہون تو مری خاک کو برباد کرے

اوس حیادار کا دیوانہ ہون نکلی نہ کبھو
اے جنون لاکھ اگر کوششین فصاد کرے

قیس و فرہاد مرے واسطے کرتے تھی دعا
دل جو برباد ہی خالق اوسے آباد کرے

وصل قسمت مین نہین کوہ کنی ہی بیکار
جان دینے کے لئے کوششین فرہاد کرے

المدد ضبط مرے قتل کا ہنگام آیا
ہو نہ ایسا کہ کہین مضحکہ جلاد کرے

دم مبدم ظلم سے صیاد کے خوف آتا ہی
کہین ایسا نہ ہو پر کاٹ کی آزاد کرے

ضبط کرتا ہی تو سینے مین اولجھتا ہی بہت
کوئی بتلائے کہ اب کیا دل ناشاد کرے

اوسکو بے دیکھی ہوئی کھینچ نہین سکتا نقشہ
کچھ دنون مشق تصور کی بھی بہزاد کرے

ہی خوشی مرکے بھی کھلائین تمھاری قیدی
بیڑیان کاٹنے کی فکر نہ حداد کرے

کچھ اسیران قفس شام سے افسردہ ہین
دل بہل جائے کوئی ذکر جو صیاد کرے

اپنے افکار پہ ہر وقت نظر رکھی شفیق
شاعری مین وہ کہین عمر نہ برباد کرے

وہ خوش ہین اس سی کہ اک یادگار راہ مین ہی
اسی سبب سی ہمارا مزار راہ مین ہے

نکالو گھر سے قدم اتنا دلمین سوچو تو
شکستہ پا کوئی امیدوار راہ مین ہے

گئی چمن مین ہین گلکاریو ہنسی کھلتا ہی
جگہہ جگہہ پہ نشان بہار راہ مین ہے

چلے جو ہجر مین ہم کیسے کیسے طوفان تھی
وہ آندھیان تھین کہ ابتک غبار راہ مین ہے

ٹھہر کے قبر پہ احباب فاتحہ پڑھنا
سمجھ تو لو کہ کوئی سوگوار راہ مین ہے

کہین پہ چھوٹ گیا دل کہین پہ جان چھوٹی
کسیکا ایسا کوئی بیقرار راہ مین ہے

ہوا کے ہاتھ نے اک روز یہ مٹیگا ضرور
جو کچھ خفیف نشان مزار راہ مین ہے

قضا ٹھہر کہ ذرا اوسکو دیکھلون مین بھی
سنا ہی وہ مرا غفلت شعار راہ مین ہے

زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ احرام
الہی بخشدے ہمکو الہی بخشدے ہم کو
مقابل اس خوشی کے ہونہین سکتی خوشی کوئی
جو کچھ طاعت ہوی ہم سے یہان پھر پوچھنا کیا ہے

مقدر دعا سے در ما عار ہم خستہ جگر پہنچے
ترے در پر نہ سے رحم و کرم کے منتظر پہنچے
نہ ہرگز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
مری مقبولیت کا بھی شرف اسکے اگر پہنچے

نہ پوچھو بادشہ اہل وطن سکہ جوش وحشت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہان انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکہی گئی

رہگیا بس زبان پہ نام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے
یاد آتا ہے صبح و شام ہمین
وہ تمنا کہان وہ جوش کہان
کہان وہ دن مدینہ و مکہ
جلد کیجیے سفر اے مشتاقو

حیف ہے آج اختتام سفر
ہم ہوے فائز المرام سفر
آہ وہ لطف صبح و شام سفر
اب کہان ہے وہ اہتمام سفر
نہیے ہمارے لئے مقام سفر
ہے اگر دل مین اہتمام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریا نوپل واقع موریپلین پبلیس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے
لکھی گئی اور پڑہی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی
قابض ہوے ہین ترک ادرنہ کے شہر پر
جلسہ اسی خوشی مین ہوا ہے یہ منعقد
بلقانیون کی ہوگئی آپس مین جنگ خوب

اب اہلکے دشمنون کی جو قسمت پلٹ گئی
بلغاری فوج آئین جو تھی ضخامت گھٹ گئی
دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
ضرب المثل ہے جوتیون مین دال بٹ گئی

سنکے بیتاب ہوئے وہ مری در تک پہونچے
آہ کی زور سے نالہ بھی اثر تک پہونچے

توش زد اوسکے ہوئی قلب و جگر تک پہونچی
نالے بڑھ بڑھ کے مرے حد اثر تک پہونچے

کمسنی ہی ابھی جلاد نہ بن او نادان
اتنے اونچی تو ہو تلوار کہ سر تک پہونچے

مرگیا مل چکا مٹی مین مگر شوق یہ ہے
خاک اوڑ اوڑ کے مری یار کی در تک پہونچے

غیر ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین مری میت سے
غیر ممکن ہے تری اوسکو خبر تک پہونچے

دل جگر حسرت و ارمان کی بھی ٹکڑی کردی
ہاتھ ایسا پڑی قاتل جو کمر تک پہونچے

ناتوان دل یہ ہی گو دور ہین زلف سی رخ
شام کو جو ہو روانہ تو سحر تک پہونچے

دلکا ہی قول کہ اب اسکا بھی بچنا ہی محال
بڑھتے بڑھتے مرے ناسور جگر تک پہونچے

ناتوانی مین بڑھی مشق تصور ایسی
بند کی آنکھ جہان یار کی در تک پہونچے

ناتوان مرنیکو نکلے ہین شہادتکا ہی شوق
لڑکھڑاتے ہوئے جلاد کی گھر تک پہونچے

ای شفیق اپنے کو مین رشک سکندر سمجھون
آئنہ دلکا اگر اونکی نظر تک پہونچے

چمک پیدا ہوئی ہر استخوان سے
یہ ایکی دردِ دل اوٹھا کہان سے

تہی حسن سے امید مہربانی
زمین بہتر ہے ایسے آسمان سے

وہ بیکس ہون کہ میری قتل کے بعد
لہو برسا ہے اکثر آسمان سے

چھپایا لاکھ ہے چھپتے ظاہر
مین عاجز ہوگیا دردِ نہان سے

خدا کے شان سے صحرا مین مرکر
چھپی ہے لاش گردِ کاروان سے

تپ فرقت سے ایسا جل گیا دل
نکلتا ہی دہوان نوکِ زبان سے

ہم اپنے دلسے باتین کر رہے ہین
یہ حضرت آگئے ناصح کہان سے

کوئی آئی بلائے ناگہانی
ستارے گر رہی ہین آسمان سے

بہت دربان کی باتین سن چکا ہون
نہ اوٹھی گا مرا بستر یہان سے

بس اب ناصح طبیعت اپنی روکو — نکل جائے نہ کچھ میری زبان سے
مبارک ہو تجھے صیاد ہنا — نکل جائیگی بلبل بوستان سے
اوسے بلبل نے آنکھون سے اوٹھایا — گرا کوئی جو تنکا آشیان سے
ہوئی پھر زخم دلمین ٹیس پیدا — اذیت اوٹھ چکی مجھ ناتوان سے
ارے صیاد کیا تیری شکایت — سزا مجھکو ملی میری زبان سے
نہ پایا چین ہمنے زندگی بھر — شکایت ہی زمین و آسمان سے
یقین ہے ایکدن ہوگی جدائی — زمین لپٹی ہے اتنو آسمان سے
نہ پایا خوبی قسمت سے ساغر — شناسائی تو تھی پیر مغان سے
گئی یہ کہکے میری جسم سے روح — سبکدوشی ہوئی بار گران سے
جگر پر داغ کھائے سر جز و بین — گذرے جاتے تھے نام امتحان سے
جگر دل کر دئے دونون ہی زخمی — ابھی تو تیر چھوٹا تھا کمان سے

شفیق زار آجائے قیامت
نہ اوٹھنا تم بھی اوسکے آستان سے

مین اپنے گھر پہ سنتا ہون باتین حضور کی — آتی ہے شب کو کانمین آواز دور کی
ساقی نے شبکو بزم مین لی تھین جمائیان — میخوار کہہ رہے تھے کہانی سرور کی
غشمین پڑا ہے سانس بھی لینا محال ہے — حالت بہت بری ہے دل ناصبور کی
محفل مین شمع بجھ گئی اندھیر ہو گیا — عالم سیاہ کر گئی تصویر نور کی
ساقی کو دیکھ دیکھکے میخوار غش ہوئی — تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرور کی
سو نقص مین دکھاؤنگا ایجان ہی خیال — زاہد مجھے دکھائیے تو تصویر حور کی
آنکھون مین میری آپسے اچھا نہین کوئی — یون دیکھنے کو دیکھ لی تصویر حور کی
آئینہ رکھکے سامنے تیور بدل بدل — ایجاد ہو رہی ہین ادائین غرور کی

صدقے مین اونکے سیکڑون آزاد ہوگئے
مقبول ہو رہی ہین دعائین طیور کی

آنکھونمین دم ہی عاشق شیدا تمام ہی
سب کہہ رہے ہین ایکے ضرورت حضور کی

دل میرا شاد شاد ہوا غم غلط ہوا
فرقت مین یاد آئین جو باتین حضور کی

ساقی کو دیکھ دیکھ کے میخوار غش ہوئے
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرو کی

پوچھو شفیق دل سے اوسیکی یہ ماجرا
جن دقتوں سے عمر کٹی ہی غیور کی

میری تسکین کو ملکر کسی پیمانے سے
بوسے مے آج ہوا لائی ہی میخانے سے

خوف اسکا ہی کوئی قطرۂ مے گر نہ پڑے
دل لیتا ہے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نام ساقی کا ہوا حوصلہ اوسکا نکلا
لاش میکش کی اوٹھائی گئی میخانے سے

آگئی موت مجھے اب لئے جاتے ہین لوگ
زندگی مین نہ گیا مین تری کاشانے سے

اسکی آتی ہی صدا اور نہ اوسکی آواز
باتین کچھ راز کی ہین شمع سے پروانے سے

اپنے قدمونسے چھڑاتے نہین تیری وحشی
خاک لپٹی ہوئی آتی ہی جو ویرانے سے

کیون دلا ضد ہی باتین یہ جگر سے کیسی
راز کہتے ہین نہ اپنے سے نہ بیگانے سے

گر کے پائے جو شکست اسکا عجب کیا ساقی
آنکھ میکش کی لگی رہتی ہی پیمانے سے

حسرتین کہتی ہین بس مرکے نکلنا ہوگا
موت لیجائیگی اس دلکے سیہ خانے سے

غیر کہتے ہین مجھے اسکا جنون بہتر ہے
سہنکے وہ بات تو کر لیتا ہی دیوانے سے

اے خدا ہو گئی کس کلمہ کی دلپر تاثیر
برہمن نکلا لرزتا ہوا بتخانے سے

باغ مین چلنے لگے تیر نگاہ میکش
مے ٹپکنے لگی انگور کے ہر دانے سے

دلکے سو ٹکڑے ہوئے جاتے ہین وقت زینت
زلف اسطرح لپٹتی ہی تری شانے سے

حال سنتا نہین معشوق کبھی عاشق کا
حسن کو کام نہین عشق کے افسانے سے

قول یہ قیس کا تھا عشق کی سندی ہین فقط
ہمکو کچھ کام نہ کعبہ سے نہ بتخانے سے

میرے پاس آ کے گئے غیر سے کہتے ہین شفیق
آج تہذیب کی باتین ہوئین دیوانے سے

ہو گیا مجبور ہین آخر بت بے پیر سے
حیلہ سازی سیکھی ہی اوسنے مری تقدیر سے

تھی بہت الفت کمان ابرو کھینچین تیر سے
دل جگر زخمی ہوئی دونو تمھارے تیر سے

حضرت دل زلف کی پھندے مین بس بیٹھے رہو
کوئی بھی نکلا ہی اس اولجھی ہوئی زنجیر سے

کہتا ہی دیوانہ یہ مجھسے نہ بڑھ جائی کہین
ناپتا ہی دشت اپنے پاؤنکی زنجیر سے

خار صحرا سے کنارے بیٹھا ہی خنجر مانگ
کیون اولجھتا ہی ہمارے پاؤنکی زنجیر سے

آسمان گردش مین آیا تھرتھراتی ہی زمین
زلزلہ اوٹھتا ہی میرے نالۂ شبگیر سے

اب مری جوش جنون کی حد نہین باقی رہی
میر النقشہ بڑھ گیا ہی قیس کی تصویر سے

صید افگن ہی ترے اقبال سے آہی کشش
لپٹا جاتا ہی ترا نخچیر بھی نخچیر سے

کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے
دل جگر مین زخم ہین ابرو کمانکے تیر سے

صید افگن اب تڑپنے کا مزا جاتا رہا
درد بھی زخمی ہوا دل ہین تمھارے تیر سے

اب دل سوزان کی گرمی حد سے زائد بڑھ گئی
تیر سینے سے جو کھینچا بھی تو آتشگیر سے

چارہ گر اس خارجی تدبیر سے ہوتا ہی کیا
دل مرا جلتا ہی ضبط آہ کی تاثیر سے

دیکھئے مجنون کو اتراتا ہی کیسا دشت مین
کچھ علاقہ مل گیا ہے عشق کی جاگیر سے

قتل تو مجھکو کیا اسکو نہ دھو بہر خدا
روح لپٹی ہی مری قاتل تری شمشیر سے

کیسا مین دیوانہ ہون خود مجھکو آتی ہی ہنسی
پہرون باتین کرتا ہون جب یار کی تصویر سے

اب کہان جوش جوانی پیری مین ہم دوستو
کیون ملاتے ہو مری تصویر کو تصویر سے

کھینچتا ہی ایسی بیدردی سے کر نرمی ذرا
دل مرا لپٹا ہی اوچھلا دیتری تیر سے

جا ہو یا بیجا ہو اوسمین ہی اثر ایسا صریر
سب کے سب ہنسنے لگے دیوانہ کی تقریر سے

خوش بیان خوش لہجہ خوش گفتار بھی اوسکے شفیق
دم بخود سب ہو گئے جاہل تری تقریر سے

لبوں کا بوسہ لے لینا ہی بے باکانہ آتا ہی
تمھاری بزم مین دلکی طرح پیمانہ آتا ہی

لرزتا ہون خیال لغزش مستانہ آتا ہی
چھلکتا ہی جو میرے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی

بٹھایا غیر کو نا واقف الفت نے محفل مین
اوٹھایا اونکو جنکو عشق کا افسانہ آتا ہی

اوتارا قبر مین مجھکو احبا یہ بھی واجب ہی
بلا لو اوسکو جسکو قصۂ جانانہ آتا ہی

ترے دیوانہ کی باتونپر آتی ہی ہنسی مجھکو
ہراک سے پوچھتا ہی قصۂ جانانہ آتا ہی

لحد تک مر کے پہونچا ہی اب آگے ٹہر کی دیکھیگا
ارے غافل عدم آباد کا ویرانہ آتا ہی

یہ کہکر چھیڑتے ہیں اوس شمعرو کی دکھلا صورت
خبر کچھ ہی قریب رخ ترے پروانہ آتا ہی

ہمارا دل بھی وہ نا عاقبت اندیش ہی صاحب
یہ جب کمبخت آتا ہی تو بیتابانہ آتا ہی

سنا ہی نام زندان اوسنے صحرا مین غضب آیا
غبار اوٹھتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

شکستہ دل جو تیری بزم مین ہین واہ ایساقی
اونھین کے سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتا ہی

تمھین مین ڈھونڈھتا ہون اوٹھکے ای حضرت واعظ
نظر جسوقت مجھکو دور سے میخانہ آتا ہی

ہماری عمر گذری ہی اسی خواب پریشان مین
کبھی کعبہ کبھی ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

عجب انداز سی سیری گلو پر رگ کی چلتی ہی
تری تلوار کو بھی ناز معشوقانہ آتا ہی

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت مین مجھی مارا
نہ اپنا کوئی آتا ہی نہ یان بیگانہ آتا ہی

ہوا ہون پیر ہاتھوں سے مگر دل تھام لیتا ہون
جوانیکا مجھے جب یاد کچھ افسانہ آتا ہی

روش گلشن مین ہر نقش کف پاکی یہ کہتی ہی
یہان راتو نکو کوئی صورت مستانہ آتا ہی

چلا جاتا ہی تو منزل بمنزل واہ ری ہمت
مسافر اب نہ گھبرانا مسافرخانہ آتا ہی

تردد کی جگہہ ہی کہہ رہی ہین رند آپسمین
کوئی ہی بات جو زاہد سوی میخانہ آتا ہی

کسی نے خودکشی کرلی کوئی لاکھوں سے لڑتا ہی
تجھے ہر کام پورا ہمت مردانہ آتا ہی

شفیق اب اس غزل کو ختم کردو کہتے ہین محشر
کرو اب فکر اسکی جلسۂ سالانہ آتا ہی

بت خدا ئیں تری ہو گئے خواہاں کتنے — آج ہندو ہوے جاتے ہین مسلمان کتنے

منزل عشق مین کیون بیٹھ رہو نہین تھک کر — طے کئے ہین انھنین تلوونسے بیابان کتنے

موت نے لوٹ لیا ہائے غضب کچھ نہ رہا — جاتے ہین ملک عدم بے سر و سامان کتنے

ہین سگ یار بھی موجود ہما بھی موجود — ہڈیون پر مری بیٹھے ہین نگہبان کتنے

دیکھنے آئے تھے دربان سے خوش ہو گئے ہا — میرے دیوانے نے توڑے در زندان کتنے

دشت کو جاتا ہون پر دیکھ تو لے چارہ گر — میرے تلوونمین رہے خار مغیلان کتنے

قیس کہتا تھا کہ کچھ اور بھی ہین دشت نورد — ابھی خارونمین نظر آتے ہین دامان کتنے

ہنس کے وہ بولا کہ مرنیکی تمنا ہے اگر — اتنی سی بات مین ہین آپ پریشان کتنے

کوئی بھی حد ہے ترے زور کی تھکتا ہے نہین — تو نے اے دست جنون پھاڑے گریبان کتنے

تیغ ابرو نگہ تیز غضب کی چتون — اک مرے قتل کو موجود ہین سامان کتنے

ہے یہ الفت کی کشش چارہ گرو دیکھو تو — ٹوٹ کر دل مین رہے ہین مرے پیکان کتنے

کہا بلبل نے کہ کچھ بس نہ چلا دیکھا کی — مٹ گئے سامنے آنکھونکے گلستان کتنے

کہا لیلی نے یہ مجنون سے کہین سن لینا — کوچۂ عشق مین مرتے ہین پر ارمان کتنے

ہجر مین حسرت و ارمان بھی کام آئے مرے — دل کے بہلانیکو موجود ہین مہمان کتنے

میرا سر شوق سے تم کاٹ لو یہ بھی سمجھو — لوسے تلوار کی لیتی ہے رگ جان کتنے

یہ عصا جسے سمجھے ہو تبادوا تنا — اوسمین ہین راز بھلا موسی عمران کتنے

سننے کہتا ہے مسیحا یہ نہین کم ہوتے — مرتے جاتے ہین مریض شب ہجران کتنے

اتفاقاً جو کوئی وادی غربت مین گیا — ملتے آتے ہین پریشان سے پریشان کتنے

کیا شفیق جگر افگار کی ہے قبر یہی
کرتے ہین آہ و بکا حسرت و ارمان کتنے

کہا صیاد نے مر کر غریبان قفس چھوٹے — قفس بیکار ہین اب سب نگہبان قفس چھوٹے

چمن آباد ہونگے سب اسیران قفس چھوٹے
یہ غل ہے بعد مدت کے پریشان قفس چھوٹے

اسیرون نے کہا صیاد سے یہ میرے بارے میں
قفس مین خاک اوڑیگی یہ اگر شان قفس چھوٹے

ارے صیاد تجھکو کیا کہین گے دیکھنے والے
اگر بے آب و دانہ آج مہمان قفس چھوٹے

رہا ہونیکے بعد آرام بلبل کو کہان آیا
بہت افسوس ہے اسکا کہ یاران قفس چھوٹے

رہا صیاد کرتا ہے مجھے تجھکو حیا آئی
مین چھوٹا جب کہ میرے ساتھ یاران قفس چھوٹے

تڑپتے تھے شبانہ روز پر ہمت نہین ہارے
قفس کی تیلیان توڑین تو مردان قفس چھوٹے

رہا ہوکر چلے چارون طرف سب چہچہے کرتے
خبر ہر سمت یہ پہونچی کہ مرغان قفس چھوٹے

کہا صیاد نے مجھسے تجھے ہے قید شے الفت
تری گر موت آجائے تو پھر جان قفس چھوٹے

رہائی پر ہمارے دیکھنے والے یہ کہتے ہین
ہوا کیا حادثہ وحشت کہ گریبان قفس چھوٹے

تڑپنے پر مجھے صیاد نے سب سے جدا رکھا
قیامت آگئی مجھسے رفیقان قفس چھوٹے

رہا وہ ہوگئے رالو تنکو جنسے دل بہلتا تھا
اکیلے رہ گئے ہم سب اسیران قفس چھوٹے

تجھے شوق اسیری تھا ہوا خود قید لو اکبر
کوئی اہل قفس چھوٹے نہ خواہان قفس چھوٹے

شفیق ایسی زمین مین شعر کہتے ہو نہ گھبرانا
گریبان قفس چھوٹے نہ دامان قفس چھوٹے

کیا فائدہ اے چارہ گر اس چارہ گری سے
مرتا ہون مسیحا کی فقط بیخبری سے

آنکھون مین دم آیا مرا درد جگر سے
حالت یہ ہوئی موت تری بیخبری سے

یون ہوتے ہین سب داغ جگر آہ سے تازے
گل جیسے ہون شاداب نسیم سحری سے

قاصد در جانانہ سوا تیرا پہونچنا
یہ اوج ہوا تجھکو مری نامہ بری سے

اغیار مین ہنس بول کے شب اونسنے بسر کی
ہم مفت مین تڑپا کئے درد جگری سے

اے درد و غم و یاس بس اب چھوڑ دو مجھکو
الفت نہ کرو ملک عدم کے سفری سے

نظارے کی ہو تاب کسیکو نہین ممکن
موسی کو غش آیا ہے تری جلوہ گری سے

ناصح مجھے سمجھاؤ نہین جانتا ہون مین
کیون قیس کی عزت ہوئی آشفتہ سری سے

دیوانہ مرا نام ہے رسوائے جہان ہون
کیا فائدہ اے دست جنون جامہ دری سے

دل سینے کے باہر ترا آنا نہین اچھا
ہے گوشہ نشین نام ترا پردہ دری سے

پھر منہ نہ دکھائیگا کبھی اپنا مہ کامل
گر سامنا ہو جائے کسی رشک پری سے

احباب شفیق آج یہ کہنے لگے ہنسکر
اچھا تجھے سمجھا ہے تری بے ہنری سے

کب ہین ضبط آہ سوزان سے دہن مین آبلے
دلمین سینے مین جگر مین تن بدن مین آبلے

آہ سوزان کے دھوئین سے میری یہ نقشہ ہوا
دیکھ لیجے پڑ گئے چرخ کہن مین آبلے

دل جلا ایسا ہون شکوہ کر نہین لیتا ہون جب
پھوٹ ہی جاتے ہین میرے پیرہن مین آبلے

ایسا بیکس ہون کہ بعد از مرگ مجھکو قبر مین
پھوٹ کر رویا کئے میرے کفن مین آبلے

ایک دم مین آئی اک دم مین گئی ملک عدم
ہمسے تو بہتر ہین کچھ چال اور چلن مین آبلے

پاؤن مین چھالے تھے لاکھون منزلون مین ہی چلا
جب مین پہونچا ہون تو پھوٹے ہین وطن مین آبلے

تیز ہے ایسی تری الفت کہ جسکے پیتے ہی
اوسکی گرمی سے پڑے سارے دہن مین آبلے

پاؤن جیسا پر رکھا مینے وہ سبزہ جل گیا
آگ اب بڑھ کر لگائینگے چمن مین آبلے

وحشیون کے پاؤن یون جکڑی کہ چھالی پڑ گئی
پھوٹ کی ابتو چپکتی ہین رسن مین آبلے

دشت غربت مین مجھے موت آئی یہ افسوس ہے
میرے باعث سے پڑے رنج و محن مین آبلے

ضبط ہو سکتا نہین ہر دم تپکتے ہین بہت
فرق لائینگے ہمارے بانکپن مین آبلے

تھک کے مین بیٹھا ہون یون منزلمین اوٹھنا ہے محال
اب خوشی سے پھر لین اپنی انجمن مین آبلے

ابتدا سے تو شفیق زار ہے آتش بیان
اس سبب سے ہین ترے ہر موئے تن مین آبلے

نفس کہنے لگا کس درجہ مشکل مین رہی
زندگی بھر ہم یون ہی منزل ہی منزل مین رہی

کوستے مجھکو حسین یون اپنی محفل مین رہی
وہ نہ نکلے عمر بھر جو آرزو دل مین رہی

چارہ سازونسے نہ اپنا دردِ دل کچھ بھی کہا
ہوش مرتے مرتے اتنے تیرے غافل مین رہی

وقت زینت جو کہا ہمنے وہ آرائش ہوئی
آئنہ کیطرح ہم اوسکے مقابل مین رہی

لیکے انگڑائی ترا دیوانہ یہ کہنے لگا
یہ بھی اک جھک تھی جو ہم قید سلاسل مین رہی

اب بہت مشق تصور کے سبب آرام ہے
اپنی جا بیٹھے رہی پر اوسکی محفل مین رہی

بات ایسی کیجئے جو غیر کو ظاہر نہو
یا مرے دلمین رہی یا آپ کی دل مین رہی

گھر سے آئے تا لحد والسنے گئی سوئے عدم
بعد مرنیکے بھی ہم مشکل ہی مشکل مین رہی

حال مجنون کا سنا لیلےنے یہ روکر کہا
دھوپ مین صحرا نشین ہی کون محمل مین رہی

قتل گہہ مین آج پھر جلاد آئیگا ضرور
حکم آیا ہی ترقی رقص بسمل مین رہی

مانگتے ہی دل دیا ہمنے اوسے تعجیل سے
کم سے کم اتنا اثر تو دست سایل مین رہی

میرے مرنے سے بہت عبرت سبھونکو ہوگئی
اب کوئی جانباز آکر کو ٹھ قاتل مین رہی

بحر غم مین موت آئی دفن بھی ہونگی قریب
غمزدونکا نام بھی دامان ساحل مین رہی

آتش غم راز مخفی جسم ہی محبوب کا
دست موسی کیطرح وہ آبلہ دل مین رہی

ہے گنا ہونکا سبب پر یہ تعجب ہی شفیق
ایسا خالق اور کوئی آرزو دلمین رہی

خوب دنیا کا کارخانہ ہے
جیسے ہم ویسا ہی زمانہ ہے

وصل کی شب گذر گئی یون ہی
اونکا گیسو ہے اور شانہ ہے

دلکو تاکا جگر بھی چھید دیا
یہ بڑی مشق کا نشانہ ہے

کہا بلبل نے مین ہون گوشہ نشین
مین ہون اور میرا آشیانہ ہے

عمر بھر مجھکو اعتبار آیا
کیسا حیلہ ہی کیا بہانہ ہے

دلکو ارمان دیکھکر بولا
کیسا دلچسپ آستانہ ہے

مسرت ہے یہ پاسبان بھی ہین | کیسا سنسان قید خانہ ہے
جسکو کہتے ہین نوحہ کا طوفان | میرے گریہ کا اک فسانہ ہے

اب قناعت سے عمر کاٹ شفیق
شرفا کا یہی زمانہ ہے

چلا ہے وحشت سے رٹ ہی زبان پر قید خانیکی | یہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی
خدا معلوم کس قیدی پہ کیسی حادثی گذری | بہت ویران ہوگئے ہین سبدراہین قید خانیکی
شب و روز چلتا ہون قدم اکدم نہین رکتا | مری تقدیر مین ہین گردشین ساری زمانیکی
رہی صحرا مین ہم پابند ہوکر ایک جا بیٹھے | رہی پیش نظر تصویر ہر دم قید خانیکی
ہوا محشر بپا مین اپنی جا سے اوٹھ نہین سکتا | ابھی تک یاد ہے تکلیف مجھکو قید خانیکی
ابھی انگڑائی لی تونے تو ہی انصاف سے کہدے | کسی بیکس کو اے ظالم ادا یہ بھی دکھانیکی
خوشی مین رنج سے زائد تڑپنا بڑھتا جاتا ہے | خبر پائی ہے میرے دل نے جلسے اونکے آنیکی
خوشی سے موت آئی ہے قدم زندان مین رکھتے ہین | محبت وحشت سے لائی ہے مجھکو قید خانیکی
مسیحا سے کہا چارہ گرون نے آپ کیون آئے | نہین ہے سانس اسمین اب ضرورت کیا دکھانیکی
اثر اتنا ہے اونمین جو کوئی دیکھے وہ عاشق ہو | بنی ہین صورتین اچھی خدا کے کارخانیکی
مجھے ہے تجربہ اسکا مقدر کی برائی سے | ہین اچھے کام مین بدنامیان سارے زمانیکی
بھرے ہین عمر بھر نیرنگیان عالم کی دیکھی ہین | ہماری آنکھ مین تصویر ہے سارے زمانیکی
خوشی ہو یا کہ غم ہو اوسکو اپنے کام سے مطلب | ہوا کو بھی ہمیشہ سے ہے عادت خاک اوڑانیکی
شب وصلت بہت ہی مختصر کیونکر سحر نکلین گے | بھری ہین دلمین میرے حسرتین ساری زمانیکی
نظر جسوقت ڈالی دل جگر دونو کئے زخمی | یہ کیسی قاتلونکو مشق ہے ناوک لگانیکی
ہماری لاش پر ہنس ہنس کے وہ غیرون سے کہتے ہین | وہ مرتا ہے جسے عادت ہو صدمہ اوٹھانیکی
وہ میرے گھر مین آنیکو ہین اونسے غیر کہتے ہین | ابھی سے ہوتی ہین تیاریان مہمانکے جانیکی

ہوا سے کبھی ہی بلبل کہ آنکھوں سے آنسو اوڈھا گئی
گرے کی ایک بھی تیلی جو میرے آشیانے کی

اسیر اوس کوئی آیا تو بلبل نے کہا اوس سی
بتاؤ خیریت پہلے ہمارے آشیانے کی

پڑا تھا عاشق بیکس کا لاشہ اونکے کوچے مین
حسین آئے ہوئین تیاریان میت اوٹھانے کی

بھلا ایسے کی ضدی کا سمجھنا سخت مشکل ہے
کوئی بھی بات ہو عادت نہین تیوری چڑھانے کی

وہ میرے پاس سے اوٹھکر اکیلے جا کے سوتے ہین
اوٹھا ہون مین مگر ہمت نہین پڑتی جگانے کی

وہان جاتے ہین چھپ چھپ کے کبھی اونکو نہین سمجھے
ہمین بھی پڑ گئی عادت تصور آزمانے کی

ادھر تاکید ظالم کی نہ آنسو ایک بھی نکلے
ادھر آنکھونکو عادت پڑ گئی دریا بہانے کی

شفیق اب چپ رہو تمنے مزاج انکا بگاڑا ہی
تمھین عادت ہو سننے کی اونھین باتین سنانے کی

گھر سے اپنے نکلے جب قاتل گئے
مرنے والے راستے مین مل گئے

جس جگہ جا کر نہین آتا کوئی
اوس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

آیا بیماری مین عیسی کا خیال
ضعف مین ہم سیکڑون منزل گئے

اونکی دزدیدہ نظر اوٹھنے لگی
ہے یقین پھر عاشقونکے دل گئے

دلکی عادت سے کہین ٹھہرے نہین
تا در جانان یون ہی بسمل گئے

دل خدنگ ناز نے چھیدے نہین
کیا خطا اوسکی نشانے ہل گئے

راہ فانی مین جو ہین رکھا قدم
جانے والے خاک مین سب مل گئے

دیکھ کے جلاد کی تیغ ادا
قتل گہ سے سیکڑون گھایل گئے

اے مسیحا آج ضبط آہ سے
دل جگر کے زخم سارے کھل گئے

دیکھنے والونکے ہوش اوڑ گئے
جس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

یہ تمھاری کیسی حالت ہے شفیق
آکے سب احباب تمسے مل گئے

گر پڑے جب تھک کے ہم سے ناتوان دیکھا کئے
ہو گئی جب آڑ گرد کاروان دیکھا کئے

موت کے ہاتھوں سے ایسی بے بسی عالم مین ہے
اپنی جان پڑ ہا گئے اور نو بران دیکھا کئے

کوئی جانا ہین یوہین کی زندگی ہمنے بسر
جابجا ... کی تربت کے نشان دیکھا کئے

کچھ تعلق دلکو تھا ایسا خدنگ ناز سے
پھر ہم اپنے سینے کے نشان دیکھا کئے

ہجر کی تکلیف کچھ دن اور سہنی تھی اونھین
مر گئے اچھے بھلے ہم ناگہان دیکھا کئے

ہجر مین جو حال تھا میرا وہ اوسنے پوچھے
جھک جھک حیرت سے زمین و آسمان دیکھا کئے

کس دلیری سے کیا ہے کام اپنے قتل کا
سب تری ارمان دلکو نوجوان دیکھا کئے

خوف سے صیاد کے گلشن سے ہم باہر رہے
راتکو آ آکے اپنا آشیان دیکھا کئے

جو نڈر تھے وہ رہے گلشن مین کس آرام سے
ہم ٹھکانا ہی برائے آشیان دیکھا کئے

عشق کی صحرا مین ہر وحشی کا ہو نہین راہبر
قیس بھی بیرے ہی قدمونکا نشان دیکھا کئے

دل ہوا گھایل جگر پر ہاتھ ہم رکھتے رہے
تیر کس جا پر پڑا اور ہم کہان دیکھا کئے

اونکی نظرونین سمائین آسمانکے جور کیا
عمر بھر جو گردش چشم بتان دیکھا کئے

چارہ گر کہتے تھے اس سے نا امیدی ہو گئی
دیر تک وہ آج نبض ناتوان دیکھا کئے

بزم خوبانین ہمین تو دیکھتا تھا بار بار
ہم بھی چھپ چھپ کی تجھے او بدگمان دیکھا کئے

کیا جوانی چیز تھی جسمین کہ بے خوف و خطر
کام کرتے تھے وہی جسمین زیان دیکھا کئے

ساکن گور غریبان کچھ تمھین معلوم ہے
جو مٹی قبرین ہین ہم اونکے نشان دیکھا کئے

تیری وقت جان کنی کچھ ایسی حالت تھی شفیق
مہربان کا ذکر کیا نامہربان دیکھا کئے

نہ آیا جسے چین وہ دل یہی ہے
جو اک عمر تڑپا وہ بسمل یہی ہے

اشارہ کیا اوسنے دل تھامکے بولا
مجھے جسنے مارا وہ قاتل یہی ہے

ابھی آئنہ مین جسے دیکھا تونے
اگر ہے تو تیرا مقابل یہی ہے

اذیت مین فرقت کی دل کہہ رہا ہی — نہ آسان کبھی ہو وہ مشکل یہی ہے
اسیکو اڑایا خدنگ نظر نے — مین کہتا رہا حسرت دل یہی ہے
اوسے چھیڑ تیکو بروز قیامت — کہو نگا مین چپکے سو قاتل یہی ہے
تری تیغ ابرو کی ہی برق بسمل — جو تا حشر تڑپے وہ گھایل یہی ہے
بہت بن کو چلتا ہی مقتلمین ظالم — ادا اوسکی کہتی ہی قاتل یہی ہے
جنازہ مرا دیکھکر بولے سب سی — مری تیغ ابرو کا گھایل یہی ہے

شفیق اتنی ہو شاعری مین بھی قوت — اوٹھین اونگلیان تجھپہ جاہل یہی ہے

ہجر کی شب ہی مختصر نہ ہوئی — لاکھ تڑپے مگر سحر نہ ہوئی
ہیہے ہنسی پر بگاڑ قاتل سے — اتنی سی بات درگذر نہ ہوئی
کیا صفائی ہے تجھ مین تیر نظر — چھد گیا دل مجھے خبر نہ ہوئی
وہ جو آتے مریض بچ جاتا — ایسی تدبیر چارہ گر نہ ہوئی
ایسا نادار ہو نین فرقت مین — آہ بھی لایق اثر نہ ہوئی
نخل الفت بھی بے مراد رہا — کبھی شاخ اسکی بارور نہ ہوئی
نوک مژگان ہی بیچ سینے کے — خیر ہے یہ ادھر ادھر نہ ہوئی
در قاتل پہ مجھکو پہونچاتی — موت بھی میری راہبر نہ ہوئی
چارہ گر چپ ہین مرگیا بیمار — کوئی تجویز کارگر نہ ہوئی
دل جگر اسطرح ہوئی گھایل — ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی
شب وصلت کو طول ہو جاتا — کوئی ایسی کبھی سحر نہ ہوئی
عشق مین ایکدن مرے ہاتھون — تمکو راحت دل و جگر نہ ہوئی
شب وصلت لڑائیگے ہاتھون — اپنی توخیر سے سحر نہ ہوئی

آگے بھی ہاں تو بل ہین ابرو پر
ہمسے سیدھی کبھی نظر نہ ہوئی

مرگیا گھٹ کے آپکا وحشی
ایکدن قید مین بسر نہ ہوئی

قبر ایسی زمین پہ ہے میری
جسپہ ان کی رہ گذر نہ ہوئی

مرکے اتنا شفیق صدمہ ہے
قبر اوسکی قریب در نہ ہوئی

ناراض سنکے وہ بت دلگیر ہو نہ جائے
اولٹی ہمارے نالونکی تاثیر ہو نہ جائے

بیمار ہون نہین دشت مین اوٹھتا نہین قدم
یہ ضعف میرے پاؤنکی زنجیر ہو نہ جائے

خلوتمین مین ہون وہ ہین مگر یہ خیال ہے
دشمن مرا کہین فلک پیر ہو نہ جائے

کہتے ہین چارہ گر سے تڑپنے نہ دو اسے
اسکے جگر کے پار کہین تیر ہو نہ جائے

ممکن نہین کہ بات کرے بزم مین کوئی
جب تک کہ ختم یار کی تقریر ہو نہ جائے

لکھتا ہون واقعات مگر یہ خیال ہے
ظالم کا ایک ظلم بھی تحریر ہو نہ جائے

اسواسطے برا نہین کہتا نصیب کو
ناراض مجھسے کاتب تقدیر ہو نہ جائے

دست جنون سدا مرے دلکا خیال رکھ
ڈرتا ہون چاک یار کی تصویر ہو نہ جائے

مقتل مین مجھکو کھینچکے لئے جاتا ہے یہ شوق
جلدی چلو کہ قتل مین تاخیر ہو نہ جائے

دیوانہ ہے شفیق مگر یہ خیال ہے
اس بیخودی مین یار کی تقصیر ہو نہ جائے

خون ناحق کے اثر سے اتنا تو مدہوش ہے
کیا خیال آیا ہے ظالم جواب خاموش ہے

ہین کہین آنکھین نہین معلوم وہ بیہوش ہے
ناامیدی ہے کسیکا منتظر خاموش ہے

غمزدہ سب دیکھ لین تہذیب اسکا نام ہے
بیکسونکو روتی ہے شبنم مگر خاموش ہے

کہتے ہین دیوانے مرجائین گے زندان مین ضرور
جائین صحرا مین کہ اون سبکو جنونکا جوش ہے

کہنا یہ قاصد جو وہ پوچھین مری وحشت کا حال
جسقدر غافل ہے تو اوتنا ہی وہ مدہوش ہے

ہاتھ مین زنجیر ہے پاؤنمین دوہری بیڑیان
خود بخود ہنستا ہے کیا دیوانگی کا جوش ہے

خوف کیا عصیان کا مجھکو تری رحمت ہی بزرگ
جانتا ہون مین کہ تو عالم کا پردہ پوش ہے

دوستو اوس سے شکایت ظلم کی کیا فائدہ
شرم سے میت پہ میری آپ وہ خاموش ہے

حشر تک مجھکو سلایا ہی بڑے آرام سے
اے لحد جا امن کی مجھکو ترا آغوش ہے

کونسا میخوار اوسکی بزم مین آج آ گیا
رند سب محفل مین خوش ہین ذکر نوشانوش ہے

ہم یہ سنتا بعد مرنیکے نہ دیکھے اور کو
اس سبب سے قبر مین عاشق ترا روپوش ہے

اوس سے جو کہتا ہون چپکے سے سنا کرتی ہے لف
راز دار عشق ہے یہ بھی قریب گوش ہے

وقت گلگشت چمن دیکھین تماشائی ذرا
کسکا ہے دست حنائی اور ہمارا دوش ہے

میرے مرنیکی اوداسی نے کیا اتنا اثر
بزم سب سنسان ہے شمع سحر خاموش ہے

باغ عالم مین حسینونکی دورنگی خوب ہے
وضع مین سادہ کوئی کوئی مرصع پوش ہے

ہے کشش الفت کی گر اغیار دیکھینگے ضرور
پھر وہی ہم ہین وہی دلبر وہی آغوش ہے

آکے میت پر مری وہ ناز سے کہنے لگے
سانس بھی لیتا نہین اسدرجہ یہ بیہوش ہے

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے
اب جنازہ ہے کسیکا اور کسیکا دوش ہے

یہ بھی اللہ تیرا مرتبہ سمجھا شفیق
عرش اعلےٰ پر گئی ایسی تری پاپوش ہے

شادی و غم سے جئین گے اور مرتے جائینگے
زندگی دن بہر صورت گذرتے جائین گے

ناامیدی دلکے سب ارمان مرتے جائینگے
حادثے ایسے ہی آنکھو سے گذرتے جائینگے

وقت زینت اونسے کہتی ہے ادا سنبھلے رہو
عاشقونکے دلمین سب نقشے اوترتے جائینگے

زخم لیتے ہون کہ ہمسا کوئی بھی زخمی نہو
حشر تک ہم آپ ہی کا نام کرتے جائینگے

سرگذشت عمر پوری حشر مین کہنا پڑی
دل اگر ٹھرا تو ہم بھی یاد کرتے جائینگے

پوری مشاقی ہمارے دلپہ کی ناوک فگن
نقص ہے اتنا لہو مین تیر بھرتے جائینگے

منتظر میخوار اوسکے بزم میں بیٹھے رہیں | آئیگا ساقی سبھونکے جام بھرتے جائینگے
آکے زینت بھیجنا اونکو رات بھر چھیڑیں حضور | یہ اگر بگڑے تو خنجر [illegible] کرتے جائینگے
دیکھئے نادا تفاقاں عشق کا ہے امتحان | تھا مگر دل مانتے قاتل کہ ڈرتے جائینگے
آتش فرقت کی گرحدت بڑھیگی دلمیں اور | آبلے پوشیدہ ہیں جتنے ابھرتے جائینگے
اونکی خوبوٹ کی ہے بیکار کا غصہ مگر | تو نگاڑے جائینگے [illegible] جائینگے
ہیں محافظ ساتھ لیکن ہمسے دیوانوں کو کیا | جائینگے زندان [illegible] کرتے جائینگے
قیس بھی فرہاد بھی صحرا میں دونوں مل گئے | پہلے گا دل اپنے [illegible] ذکر کرتے جائینگے
جسقدر تو فکر کرتا جائیگا اے چارہ گر | زخم جو سینے میں ہیں دلبر [illegible] جائینگے

دیکھکر یہ حالت تری احباب کہتے ہیں شفیق
سنتے ہم آئے تھے اب افسوس کرتے جائینگے

بگڑے ہیں وہ دل زخمی کی قضا آتی ہے | ٹانکے ٹوٹے ہیں کہ ان [illegible] صدا آتی ہے
شعلہ رو عشق ہے تیرا یہ صدا آتی ہے | دکھنے ہر زخم سے جب گرم ہوا آتی ہے
آپکی یہ بھی کرامت ہے کہ وقت زینت | ہاتھ باندھے ہوئے ایک ایک ادا آتی ہے
مرنے جینے کا نہیں لطف رہا فرقت میں | نہ تو یار آتا ہے مجھ تک نہ قضا آتی ہے
یہ تشفی او نھیں صحت کرے کافی ہے | ہنسکے کہتے ہیں مریضو نسے دوا آتی ہے
طرفہ عاشق ہیں کہ قبضے میں ہے ہستی و عدم | روز ہم جیتے ہیں اور روز قضا آتی ہے
دن تو فرقت کا گذر جاتا ہے ہر صورت سے | رات آتی ہے کہ اک سر پہ بلا آتی ہے
قبر پامال مری کرتے ہیں یہ کہہ کہکر | اسکی مٹی سے مجھے بوئے وفا آتی ہے
شغل مے چھوڑ دیا ہمنے زمانہ گذرا | ابتو برسات میں بیکار گھٹا آتی ہے
نبض دیکھی نہ کبھی حال کسیکا پوچھا | اچھے چلتے ہیں مریضو نسے حیا آتی ہے
رات وہ ہجر کے کاٹے سے نہیں کٹتی تھی | جب مجھے یاد تری زلف رسا آتی ہے

ذکر کرتا ہی جسم کا فقط اسے واعظ
اور کچھ بات بھی ای مرد خدا آتی ہی

ناز و ادا سے شوخی کے کرتے ہین کشش اتنی ہی
ہمسے ملنے کے لئے زلف رسا آتی ہی

شب تاریک میں ڈسنا تھا سچا ہی محال
عشق گیسو مین عجب سر پہ بلا آتی ہی

اسکی رحمت بھی بڑی ہی ہمین بخشنے کے لئے
فرد عصیان کی مرے پیش خدا آتی ہی

... ہین رحمت خدا کی ہمپر
کیسی میخانے پہ گھر گھر کے گھٹا آتی ہی

ترا کاشانا مشکل ہوا کہتا ہے شفیق
ہم تو سنتے تھے بہت تمکو جفا آتی ہی

جاتے ہین مست وان دل مضطر لئے ہوئے
اوس بزم مین چلے ہین یہ ساغر لئے ہوئے

پہلو قرار کا دل مضطر لئے ہوئے
آتا ہی کوئی ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے

مشکل ہین جینے دیکھا وہ بے موت مرگیا
خنجر ہے اس ادا سے ستمگر لئے ہوئے

وہ منہ نام آپ ... لگتے خوب ہی
جاتا ہون اپنے قتل کا محضر لئے ہوئے

غیر دلنے کرئی یہ کہے اب آکے دیکھ لین
وہ ساتھ ہین پیچھے سر محشر لئے ہوئے

اوٹھا ہے میرے پاس سے ہنستا ہوا ابھی
دل میرا اپنے ہاتھ مین دلبر لئے ہوئے

کوچے مین اوسکے مرنیکی امید ہو گئی
برسون ہوئی ہین مجھکو وہان گھر لئے ہوئے

مدت کے بعد اوٹھے ہین کوچے سے یار کے
بوسیدہ اپنا تھوڑا سا بستر لئے ہوئے

سنا ہے ہم اب نہ آئینگے کوچین یار کے
غم تو یہ ہے کہ جاتے ہین بستر لئے ہوئے

فرقت مین اپنی جانسے ہم ہاتھ دھو چکے
وہ خواب مین بھی آئے تو خنجر لئے ہوئے

باقی رہی نشان یہ منظور ہے اونھین
آئے ہین میری قبر کا پتھر لئے ہوئے

سبکو دکھانے جاتے ہین شمشیر خونچکان
آتے ہین قتل گہہ سے کئی سر لئے ہوئے

دیوانیکا یہ حال ہی دمکا شمار ہے
فصاد چپکے بیٹھے ہین نشتر لئے ہوئے

کوئی اسیر مرگیا جاتا ہی سوئے باغ
صیاد اپنے ہاتھ مین کچھ پر لئے ہوئے

دربان نے اوٹھایا ہے کوچے سے یار کی
جاتے ہین اپنے دوخیمہ لبستر لئے ہوئے

ہے بیکسی حسینون مین جاتے ہین سوئے باغ
سب ہین اپنے ہاتھ مین ساغر لئے ہوئے

کہتے ہین اس مہینے مین کتنے ہوئے ہین قتل
اغیار پاس بیٹھے ہین دفتر لئے ہوئے

لاغر جو مجھکو دیکھا تو کہتے ہین وہ شفیق
یہ بوجھ اپنے سر کا ہے کیونکر لئے ہوئے

گر دل بیتاب تجھپر تیر چلتے جائینگے
رفتہ رفتہ سب یون ہی ارمان نکلتے جائینگے

کہنا اے قاصد مسیحا سے کہ اتنا سوچئے
ہونگے وہ اچھے کہ جنکے دل بہلتے جائینگے

جس جگہ جاتا ہی ہمسکو مرکے پہونچینگے وہان
ہر زمانیکی طرح کروٹ بدلتے جائینگے

دل ہوا گھایل مگر اس بانکا صدمہ بھی ہے
آتش فرقت سے تیرے تیر سب جلتے جائینگے

کہتا ہے اپنے مریضونسے مسیحا آن کر
کم تو اچھے ہوگئے وہ بھی سنبھلتے جائینگے

ہو تماشائی کہ عاشق اونکو اس سے کام کیا
دل الیسین گر جس سے ایسی راہ چلتے جائینگے

ظلم سے صیاد سب یہ قید مین مرجائینگے
گر اسیران قفس کے دل بہلتے جائینگے

وہ ابھی نام خدا کمسن ہین کیا بچپن ہین
بات کرنے مین بھی وہ مجھسے ٹہلتے جائینگے

درد دل کہتا ہی مجھسے اونکو آنے دیجئے
آئینگے ہنستے کف افسوس ملتے جائینگے

ہر در و دیوار پر زندان کی ہی تصویر یار
ایسی صورت ہی تو دیوانے بہلتے جائینگے

بزم عالم کی یہی حالت رہیگی حشر تک
شمعین جلتی جائینگی پروانے جلتے جائینگے

دیکھکر حالت زمانے مین عزیزون کی شفیق
جو بہت بیہوش ہین وہ بھی سنبھلتے جائینگے

یہ سنکے مرنیکا اب اضطراب رہتا ہی
کہین جہانمین کسیکا شباب رہتا ہے

کبھی جو صورت تصویر وہ کھینچی مجھسے
یہ سچ ہی پھر مرا نقشا خراب رہتا ہے

کبھی یہ زلفین اوسکی کبھی یہ فکر مین ہی
کہان کہان دل خانہ خراب رہتا ہے

پلائین پلیدانہ کبھی نہ دیکھون جو ناسچا اوسکو
دل و جگر کو بہت اضطراب رہتا ہے

خدنگ ناز کی بے اعتنائیون نے حضور
ہمیشہ آبلۂ دل پر آب رہتا ہے

یہ کیا غیرون نے ساقی کو آکے گھیر لیا
و مفلسون کے دور مین جام خراب رہتا ہے

حسین حسن دو روزہ پر اتنا اترائین
سمجھ تو لین کہ بہت کم شباب رہتا ہے

سنا ہی سر کے لبون مین نبات ملتی ہے
اگر تھمی وہ سوال و جواب رہتا ہے

شفیق شاعری کو اپنی مغتنم سمجھو
کہ زندگی کا بہت کچھ عذاب رہتا ہے

ٹھوکرین کھاتا ہی عادی کوچۂ دلبر کا ہی
ہو گیا غارت مجھے افسوس اپنے دلکا ہی

راستہ مشکل سنا ہی عشق کی منزلکا ہی
آسرا اللہ کا یا کچھ سہارا دلکا ہی

سرخ ہی ایسا کہ شہرہ ناوک قاتل کا ہی
مجھکو بھی الفت ہی اسمین خون میری دلکا ہی

زخم سب بہتی ہین کچھ ایسا تسلسل دلکا ہی
ساری عالم کی زمین پر خون تری بسمل کا ہی

بحر غم مین پھنس گیا ہون کس سی پوچھون کونسی
راستہ سیدھا کہان تنگی و امن ساحل کا ہی

زخم کھاکر ہر طرف پھرتا ہی اتراتا ہوا
تیری بدنامی ہی گر نقشہ یہی گھایل کا ہی

شرم سے گردن جھکاے ہاتھ پھیلائی ہوئی
مانگتا ہی دل کہ کیا نقشہ مری سائل کا ہی

زلزلہ عالم مین آئیگا رہی اتنا خیال
اب تڑپنے کا ارادہ آپکی بسمل کا ہی

جان دینا مجھکو آسان قتل کرنا اونکو سہل
جیسا دل میرا ہی ویسا دل مری قاتل کا ہی

ہمتو صورت بھی نہ دیکھین وہ رہی اونکی قریب
سچ تو یہ ہی کیا مقدر پردۂ محمل کا ہی

قتلگہ مین تو ذرا چلا وجا کر دیکھ تو
جان خود دیدی ارادہ یہ تری گھایل کا ہی

دو ٹھکانے ہین حسینونکا جہان مجمع رہا
دل ہمارا یا مرقع آپکی محفل کا ہی

وہ مقابل ہین تو کیا پھرتا ہی گھبرایا ہوا
آج تو کچھ اور ہی نقشہ مہ کامل کا ہی

آپ جس جا پہ کھڑی ہین والنی بیٹھ جاین حضور
وہ تڑپنے کا ٹھکانا آپکی بسمل کا ہی

وحشیونکی قیدمین بھی خوب دلچسپی رہی
ہر در و دیوار پر نقشہ تری محفل کا ہی

اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل
جسکو دیکھو گھایل مری قاتل کا ہی

دست و پا گلنار قاتل کے ہین مجھکو عید ہی
کچھ تو ہی رنگ حنا کچھ خون میری دل کا ہی

دیکھ لینا حضرت موسیٰ ہزارون راز ہین
وہ ید بیضا نہین چھالا ہماری دل کا ہی

رات کو عشاق سوئے ہین کفن پہنے ہوئے
صبح ہوتے ہی ارادہ عشق کی منزل کا ہی

بھیجی نامہ اوسکو بھیجا ہنسکر وہ بولا شفیق
پڑھ نہین سکتا کوئی خط کسی جاہل کا ہی

آنکھ سے آنکھ ملا دیجیے حیرت کیا ہی
چھینئے دلکو مرے چشم مروت کیا ہی

کبھی غصے سے کبھی ہنسکر مرا دل چھینا
الحذر یہ ستم ایجاد ونکی عادت کیا ہی

مرگیا غیر کوئی روئے ہو اوسکے غم مین
آئنہ لیکے ذرا دیکھو تو صورت کیا ہی

اوسکی تصویر خیالی ہی مرے پیش نظر
وصل کی رات ہی میری شب فرقت کیا ہی

آئنہ جو مرتا ہی یہ اوسکو سمجھتے ہین برا
کیسے منصف ہین حسین انکی عدالت کیا ہی

کبھی چھینا کبھی پھیرا کبھی پامال کیا
دیجیے دل مرا بیکار کی حجت کیا ہی

مجھسے جب پہلے پہل آنکھ لڑی تھی تمسے
اوسی انداز سے پوچھو مری حسرت کیا ہی

یہ کوئی بھی نہین سمجھو کہ شفیق اچھا ہی
شان معبود ہی سب میری حقیقت کیا ہی

اُف کہیکے غش مین ہو مہ تابان ابھی ابھی
دکھلاؤن گر اوسے دل سوزان ابھی ابھی

قاتل سے اپنے دل کی تمنا اگر کہون
ہوگا تو میری جان کا خواہان ابھی ابھی

خلوت مین ایسی بات کہونگا مین شوخ سے
ہوگا وہ اپنے دلمین پشیمان ابھی ابھی

وہ بت جو اپنے رخ سے اولٹ دی کہین نقاب
آئین گے در پہ گبر و مسلمان ابھی ابھی

سفاک سنکے کہتا ہی زینت اگر کردن
ہو جائے تیرے قتل کا سامان ابھی ابھی

اصبح بنو پچھ ہوشین آنے نہ دی مجھے
دیکھا ہے مینے خواب پریشان ابھی ابھی

قاتل سے اپنے دلکی تمنا اگر کہون
ہوگا وہ میری جانکا خواہان ابھی ابھی

کہتا ہے کوئی وقت دعا میرے کان مین
ہوتی ہین مشکلین تری آسان ابھی ابھی

دست جنون کے خوف سے لپٹا ہے یون گلے
قاتل بنا ہے میرا گریبان ابھی ابھی

امیر تو کچھ ہوا ہے جو ـــــ رہین ہمدم شفیق
کیون ہوگئی وہ زلف پریشان ابھی ابھی

غور کی کیا فکر خالی جائیگی
ساتھ تصویر خیالی جائیگی

آئے ہین جانانہ سب ور پہ ترے
تیغ اب کسدن سنبھالی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین
بات پھر کوئی نکالی جائیگی

بوسہ ہر دشنام پر گر ہم بھی لین
جب تمھارے منہ سے گالی جائیگی

تجھمین سے بھی اسے زمین کوے یار
قبر کی تھوڑی سی خالی جائیگی

کہتا ہے اوسنے مرا شوق وصال
کب تمھاری خوردسالی جائیگی

ہجر کی شب کہتا ہے گھٹ گھٹ کے دل
کسطرح یہ رات کالی جائیگی

چھوٹے گر سونے سے مستی کی دھڑی
پھر ابھی اوٹھکر حنا لی جائیگی

خون تیرے پاؤن سے گر چھوٹے نہین
جب دلونکی پائمالی جائیگی

ناامیدی سے مجھے موت آئیگی
گر نگاہ لطف خالی جائیگی

ظلم کی فہرست رہنے دیجیے
آپسے روز جزا لی جائیگی

تم اوٹھے بیمار غم کے پاس سے
اوسکے چہرے کی بحالی جائیگی

امتحان لینے مرا پھر آئے ہین
پھر کوئی حسرت نکالی جائیگی

یاد رکھ جس دن قیامت آئیگی
تیرے چلنے کی ادا لی جائیگی

گل کا بوسہ لے رہی ہے بے ادب
باغ سے بلبل نکالی جائیگی

کہتے ہین میخوار مفلس ہائے ہائے
یہ گھٹا تو یون ہی خالی جائیگی

دید گل کو خوف سے صیاد کے
بلبل ڈالی ڈالی جائیگی

نزع مین وہ آئے مشکل ہے مجھے
کسطرح سے موت ٹالی جائیگی

کہتے ہین میخوار سر کو پھوڑ کر
کب الٰہی خشکسالی جائیگی

اپنا دل ہم آج دیکھینگے ضرور
سینے سے برچھی نکالی جائیگی

جا کے خلوت مین سنبھلنا اے شفیق
تیرے دل کی آج تھالی جائیگی

لیجائین خواستگار دل بیقرار کے
تیار کیمیا کرین پارے کو مار کے

دیوانگان زلف دن آئے بہار کے
زنجیر دی رہی ہے صدائین پکار کے

جلیسے جلی ہے آپکے شیدا کی قبر پر
آنسو کبھی تھمے نہین شمع مزار کے

روشن جو اپنے دست حنائی سے وہ کرین
آنسو بھی سرخ ہون مری شمع مزار کے

ہمنے لحد مین آکے بڑی سختیان سہین
کچھ آسمانسے کم نہین تختے مزار کے

یہ قبر مین لٹا کے حسد مجھسے دوستو
روزن بھی بند کرتے ہو میرے مزار کے

برچھی ہوا تھا سرمے کا دنبالہ قلب کو
دیوانہ کر دیا ہے مجھے گیسو سنوار کے

کہنا ہے تخلیہ مین کسی سے جو حال دل
احباب ہٹ گئے ہین لحد مین اوتار کے

کیونکر نہ شاعری تری مقبول ہو شفیق
سکے جہان مین چلتے ہین میرے دیار کے

بگڑ بگڑ کے بت شرمسار کہتا ہے
تو مجھسے وصل کو کیون بار بار کہتا ہے

کبھی خزان تو کبھی وہ بہار کہتا ہے
دو رنگیان چمن روزگار کہتا ہے

پلائے جا مجھے ساقی تو پوچھتا کیا ہے
زبان سے بس بھی کبھی بادہ خوار کہتا ہے

گیا ہے شیخ بھی بھٹی پہ فصل ابر شمین
پیونگا مین بھی مے خوشگوار کہتا ہے

گئے ہین شیخ بھی جبتی پہ اونکی شامت ہی
بسر کی کون سی صورت وہ بدزبان ہی تو
خدا لیے جاہا تو اوس جا پہ جاکی دم لینگے
عجیب نخل بنا ہی ان حسینون کا
صبا کا جھونکا نہین ہی خزان سمجھ جاو
نہے تو سمجھا ہے کیا واعظا بتا تو سہی
لحد غریب کی ہے آکے فاتحہ پڑھ لو

پیو پیو یہ ہر اک بادہ خوار کہتا ہے
مین ایک کہتا ہون تو دس ہزار کہتا ہے
جہان ہمارا دل بیقرار کہتا ہے
خزانکا دور بھی فصل بہار کہتا ہے
گلو لسنے آکے پیام بہار کہتا ہے
ہر اک بات کو تو بار بار کہتا ہے
سبھو لسنے میرا یہ سنگ مزار کہتا ہے

نہ یار ہجر مین آئے تو موت آجائے
یہ ہی شفیق دل بیقرار کہتا ہے

پیش نظر ہے سیر ہر اک جلوہ گاہ کی
صیاد نے اسیرونکی حالت تباہ کی
سنکر صدا ستون نے بھی حالت تباہ کی
سنو ٹے سی بات کرتا ہی پہچانتا ہون مین
لے لیکے نام یار کا دیوانہ مین ہوا
عصیان تمام ساتھ گئی بعد مرگ بھی
کالو نپہ ہاتھ سینے رکھے کہہ کے الحذر
مردہ ہوا جو دل تو جگر روکے کہتا ہی
کوچے مین اوسکے آنکھونپہ پردے سی پڑ گئے
کمندونکا اوس سے حشر مین سنتی ہی تیرا نام
کوچے مین اوسکی جا نہ سکے گھر نہ آسکے
خط دیکے اوسکی بزم مین کچھ نکتہ چین بھی

کچھ حد نہین جہانمین ہماری نگاہ کی
اوسکی زبان کاٹ لی جس جسنے آہ کی
کس ناتوان نے ایسی زبردست آہ کی
چتون ہی اور ہوتی ہی بدلی نگاہ کی
ذکر وفا نے کیا مری حالت تباہ کی
بیشبہ کوئی حد نہین اپنے گناہ کی
پرسش ہوئی جو حشر مین میرے گناہ کی
میت اوٹھی گی ساتھ تری خیرخواہ کی
اوڑ اوڑ کے میرے منہ پہ پڑی گرد راہ کی
حالت خراب ہوگئی میرے گواہ کی
سنتے تھے آج دیکھ لی افتاد راہ کی
قاصد خبر بھی لینا سفید و سیاہ کی

ہر سمت ہر مقام پہ آتا ہے تو نظر — کی ہمنے سیر خوب تری جلوہ گاہ کی

اوڑتی ہے تیری خاک بگولوں مین اے شفیق
کمبخت تونے مرکے بھی حالت تباہ کی

زندگی بھر مبتلاے غم رہے — کیا وہ ایسا ہی کہ جسمین ہم رہے
جسکے باعث سے ہزارون غم رہے — اوسکو سینے مین چھپائے ہم رہے
جو کسی کے وقت بد مین کام آئین — آدمی ایسے جہان مین کم رہے
کیا وہ قصہ تھا نہ ابتک جی ہوا — مجھسے وہ لیتے مشورے باہم رہے
مین گیا جب غیر نے کی ایسی بات — کچھ مزاج یار بھی برہم رہے
ہے یقین اوسکو بھی رحم آجائیگا — گر انھین قدمونپہ گردن خم رہے
ہم فقیرونکو چھکایا ساقیا — سیکڑونکی خیر تیرا دم رہے
ابتداے درد مین دیکھین اونھین — پھر نہین معلوم کیا عالم رہے
موت فرقت مین بھی تو آتی نہین — کس ٹھکانے پاؤن تیرے جم رہے
مر گیا دل ناصحا اتنا سمجھ — کچھ دنون تو آنکھ میری نم رہے
نیم خوابی مین مری گر موت آئے — پھر حسینونمین مرا ماتم رہے
میرے سوم مین وہ آکر کہہ گئے — کم سے کم چالیس دن ماتم رہے
ہے یقین سینے مین شق ہو جائیگا — ایکدم مین کسکا کسکا غم رہے
وقت زینت نام یوسف سن لیا — آئنہ دیکھا کئے برہم رہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو مرجائیگا — ایک لحظہ بھی اگر ہم تھم رہے

ہے یقین تیری لحد پر اے شفیق
دھوپ دنکو رات کو شبنم رہے

ہمیشہ سے میری یوہین چشم نم ہے — ہمیں اپنا نہین غم تو غیرونکا غم ہے

مرا ابتدا ہی سے ہونٹون پر دم ہے
سمجھکر یہ ہی اوس جگہہ مین مٹا ہون
طبیبون نے آکر لیا نام اونکا
اگر وہ نہ آئے تو مین جان دونگا
بیان اوٹھکے کر خواب جو تونے دیکھا
اطبا بھی مجھے دیکھکر کہہ رہے ہین

چمک ہو رہی ہے ابھی درد کم ہے
وہ پھر آئیگا جسکا نقش قدم ہے
نہ اب درد دل ہے نہ اب رنج و غم ہے
کسی کی زبان ہے کسی کی قسم ہے
ارے سونے والے بہت رات کم ہے
بچیگا یہ کیونکر محبت کا غم ہے

پریشان جو دیکھا تو بولے وہ ہنسکر
شفیق اب تجھے کسکا رنج والم ہے

کیا خوب عدل اوسکے خدنگ نظر مین ہے
مینے سنا کہ غیر گئے اوسکے در پہ آج
مین ڈر رہا ہون غیر کو اسکی خبر نہو
قاتل کی ان اداؤن نے بیچین کر دیا
اک عمر گذری اک سے ہوا دوسرا جدا
پہلو سے میرے لپٹا ہے دل کہکے الامان
مرقد کا بھی نشان نہین وہ خاک اڑ گئی
واعظ کو سنکے کہنے لگے رند ہٹ چلو
صحبت مین اونکی غیر نظر آئے چار سو
زندان مین سر کو پھوڑ کے دیوانہ مر گیا
مجھسے بلائین سب یہ شب ہجر کہتی ہین
بلبل سے گل یہ کہنے لگے بوستان سے جا
مرنے سے تیری دوست یہ کہتے ہین اے شفیق

جتنا کہ زخم دل مین ہے اوتنا جگر مین ہے
یہ سچ ہوا تو موت مری اس خبر مین ہے
یہ راز جو حضور کی سیدھی نظر مین ہے
قبضہ یہ ہاتھ اور سر وہی کمر مین ہے
اللہ اتنا فاصلہ قلب و جگر مین ہے
سناٹا کیسا ہجر کی شام و سحر مین ہے
پتھر فقط پڑا ہوا اک رہ گذر مین ہے
تقریر سب بھری ہوئی اسکی اثر مین ہے
کس سے کہین کہ درد ہمارے جگر مین ہے
خون جا بجا بھرا ہوا دیوار و در مین ہے
بس تیرا خاتمہ بھی اسی رات بھر مین ہے
وحشت بھری ہوئی تری ایک ایک بین مین ہے
دنیا اوداس ہو گئی گو لاش گھر مین ہے

دیکھے دھوکا عمر فانی جائیگی
پیری آئیگی جوانی جائیگی

پیری مین لکنت زبان کرنے لگی
اب ہماری خوش بیانی جائیگی

داغ دل سے وہم آتا ہے مجھے
قبر تک جسکی نشانی جائیگی

وصل کی شب مین اوٹھین گر نیند آئی
رائگان میری کہانی جائیگی

گمشدہ دلکا پتہ مل جائیگا
کچھ دنون تک خاک چھانی جائیگی

ہم صلاح خیر تو دیتے تمھین
کیون ہماری بات مانی جائیگی

زخم دل رہنے دو اے چارہ گرو
قبر تک اوسکی نشانی جائیگی

دل ضعیفی مین بھی کوئی چوٹ کھا
جب تری عادت پرانی جائیگی

وہ خدنگ ناز آیا موت ہٹ
ساتھ میرے تو بھی مانی جائیگی

کاٹ لی صیاد تونے گر زبان
بلبلونکی نغمہ خوانی جائیگی

پھر چمن مین آگئی فصل خزان
سبزہ کو پوشاک دھانی جائیگی

مثل موسیٰ غش تمھین آجائے گر
جب تمھاری لن ترانی جائیگی

آمد پیری سنے گی جس گھڑی
پیشوائی کو جوانی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین
بات کوئی دلمین ٹھانی جائیگی

سوچ تو ادبار جس دن آگیا
مہربان کی مہربانی جائیگی

کہتے ہین شوق شہادت ہے جنھین
سر کٹے گا سرگرانی جائیگی

وسکے کہتے مین اگر مین آگیا
مفت مین میری جوانی جائیگی

ہم عدم پہونچین گے اوٹھتے بیٹھتے
ساتھ اپنے ناتوانی جائیگی

سنتا ہون اس سخت جان کی قتل کو
آج تیغ اصفہانی جائیگی

آگئے گر غیر کے کہنے مین تم
سب ہماری جانفشانی جائیگی

مثل مجنون کون ہے صحرا نورد
کس سے یون خاک چھانی جائیگی

کہتے ہین صورت کو میری دیکھکر | کب بلا سے ناگہانی جائیگی
چھپ کے اوس سے اونکے در پر ہم گئے | پاسبانکی پاسبانی جائیگی

مرگئے فرقت مین تم گر اے شفیق | اوسکے در کی پاسبانی جائیگی

جناب شیخ جو پینے کی جستجو کرتے | طلب ہر اک سے خم و ساغر و سبو کرتے
ہم اونسے ملنے کی فرقت مین آرزو کرتے | امید جینے کی ہوتی تو جستجو کرتے
جو جانتے وہ مسیحا جلائیگا ہم کو | عوض مین جینے کے مرنیکی آرزو کرتے
فلک پہ جاتے جو رفعت پسند سودائی | وہان بھی خاک اوڑانیکی جستجو کرتے
تمھارے در پہ ہم آئے ہین صورت سائل | جواب ملتا تو کچھ اور جستجو کرتے
جو وقت نزع کوئی اپنے سامنے ہوتا | نگاہ یاس نہ ہر بار چار سو کرتے
وہ ہمسے پھر نہ بگڑتا کبھی جو مل جاتا | ہم آپ اپنے مقدر سے گفتگو کرتے
جنون کی حد سے گذرتا جو تیرا سودائی | جناب قیس بہت اوسکی آبرو کرتے
ابھی تو تابہ کمر ہین جو حد سے بڑھ جاتے | قیامت آپکے گیسوئے مشکبو کرتے
جو دیکھ پاتے کہین اور تیرا نقش قدم | تلاش پھر تری دیوانے کو بکو کرتے
جو جانتے کہ تکدر ہے تیری جانب سے | ہم اپنے پیرہن دلکی شست و شو کرتے
کہین تو کوچۂ زلف رسا مین ملجاتا | جو دل کی آپکے دیوانے جستجو کرتے
تم اونکی بزم سے گر ساتھ میرے اوٹھ آتے | مین دیکھتا کہ وہان میرا کیا عدو کرتے
نقاب اونکی جو ملجاتی پٹیونکے لئے | بکھرتے زخم تو پیدا گلون کی بو کرتے
تمھارے ساتھ وہ آتا ہماری محفل مین | بتائین کیا تمھین کیا خاطر عدو کرتے
حضور کے در دولت پہ ہوگی گلکاری | مین خوش تھا صرف اگر یون ہرا لہو کرتے
یہ بخیہ گر نے کہا دیکھتے ہی دل میرا | جو ہوتی کچھ بھی جگہہ اسمین ہم رفو کرتے

یقین ہے کہ اثر اونمین کچھہ تو ہو جاتا
جو عشق آہ مری طرح خوش گلو کرتے

شفیق پھر تو نہ کرتے نصیحتین ناصح
جو اونکے دلسے کبھی وار جنگجو کرتے

عزیز چھوٹے دیار چھوٹا نکالا گھر سے عتاب کرکے
بھلا ہو الفت کا جسنے مجھکو مٹایا خانہ خراب کرکے

ہوا شہادتکا مین جو سائل کیا ہے لاکھون کو جسنے گھائل
بھلا جہان مین ہو تیرا قاتل لیا ہے مجھسے انتخاب کرکے

بتونکی محفل مین شیخ آئے پھر اپنا فتوی یہ ہین سناتے
مزہ محبت کا خود بھی پائین کسی سے الفت جناب کرکے

عدم کو دنیا سے جانیوالے عزیز اقارب سبھی چھٹنے والے
برا اثر ڈالا مرنیوالے ہماری آنکھیں پر آب کرکے

کوئی جو ملنے کو دوست آیا غضب کا فقرہ زبان پہ لایا
خود آپ رویا مجھے رلایا گذشتہ ذکر شباب کرکے

ذرا ٹہر تو بھی قلب مضطر کھلینگے کبھی تو راز دلبر
مین حال اپنا بروز محشر بتا رہا ہون حساب کرکے

کسی کی فرقت مین تڑپنا ہمارے سینے سے ہو نکلنا
نہ مانا دلنے کسیکا کہنا بڑا کیا اضطراب کرکے

کچھ اپنی الفت جتانی والی تمہین تو ہو جسپہ مرنیوالے
کہا یہ کیا تو نے ہنسنے والی دہن کو زیر نقاب کرکے

ہمین ملین دو ہمین جلنے والے اسیر الفت کی چاہ نیوالے
جلا نہین جلتے ہین جلانے والے ہمیشہ کار ثواب کرکے

برا سمجھتا ہے وہ کرم کو کہین بھی دیکھا ہے اس ستم کو
اوٹھایا صحبت سے اوسنے ہمکو ہماری اوپر عتاب کرکے

کچھ اوسنے دیکھا تھا جسکو ایسا سحر کو اوٹھا تھا چاند بتیا
ابھی ابھی تو کسیکا شیدا ہوا ہے چپکے کر خواب کرکے

کسی کو دلبر کریگا قابو یہ ہے مگر ڈھنگ کا ایک پہلو
جو ہمسے پوچھو تو اونکا گیسو سنور گیا پیچ و تاب کرکے

ہمین جلاتا ہے جو تمہاری کبھی تو عزت بھی ہو ہماری
یہ ساتھ غیرونکے بادہ خواری ہمارے دلکو کباب کرکے

کسیکو شیرین بنایا تو نے کسیکو لیلی بنایا تو نے
فلک بنا تو مٹایا تو نے کسے کسے انتخاب کرکے

جہان مین جسکی بھی خوب عزت اوسکو بنایا ہے آج ذلت
فلک تجھے تو ہوئی مسرت جہان مین یہ انقلاب کرکے

نہ کچھ بھی سمجھا اوٹھائی دولت یہ سب جو اسکی تھی کرامت
غضب ہے تمنے مٹائی عزت شفیق شغل شراب کرکے

ہماری درد کے اوسوقت وہ بھی انداز ہو گئی
جو اونکے خال بھی ایسے نصیب دشمنان ہوئی

ہماری جان جاتی ساتھ ولے ہیجان ہوتی — جو شب کو دوست دل کی ساتھ سرگرم فغان ہوتی

ابھی کمسن ہین وہ نام خدا سی گر جوان ہوتی — کوئی ستلائے اونکے دیکھنے والے کہان ہوتی

تمہارے جو دلمین آیا بے تکلف سبکو کہتی ہے — دہن مین چھپ سکی گر تری کمر دہان ہوتی

وہ کیا جانے کہ ہمسے یار سے کیا عہد و پیمان ہین — نہ سمجھاتے کبھی ناصح جو میرے راز دان ہوتی

وہ کہتے ہین کہ زخم دل کے سب چھوڑ بہائے ہین — جو تم گھایل کبھی ہوتے تو سینہ پر نشان ہوتی

بہت مقتلمین مجمع تھا جہا جو کیا حیا آئی — جو ہوتا تخلیہ مرنیکے میرے امتحان ہوتی

ہمارے حوصلے دل کے نہ نکلنی دیتی صحرا مین — اگر وہ خون مین ملکر شریک استخوان ہوتی

بہت صحرا مین ڈھونڈھا کچھ پتا اوسکا نہین پایا — جو ہمکو قیس ملتا ہجر کے قصے بیان ہوتی

یہ اچھا ہی کہ سب چھوٹے ہوا کچھ راز بھی مخفی — یہ چھالے دل کے بڑہ جاتے تو ممکن تھا عیان ہوتی

شکایت کیا کسی کی ہو جو اپنی موت آجاتی — نہ ہم ہوتے نہ غم ہوتا نہ جور آسمان ہوتی

احبانے ہمین غسل و کفن مین ایسا اولجھایا — اگر دو تین منزل اور جاتے ہم کہان ہوتی

عدم کے جانے والو کیا کہین ہم ضعف کی حالت — جو طاقت کچھ بھی ہوتی ہم شریک کاروان ہوتی

سبب قلت کا یہ ہی مانگنے کی خو رہی باقی — نہ اتنی ہی کبھی دی سیر ہم پر معان ہوتی

بہت ناراض ہوتے ہین نالۂ بے اختیاری سے — اگر ہوتے تو یہ بھی صورت راز نہان ہوتی

شفیق زار عسرت چیز کیا ہی کیسی بیماری
تفضل اوسکا ہو جاتا تو پیری مین جوان ہوتی

تلاش دلربا مین پاؤن باہر گھر سے رکھا ہی — ہوئے ہین اوسپہ عاشق ہم جسے دیکھا نہ بھالا ہی

ملے اشجار کو خلعت یہ شان حق ہویدا ہی — بہار آئی ہی گلشن مین ہرا ایک ایک پتا ہی

کسی صورت سی ہو معشوق تک عاشق پہنچا ہی — ہمارا رہنما ایجان ترا نقش کف پا ہی

کلیم اللہ سی کہہ دو ہزارون راز ہین اسمین — یہ سمجھا جسے سمجھے ہین میرے دلکا چھالا ہی

یقین ہی زلزلہ عالم مین آتا گر تڑپ جاتا — بڑی مشکل سے ہجر مین دلکو سنبھالا ہی

گئی جان اپنی سانس آتی نہیں تھمنا پڑے ہم ہیں — نہ کوئی آنے والا ہے نہ کوئی جانے والا ہے

زیادہ سانس اگر آتی ہے تو ہنگامہ ہوتی ہے — تردد ہے بہت نازک ہماری دل کا چھالا ہے

یہ بلبل صاف کہتی ہے قفس میں جس گھڑی آئی — ارے صیاد دینی ہوش گلشن میں سنبھالا ہے

مین ایسا ناتوان ہوں ضعف سے عشق کے ہاتھوں گر پڑا — خیال وصل جانان نے مجھے اکثر سنبھالا ہے

نشان عشاق نے دیکھا جہان سے مٹے اوسکا — نہ ظالم یہ گورستان ترا نقش کف پا ہے

بھرے جب زخم دل ہاتھوں سے اونکے چاک کر ڈالے — جنون عشق نے یہ مشغلہ اچھا نکالا ہے

قدر انداز تو بیدردیوں سے کام لیتا ہے — جگر بھی ساتھ نکلا تو نے جب ناوک نکالا ہے

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت میں [illegible] ملا — نہ کوئی سننے والا ہے نہ کوئی رونے والا ہے

کمر کے عشق نے پہونچا کے تا مرقد لیا مجھے — چلے جاؤ عدم آباد کا سیدھا یہ رستا ہے

جنھیں ہیں عشق نازہ [illegible] الفت — طریق عشق میں ہم نے بہت کچھ دیکھا بھالا ہے

نہ اب عاجز کرو بس ذکر حسن و عشق [illegible] — نہ وہ عالم تمہارا ہے نہ اب وہ دل ہمارا ہے

فشار قبر سے ہم شفیق تزار کیا مطلب
لحد میں دوستوں نے یا علی کہکر اوتارا ہے

مانا ہے شوخی اونکی نظر میں بھری ہوئی — الفت ہے میرے قلب و جگر میں بھری ہوئی

گو دیکھنے میں نخل محبت ہرا نہیں — تلخی ہے لیکن اسکے ثمر میں بھری ہوئی

دیکھی ہیں تیرے عارض تابان کبھی ضرور — جو روشنی ہے شمس و قمر میں بھری ہوئی

اُف اُف تپ فراق نے بے چین کر دیا — اک آگ سی ہے قلب و جگر میں بھری ہوئی

الفت کی چوٹ کھا کے کھلے شاید اور زخم — سانس آرہی ہے خون جگر میں بھری ہوئی

بیدرد گو ہے تھام لیا سنکے دل جگر — ہے یہ ہماری آہ اثر میں بھری ہوئی

پھر اوٹھ سکا نہ خندۂ دندان نما سے درد — ایسی چمک ہے زخم جگر میں بھری ہوئی

احباب بعد مرگ مجھے روئے دیکھکر — حسرت تھی ایسی قلب و جگر میں بھری ہوئی

تمھا دوستو انکو خوف نہ یہ حشر تک رہی — ایسی تھی ردی زخم جگر مین بھری ہوئی

بولے وہ مجھسے شعر نہ پڑھ ای شفیق زار
ساری غزل ہے تیری اثر مین بھری ہوئی

جب زلف سیہ تیری بے پیر نظر آئی — دیوانے کو جوش آیا زنجیر نظر آئی
انکو تو نہین دیکھا تصویر نظر آئی — گو خواب نہین دیکھا تعبیر نظر آئی
تلوار کوئی دیدے خود اپنا گلا کاٹون — اوس چشم مین سرمی کی تحریر نظر آئی
بوسہ نہ دیا تمنے خنجر کیطرف دیکھا — بگڑی ہوئی کیا میری تقدیر نظر آئی
کس شوق مین دل تڑپا گردن کی رگین پھڑکین — جب ہاتھ مین قاتل کے شمشیر نظر آئی
پھیرے ہوئے آنکھ اوٹھی ہم یار کی محفل سے — غیرونکی سوا جدہم تو قیر نظر آئی
ظالم نے ہوئی اپنے اوسوقت پشیمانی — حالت مری جب اونکو تغئیر نظر آئی
اوس بت کو جہان دیکھا حیرت ہوئی عالم کو — اللہ کی قدرت کی تصویر نظر آئی
تلوار نگاہین ہین ابرو کو کمان پایا — جو تیری مژہ دیکھی اک تیر نظر آئی

اوس وقت شفیق آئے احباب کہین مجھسے
کر شکر خدا قبر شبیر نظر آئی

سب قید یونکو فکر ہے جینے سے یاس ہے — دیوانہ ایک مرگیا زندان اوداس ہے
اے دل سمجھ لے تیر قضا اونکے پاس ہے — اتنی سی زندگی پہ بہت بدحواس ہے
قدرت ہوئی کہ خاک مین اوسکو ملا دیا — اب مجھسے پوچھتے ہین کہ دل تیری پاس ہے
ٹانکے جگر مین دیتا تھا دل مین لگا دئے — اوبخیہ گر سنبھل ذرا کیون بدحواس ہے
دیوانہ ایک تجھ کہتا ہے دشت مین — فرہاد و قیس مرگئے صحرا اوداس ہے
بولے ملازمون سے رہے یادگار یہ — جسکو کیا ہے قتل یہ اوسکا لباس ہے
دیوانہ روز کہتا ہے اے نامہ بر بتا — میرا جواب خط بھی کوئی تیرے پاس ہے

سنسان رات کیسی ہی ہر سو اندھیرا ہی
کٹتا یا مجھکو دوستون سے وہ بھی الگ ہی
مجھکو اثر نے عشق کی بیکار کر دیا
جب وہ نہ مجھکو قتل کرینگے وہ نہ آئینگی
ارمان آج مر گئے اندھیر ہو گیا
فرہاد و قیس ہجر مین کچھ دن جیئے مگر
دشمن کا کیسا ذکر کوئی دوست بھی نہ پاس

اللہ کیا مری شب فرقت اداس ہی
ہنس ہنس کے کہہ رہی ہین یہ کیسا لباس ہی
مین بھی اداس ہون مرا دل بھی اداس ہی
کیا موت کو مری ہے قاتل کا پاس ہی
یہ دل کا غمکدہ مرا کیسا اداس ہی
مجھکو شب فراق مین جینے سے یاس ہی
اللہ کس قدر مری میت اداس ہی

فرہاد و قیس سے بھی سوا میرا نام ہے
سب کہتے ہین شفیق تجھے عشق راس ہی

کسی سبب سے کوئی جی نہ شاد ہوتا ہی
سبب سے غیر کے اونکو ملال ہوتا ہی
کہا تھا غیر سے مرنیکو ہم مری پیلے
اک آہ گرم سے بلبل کی جلکے خاک ہوا
وہ مجھسے ہوتے ہین ناراض غیر ہنستی ہین
تنک چڑکتے ہین ہنس ہنس کی مجھسے کہتی ہین
یہ کہکے اوٹھ گئے سب رند بزم واعظ کی
حسین جو ہین تو نزاکت بھی بڑھ گئی ایسی
ہم ایسے ہجر کے مارے وہین پہونچتی ہین
وہ مجھسے کہتے ہین ناخن تراشکر اپنا
اثر مریض کا چارہ گرو نہ اتنا سے
اوٹھا مسیح مرے اقربا سے یہ کہکر

ہنسی کی بات مین اونکو ملال ہوتا ہی
وہ ہنس رہی ہین مجھے اشتعال ہوتا ہی
کہا کسی سے کسیکو خیال ہوتا ہی
قفس مین سنتے تھے لوہی کا حال ہوتا ہی
اب اونکی بزم مین دوسرا ملال ہوتا ہی
تمھارا زخم جگر اندمال ہوتا ہی
یہان جب آو حرام حلال ہوتا ہی
اب اونکو بار ہمارا خیال ہوتا ہی
جہان نہ نام کو ذکر وصال ہوتا ہی
یہ آسمان پہ جاکر ہلال ہوتا ہی
وہ مر رہا ہے اودھر غیر حال ہوتا ہی
جگر کے گھاؤ کا بھرنا محال ہوتا ہی

تمھارے ظلم سے ملتا ہے کچھ نہ کچھ مجھکو
بلند جب ہوا دست سوال ہوتا ہے

شفیق موت کے دن ہیں ترقیاں کے دن
گیا جو وقت اب اوسکا خیال ہوتا ہے

سمجھے تھے کہ شہر چھوٹا رنج و محن سے چھوٹے
اب ایسے مر رہے ہیں اہل وطن سے چھوٹے

تھا ستاتا جو دکھ گلشن جسمیں خزاں آئی
کچھ وا ہی جاتا ہے جیسے چمن سے چھوٹے

احباب کرتے جلسے تھے لطف کیسے کیسے
دنیا سے گویا چھوٹے اوس انجمن سے چھوٹے

جو گھر میں تھی مصیبت ہم جانتے تھے راحت
قسمت سے یہ شکایت پھر بھی وطن سے چھوٹے

پیری نے جب ستایا رخصت ہوئی وہ مجھسے
ایک ایک کرکے دندان میری دہن سے چھوٹے

صیاد کہہ رہا ہے کیسے تھے میرے قیدی
جب مر گئے پھڑک کر تب کہیں سے چھوٹے

کہتے ہیں دوست اسکو لپٹا ہوا ہو ویسی
مر کر خیال شیرین کیا کوہکن سے چھوٹے

ہاتھوں سے ہمنے اپنے اپنے گلے کو کاٹا
ہم تجھسے قید ہستی کیا بانکپن سے چھوٹے

تھا قتل ہم جوانکا تولید خون سوا تھی
فوارے کیا لہو کے میرے کفن سے چھوٹے

دلسے ہمارے زلفیں بل کھا کے کہہ رہی ہیں
ممکن نہیں ہے قیدی ایسی رسن سے چھوٹے

غربت میں موت آئی صحرائے پر خطر میں
کسطرح میرا مردہ زاغ و زغن سے چھوٹے

اے میرے تیرافگن جب مشق کا مزا ہے
فوارہ میرے خونکا ہر سوئی تن سے چھوٹے

صیاد کی خوشی ہے ہم رہ گئے قفس میں
جن جنکو چھوٹنا تھا سو وہ چمن سے چھوٹے

کیسے زمین پہ گر کے وہ خاک میں ملے ہیں
جو ٹوٹ کر ستارے چرخ کہن سے چھوٹے

جب لکھنؤ کو چھوڑا چھوٹا شفیق دل بھی
چھوڑا غزل کا کہنا جب اہل فن سے چھوٹے

لالی ہر سانس میں ہنگام سحر کیسی ہے
آج حالت تری اے زخم جگر کیسی ہے

آنکھ سے آنکھ لڑی تیر پڑا سینے پر
کوئی دیکھے مرے قاتل کی نظر کیسی ہے

تیغ ابرو کا کیا وار تو تمنے اچھا
آفتین لاکھ ہوئین آنکھ نہ جھپکی میری
تیر دلبر نہ پڑا ہوگیا بسمل کیسا
وصل کی شب مین جگاتا ہون انھین کہکر
مین عدم جاتا ہون روتے ہین احبا میرے
ضبط کرتا ہون تو چھپ سے عیان ہوتا ہے
ضبط اب آہ مین کرتا ہون مجھے رہ کے نہین
سکتے دل تھا ہو گھر سے وہ بام سے نکلے
قاصد آیا ہے نہ ہو جاؤن کہین شادی مرگ
الفت اوس شوخ کی ثابت ہے سر کے فتین
سب حسینان جہان پیش نظر مین میرے
فاتحہ کے لئے کون آیا ہے یارب ایسا

پینے ہو آنکھ مین رکھی وہ سحر کیسی ہے
دیکھنا ہے شب فرقت کی سحر کیسی ہے
ارے جلاد تری سیاہ چشمی نظر کیسی ہے
چاندنی دیکھنا یہ وقت سحر کیسی ہے
بد شگونی یہ مری وقت سحر کیسی ہے
اف چمک آج تری درد جگر کیسی ہے
یہ بتادے مجھے امید اثر کیسی ہے
دشمنون کیون مری مرنیکی خبر کیسی ہے
جلد مین دیکھ لون اس خط مین خبر کیسی ہے
خوف آتا ہے نہین اسکو نظر کیسی ہے
ایک تصویر یہ پر دیکھے اودھر کیسی ہے
آج تربت یہ مری لوبے اگر کیسی ہے

ساکن ملک عدم پوچھتے ہین مجھسے شفیق
اب بتادو کہ وہان قدر ہنر کیسی ہے

یہ حکم ہو سب ساتھ ہون وہ شخص جلا مرجائے
دل سامنے آنکھون کے جو دم توڑ کے مرجائے
سب طالب دیدار رہین دلکو سنبھالے
پھر سنہ کے چھپانیکا مزا تجھکو دکھاؤن
دیوانہ جو رند انھین بنا آیا ہے شکوہ
فرمایا کہ یہ آپ ہی بیمار پڑا ہے
فرہاد نے تیشہ کو اوٹھایا ہے یہ کہکر

نا واقف الفت ہے یہ کچھ کھا کے نہ مرجائے
پھر کسکی عیادت کے لئے درد جگر جائے
وہ بام پہ آتا ہے ذرا اور سنور جائے
ظالم مرے دلمین تری تصویر اوتر جائے
کہتے ہین خبر میری اوسے شام و سحر جائے
کیا اوسکی ہو تدبیر جو خود آپ ہی مرجائے
دنیا مین اگر آئے تو کچھ کام بھی کرجائے

یہ پرسش اعمال مین تعجیل فرشتو — سب حال مرا سن لو ذرا دل تو ٹھہر جائے
دنیا کے اطبا نے دیا مجھکو جواب آج — اب آپکا یہ صاحب آزار کدھر جائے
کیسی شب وصلت ہی گئی جائین جو باتین — خوش ہون انھین قصون مین اگر عمر گذر جائے
جلاد ہجر میرے ہو دوسرا گھایل — مین ساتھ ہون جس سمت ترا تیر نظر جائے
اے دوستو تم جاؤ نہ بہلے گا مرا دل — ممکن نہین باتون مین شب ہجر گذر جائے
گردن پہ مری پھیر کے خنجر کو ہٹا لے — ظالم ترے ہاتھون مین کہین خون نہ بھر جائے
دیوانے سدا دشت مین سوتے ہین یہ کہکر — ایسا نہو سونے مین کہین لطف سحر جائے
آیا ہے کوئی بام پہ زینت کئے پوری — دل تھام کے اوس سمت مرا کف دلبر جائے
کمسن ابھی جلاد ہے کیا قتل کریگا — تلوار جھکنے سے کہین آپ نہ ڈر جائے
آئے نہ عیادت کو یہ اچھی ہے مسیحائی — پھر خوف ہے یہ بھی کہین بیمار نہ مر جائے
اب دیکھتا ہی مجھکو تبسم کی نظر سے — یہ ہجر کی آفت نہ کہین غیر کے سر جائے
بیمار کراہا تو ڈھکا سر کو یہ کہکر — کانون مین مرے یہ کہین آواز نہ بھر جائے

دولت بھی جوانی بھی شفیق آپنے کھوئی
اب سوچ مین بیٹھے ہین کہ یہ وقت گذر جائے

مدت ہوئی فرقت کو کیا وصل کو ہم کہتے — ملجاتے جو وہ ہمکو کچھ رنج و الم کہتے
وہ بات اگر منہ سے کچھ اپنے صنم کہتے — سو مرتبہ سنتے ہم سو مرتبہ ہم کہتے
یہ جھوٹ ہی غیرو نسے ہم قصہ غم کہتے — اوسوقت بگڑتا تھا اگر آپسے ہم کہتے
گر قیس ہمین ملتا دونو نکا بہلتا دل — کچھ قصہ غم سنتے کچھ قصہ غم کہتے
ہمنے جو اوسکو دیکھا کچھ ہوش نہ باقی تھا — کس بات کو ہم سنتے کس بات کو ہم کہتے
اک وار مین ہو جاتے گر قلب و جگر گھایل — ہم بھی ترے ابرو کو شمشیر دو دم کہتے
اے دل تری حالت کو سنتے نہین وہ بالکل — گر کچھ بھی اثر لیتے سو مرتبہ ہم کہتے

اے دل نہ بگڑ اتنا ہے عقل تری کیسی ۔ وہ ملنے کو آئے تھے ہم قصۂ غم کہتے

گذرے ہین جو دنیا سے امید تھی یہ اونسے ۔ وہ خواب ہی مین آکے کچھ حال عدم کہتے

اے دوستو یہ کہنا دم بھر کے لئے آتے ۔ فرصت جو نہ تھی تمکو ہم حال بھی کم کہتے

وہ وقت اخیر آئے غفلت تھی ہمین زائد ۔ کیا اونکی زبانین تھین کیا دیدۂ نم کہتے

اوٹھتے جو وہ پہلو سے اوسوقت تو آجاتی ۔ اے موت تجھے ہم بھی پھر تیز قدم کہتے

لکھا ہے مجھے خط مین باعث نہ آنے کا ۔ ہم تمکو اگر سنتے تم قصۂ غم کہتے

گر ایک اشارے سے اغیار کو موت آتی ۔ وہ بھی ترے ابرو مین تلوار کا خم کہتے

وہ ظلم جو کرتے تھے ہم اوسکو کرم سمجھے ۔ وہ ہمسے بگڑتا گر ہم بھی ستم کہتے

اوٹھے جو وہ صحبت سے روکا نہ اونھین [illegible] ۔ یہ کام تمھارا تھا کسطرح سے ہم کہتے

ارمان شفیق اتنا بس دلمین رہا باقی
وہ قصۂ غم سنتے ہم قصۂ غم کہتے

دہان زخم یہ باتین کہا کرتے ہین مرہم سے ۔ ہماری زندگی بس ہے خدنگ ناز کے دم سے

کہا بلبل نے ہمکو رشک آتا ہے کہین کس سے ۔ یہ گل کچھ رات کو باتین کیا کرتے ہین شبنم سے

اک آہ سرد سے سب دل جگر کے زخم آئے ہین ۔ یہ سب شاداب گلشن ہے ہماری چشم پرنم سے

خدا کیواسطے اے درد پہلو سے نہ اوٹھ جانا ۔ مزا ہے زندگی کا دلکو میرے تیرے ہی دم سے

قدر انداز تو کیا جانے دلمین تیرا نقشہ ہے ۔ لگانا تیر سینے پر ٹھکانا پوچھکر ہم سے

مثال ابر باران خونکی بوندین ٹپکتی ہین ۔ کسی کی تیغ بران سے کسیکی چشم پرنم سے

تصدق مین اوسی کے بن گیا یاقوت رمانی ۔ بہت گلنار پتھر ہو گئے فرہاد کے دم سے

شفیق اہل محلہ سب ترے آگے کہتے ہین
ہماری نیند اوڑتی ہے تری راتونکے ماتم سے

ترے تعمین آنا ہوا وجہ مباہات مجھے ۔ حشر تک یاد رہیگی یہ ملاقات مجھے

اب مرے سامنے آئے کہ نہین ہوش ہوا — یاد آتی ہی نہین کہنی تھی جو بات مجھے

جلسے احباب کے باغون مین رہا کرتے تھے — یاد آتی ہی بہت اگلی وہ برسات مجھے

مجھسی اور آپسے کچھ لطف کی باتین ہوتین — زندگی بھر نہ کوئی ایسی ملی رات مجھے

ہاتھ پہلو پہ ہی ایک ایک مین ہی تیر چھری — دل بیتاب کی کرتا ہی مدارات مجھے

پوچھئے دل سی مرے شعر کی کیسی ہی زمین — خاک جب چھانی تو ملنے لگی ذرات مجھے

گر اجازت مجھے ہوگی تو صفر ہو اونگا — آپکے ملنے کے معلوم ہین اوقات مجھے

مدتین گذرین کہ تائب ہوا میخواری سی — آج بھر کا یا تھا پھر پیر خرابات مجھے

میرے احباب کی یہ مجھپہ عنایت ہی شفیق
وہ ہمیشہ ہی کہا کرتے ہین خوش ذات مجھے

ہم اوسکی وید سی مایوس و اشکبار آئے — امیدوار گئے تھے امیدوار آئے

پکارتے ہین خزائین تمہارے دیوانے — الہی انتو اجل آئے یا بہار آئے

یہ لوگ گور غریبان مین سوئی ہین کیسے — جواب کچھ نہین سو بار ہم پکار آئے

خزانکے دور مین اشکون نے تر کیا صحرا — یہ چاہتا ہون کسی طور سی بہار آئے

اونہین کہتی ہین یہ بھی اونھین سکھادینگی — کسی سے بات کرین وہ کسیکو پیار آئے

خدنگ ناز جو لیٹے تو مینے اونسے کہا — کہانسے آپ مری دلکے دوستدار آئے

ہمین ہین انکو تغافل شعار کہتے ہین — جو مٹ گیا تو مرا ڈھونڈنے مزار آئے

سب اونکے دیکھنے والے کلیجہ تھامتے ہین — یہ کس لباس ہی ستم مین سوگوار آئے

کسی کی عشق مین صحرانشین بیخود ہین — انھین خبر بھی ہو زنجیر پا جو چار آئے

خزانین کہتے ہین دیوانے بیقرار سی سی — گھٹا نہ آئے کسی سمت سی غبار آئے

یہ چارہ گرنے کہا اب یقین کامل ہے — جگر سے تیر جو نکلے لہو کی دھار آئے

سنا ہی مرگیا اس سی ہمین بھی یاد آیا — کہین یہ ہم دل گم گشتہ کو پکار آئے

تمام عمر نہ پورا ہوا کوئی وعدہ
اب اونکی باتکا کسطرح اعتبار آئے

میں عشق میں بس کا سبب یہ ہوا
سبھی کے ناز پہ اک بوجھ تھا اوٹھائے

آنکھ سے آنکھ لڑے تیر نظر پار بڑھے
خون دل پینے کو میرا لب سوفار بڑھے

جان نثاران محبت یہ دعا کرتے ہیں
ہم بھی جلتے رہیں اور حسن کی سرکار بڑھے

تیرے دیوانے کی عزت نہیں مجنون سے کم
دیکھا وحشی کو ترے دشت میں اور خار بڑھے

مجھکو دیکھا جو تڑپتے تو اوٹھے گھبرا کر
ڈرتے دیکھا تو مری جانکے مختار بڑھے

مصلحت اپنی جسے آپ سمجھتے ہیں خوب
چھپکے پردے میں جو بیٹھے تو خریدار بڑھے

قید سے چھوٹے تو دیوانوں کا مجمع ہوگا
طول میں اور ذرا وادی پر خار بڑھے

دل سے نکلے جو مرے بام فلک تک پہونچی
حوصلے اور ترے آہ شرربار بڑھے

سچ تو یہ بات ہے وہ موجب آرائش ہیں
اونکو دیکھا تو زمانے میں طرفدار بڑھے

نیچی نظروں سے جو دیکھا ہے متاع دل کو
مسکراتے ہوئے کیا دلکے خریدار بڑھے

خاک میں مجھکو ملایا ہے تری گردش نے
ظلم کچھ اور ترا اے چرخ ستمگار بڑھے

مجھکو امید ہے تو قتل کریگا مجھکو
ساتھ قد کے ترے نادان تری تلوار بڑھے

سنہ پہ رہتے ہیں بہت مہندی لگی ہاتھ اونکے
فکر یہ ہے کہ کہیں سرخی رخسار بڑھے

آدمی وہ ہے ہر اک کام کے آگے جاوے
گر زمانے کیطرح قوت رفتار بڑھے

اک نظر دور سے دیکھا تو اوسے غش آیا
ہوش میں آکے تو پھر طالب دیدار بڑھے

قتل ہو جاؤں مگر ایک نظر دیکھ تو لوں
میرا قاتل بھی کہیں کھینچ کے تلوار بڑھے

میرے ساقی کا تلون بھی مزہ دیتا ہے
کبھی میخوار گھٹائے کبھی میخوار بڑھے

کسطرح حضرت موسی کو دکھایا جلوہ
حشر تک اور بلندی تری کہسار بڑھے

عمر بھر غور کیا اور نہ سمجھا عاشق
ایسے خوبی سے ترے گیسوئے خمدار بڑھے

بعد یوسف کے اگر مصر مین پہونچے وہ حسین
مجھکو امید ہی پھر گرمئ بازار بڑھے

اونکو یہ عذر نزاکت ہی کہ چلنا چھوٹا
ہمکو حسرت ہی رہی موت کی رفتار بڑھے

اسکو خواہش ہی ترا دل بھی شفیق ایسا ہو
خوف ہی مجھکو حسینونمین نہ تکرار بڑھے

متفرقات

وہ جو ناراض ہوئے اشک ہمارا ٹھہرا
حلم اونکا تھا تو بہتا ہوا دریا ٹھہرا

ضعف اوٹھنے نہین دیتا ہی قدم مجنونکی
اپنے ناقے کو ورا دشت مین لیلا ٹھہرا

اچھی دلجوئی بیمار تجھے لازم ہے
تیرے بیٹھنے سے مرا دل بھی مسیحا ٹھہرا

وہ بھی رویا کئے منہ ڈھانپ کی میت پہ مری
اونکے کوچے مین بہت دیر جنازا ٹھہرا

جوش گریہ نے بڑھا ایسا کہ ڈبویا مجھکو
ایک دم بھر نہ مری اشکونکا دریا ٹھہرا

رکھتے ہی جل کے ہوا خاک نہ کچھ دیر لگی
زخم سوزاں پہ نہ اک آن بھی پھاہا ٹھہرا

عمر بھر ساتھ مرے اوسکو بھی گردش ہی رہی
دل نہ ٹھہرا مری قسمت کا ستارا ٹھہرا

ناوک افگن ترے ناوک سے تعلق یہ ہی
تیر جب آ کے پڑا دل ہی ہمارا ٹھہرا

منزل عشق بھی اوسپر نہ ہوئی طے ہم سے
ایک دم بھر نہ کبھی پاؤن ہمارا ٹھہرا

مینے دم توڑا تو منہ پھیر کے سب لوگ اوٹھے
پاس میرے نہ کوئی اپنا پرایا ٹھہرا

ہم جو مر مر کے وہان پہونچین تو ہی شکر کی جا
کوئے جانان عدم آباد کا رستا ٹھہرا

قبر مین ساتھ مرے دلنے تڑپنا چھوڑا
بعد مرنیکے بھی ٹھہرا تو کہو کیا ٹھہرا

مینے جب غور کیا آئے وہ آنکھوں مین مری
مجھسے اور یار سے بس اتنا ہی پردا ٹھہرا

وصل ہو یا کہ شب ہجر یہ تڑپا ہی کیا
کوئی حالت ہو مگر دل نہ ہمارا ٹھہرا

جی گیا مین دل مردہ بھی تڑپنے ہی لگا
جب مری قبر پہ کچھ دیر مسیحا ٹھہرا

مجھکو دیکھا تو وہ گھبرا کے یہ فرمانے لگے
مین ترے پاس ہون اب دلکو خدا را ٹھہرا

شب فرقت مین مری جان بچائی کسنے
یار کا نام لیا جب دل شیدا ٹھہرا

ہجر مین سینۂ سوزان بھی شفیق ایسا ہی
دل جو ٹھہرے تو سمجھ آگ پہ پارا ٹھہرا

نبی جتنے ہین اونکا سردار احمدؐ
خدائی کا اوسکی ہے مختار احمدؐ

یقین ہی گنہگار ہم بخشے جائین
ہی امت کا اپنی طرفدار احمدؐ

نہ ہم عاصیونکو وہان بھول جانا
جہان مین جو ہو تیرا دربار احمدؐ

پڑھایا ہے کفار کو تونے کلمہ
جہان پر کھنچی تیری تلوار احمدؐ

ترے عاشقونکے ہوئے دل تصدق
جو دیکھی تری زلف خمدار احمدؐ

زمین پر جہان نقش پا تیرا دیکھا
تصدق ہوا جسپہ چرخ دوار احمدؐ

قدم تونے جب حوض کوثر پہ رکھا
پہونچ جائین گے تیرے میخوار احمدؐ

وہی شکل بخشش وہی راہ جنت
میسر جو ہو تیرا دیدار احمدؐ

ترے نام پر جیتے ہین مرنے والے
ہوئی زندگی اونکو دشوار احمدؐ

ثنا او الفت مین تیری کرون مین
زبان سے کہون اپنے سو بار احمدؐ

خدا سے سفارش کرو حشر مین تم
سزا پا رہی ہین گنہگار احمدؐ

جنھین عشق تھا حشر تک مرکے پہونچے
دکھا دینا اون سبکو دیدار احمدؐ

ادہر موت آئی گئے وہ جنان مین
جو تھے دلسے تیرے طرفدار احمدؐ

رہے ہوش مین مرنے والے تمھارے
زبانسے کہا آخر کار احمدؐ

شفیق ایسے جاہل کو تو بخشوانا
نہین اور کچھ مجھکو درکار احمدؐ

کیا مبارک ہوئی بلبل کو نظاری صیاد
سبب قید ہوے تیرے اشاری صیاد

کہا بلبل نے کہ تو جیسے ہین تو برباد نکر
دفن کر باغ مین یہ پر ہین ہمارے صیاد

کہا بلبل نے کہ اسطرح مرا دل چھیدا
جہان ارمان تھے وہین تیر اتارے صیاد

زخم دل ڈالے ہین تونے تو مرے پاس سے ہٹ
آتش افسردہ ہین سب خونکے شرارے صیاد

دام پھیلا دیا بلبل کو گرفتار کیا
چھپ کے بیٹھا رہا گلشن کے کنارے صیاد

قید یون ذبح سے دیکھا تو تڑپتا چھوڑا
سب ہین خاموش تری خوف کے مارے صیاد

جان پر کھیل گئے ظلم نہین اوٹھ سکتا
تیرے قیدی ہین بہت گور کنارے صیاد

جاکے دربان نے کہا ہوگئے قربان تجھپر
تیرے مہمان قفس آج سدھارے صیاد

مرکے بھی بلبل ناشاد ابھی جی اوٹھے
اپنے قیدی کو اگر آکے پکارے صیاد

کہا بلبل نے مجھے شربت دیدار پلا
اب زبان خشک ہوئی پیاس کے مارے صیاد

بلبلین کہتی تھین روزن ہین قفس کی چھٹنے
ہم اسیرونکے ہین قسمت کے ستارے صیاد

اس رہائی سے تو بہتر ہے کہ تو قتل کرے
ابتو شل ہوگئے بازو بھی ہمارے صیاد

اسکی غفلت سے ہوئی قید مین سبکو تکلیف
سامنے آتا نہین شرم کے مارے صیاد

زخم گریبان سے جو کچھ خون کے قطرے نکلے
یہ سمجھ لے وہ مرے دل کے ہین پارے صیاد

اپنا دل آپ پھنسائیگا شفیق ایسا ہے
اپنی زلفون کو ذرا اور سنوارے صیاد

اطاعت مین تمھاری دل مرا ہو پارسا ہوکر
بتو قدرت نمائی کرتے ہو فرضی خدا ہوکر

پھنسے دریائے غم مین آپ کرکے تجربہ حاصل
ڈبوئی میری کشتی حضرت دل ناخدا ہوکر

دیا مجھکو جو نامہ مین خوشی مین جانسے گذرا
یہان قاصد بھی گر آیا تو پیغام قضا ہوکر

مجھے جو پوچھتا ہے بعد میرے ہنسکے کہتے ہین
کسی گوشے مین جا بیٹھے ہین وہ ہمسے خفا ہوکر

مجھے سمجھانیکا جب لطف حاصل ہو مجھے ناصح
کہ چند سے ٹھوکرین کھائے کسی پر مبتلا ہوکر

ذرا سینے مین ایجان رہنے دیجیو اپنے تیر دلکو
کہ اسکے خون ٹپکیگا مرے دلسے جدا ہوکر

مرا دل کرتے ہو پامال اگر تم خوش سے بیجا
تمھارے پاؤں سے لپٹے گا یہ رنگ حنا ہو کر

نظر نیچی ہے ماتھے پر پسینہ آیا جاتا ہے
ابھی خلوت میں آئے ہو مگر شرم و حیا ہو کر

حسینوں کو بچاتا ہے خدا کس کس بناوٹ سے
بلا جو سر پہ آئی رہ گئی زلف رسا ہو کر

نہیں جب مانگتے تھے ہم تو ہم کو حرص بھی کم تھی
ہوس بڑھنے لگی کچھ اور مصروف دعا ہو کر

شفیق زار کہتے ہیں وہ یہ میری ستانیکو
وفا کا نام تم نے کھو دیا اہل وفا ہو کر

آبلہ پا ہوں تو کس کس کا ہے احسان سر پر
میرے رکھتے ہیں قدم خار مغیلان سر پر

پہلی ہی رات ہے ناواقف الفت پہ کٹھن
آفتیں سیکڑوں آئیں شب ہجران سر پر

ہمہ تن ڈھیر ہے مٹی کا کوئی دیوانہ
ایسی اوڑ اوڑ کی پڑی گرد بیابان سر پر

ایسا سب شور مچاتے ہیں کہ جسکی نہیں حد
شیکو دیوانے اوٹھا لیتے ہیں زندان سر پر

شام ہوتے ہی چمکنے لگے لاکھوں جگنو
لطف دیتی ہیں بہت ذرۂ افشان سر پر

تیری ان بانکی اداؤں نے مجھے مارا ہے
کسطرح آج دوپٹہ ہے مرجان سر پر

تیرا دیوانہ اوسے جان کی طرح رکھتا ہے
کبھی دلبر کبھی تصویر گلستان سر پر

سر کو پھوڑا ہے تو زخموں کی ہوئی گلکاری
تیرے وحشی نے بنایا چمنستان سر پر

بکھرے کیا منہ پہ تری بال ہیں گھونگھر والے
حسن دیتی تھی بہت زلف پریشان سر پر

بت نادان جو مرا مانگ میں سیندور بھرے
آفتیں آئینگی پھر گبر و مسلمان سر پر

کوچۂ یار میں بھی حسرت دیدار رہی
کھلکے یہ خاک اوڑاتا ہے پر ارمان سر پر

سنکے قاتل نے مرے برق گرائی کیسی
یک بیک آ ہی گیا موت کا سامان سر پر

اے شہ حسن اگر حکم ابھی تم دیدو
پریان لے آئیں ابھی تخت سلیمان سر پر

حال میرا ہے برا مجھکو تسلی دیکر
ہاتھ رکھتے ہیں مری جان کی خواہان سر پر

دل جگر تجھ پہ تصدق کروں جان بھی دیدوں
تو اگر آ تو بٹھا لوں تجھے مہمان سر پر

یاد شب قدر مین ہے خوبی اعمال پہ نظر
کبھی سجدے کیے رکھا کبھی قرآن سر پر

وحشیو مین بھی ترا مرتبہ ایسا ہے شفیق
قیس رکھتا ہے ترا تار گریبان سر پر

جان میری ہے اسی یار وفادار کے ساتھ
مین بھی تڑپونگا ہمیشہ دل بیمار کے ساتھ

مردے بھی اوٹھتے ہین پازیب کی جھنکار کے ساتھ
پیچھے پیچھے ہے قیامت تری رفتار کے ساتھ

میری سمجھانے سے اتنا تو اثر اونپر ہوا
اب نہین گھر سے نکلتے کبھی اغیار کے ساتھ

اب نہ درمان نہ دوا اور نہ شفا موت آئے
سب یہ سامان گئے صاحب آزار کے ساتھ

دلکو کچھ عقل نہین آئی یہ نادان رہا
یہ ہمیشہ ہی رہا کرتا ہے ہشیار کے ساتھ

دیکھنے والونکی اب جانکا بچنا ہے محال
اور معشوق نکل آئے مرے یار کے ساتھ

دلکو مدہوش بناتی ہین نشیلی آنکھین
کچھ عجب ناز سے سرشار ہین میخوار کے ساتھ

یون تو مرنیکو ہزارون ہی ہین مرنیوالے
کوئی جانباز رہا میرے جفاکار کے ساتھ

خوبرویان جہانسے نہین مطلب ہے اوسی
آسمان ظلم کیا کرتا ہے ناچار کے ساتھ

ساتھ نظر ویکی تری جنبش ابرو بھی ہو
تیر بھی چلتے ہون ظالم تری تلوار کے ساتھ

اوسکی فریاد پہ صیاد اگر توڑتا ہے
جان بلبل کی نکل جائیگی منقار کے ساتھ

تیر افگن مرے سینے مین اسے رہنے دے
سب لہو دلکا نکل آئیگا سوفار کے ساتھ

کیا تماشہ ہے کہ آئینہ جو دیکھا اوسنے
سانپ لہرانے لگے گیسوئے خمدار کے ساتھ

اے مسیحا دم آخر وہی کچھ کام آئی
عمر بھر موت رہی تھی ترے بیمار کے ساتھ

رات بھر گذری شفیق آپ ذرا یاد کرین
اوسنے اقرار کیا تھا مگر انکار کے ساتھ

جما ہی لینا ہونٹ سے کبھی سرشار ہوجانا
کہین تم پیتے ہی پیتے نہ بادہ خوار ہوجانا

عیادت کو مری آتے ہین وہ خوش قسمتی میری
مبارک ہو مجھے اسطور سے بیمار ہوجانا

یہی راز و نیاز عشق کا حاصل ہوا اچھا
دل اونکو دیکھ عالم مین ذلیل و خوار ہو جانا

تری دونو ادائین ابر دل خمار آمیز ہین
عنایت سے جھلکین کہنا کبھی تلوار ہو جانا

صفائی ہم تری تیر نگاہ یار دیکھین گے
اشارے مین ہمارے دل جگر کے پار ہو جانا

تمھین نام خدا بڑھنا مبارک ہو دل اوپر
اوسی قد کے برابر گیسوئے خمدار ہو جانا

مسیحا ہو تکرار عیادت کو آئے مجھے
تپ ہجران بڑھا کر صاحب آزار ہو جانا

ابھی کمسن ہو آرایش پہ آرایش کی کوشش ہے
شباب آئے حسینون بھر کے سردار ہو جانا

سمجھ مین کچھ نہین آتا یہ الفت کی گرہ مجھے
اونھین دل دیکر اپنی جان سے بیزار ہو جانا

ہوئی گلنار صورت جو لسنے بالکل سراپا
دو لطف کی نشانی ہے کوئی زنار ہو جانا

دکھا کر اپنا جلوہ ہنسکر وہ کہنے لگے مجھے
کسی دن اور بھی ایلا اب دیدار ہو جانا

کوئی بھی بات ہو تیوری چڑھاتے ہو مجھے ڈر ہے
کہین ایکدن نہ میرے قتل پر تیار ہو جانا

یہ دلمین ٹھان لی سب کچھ کہین گے عجب ہے
گئے جب اونکے آگے صورت دیوار ہو جانا

سبب مجھے نازک مزاجی اونکی ایکدن یار ہو الہی
ہنسی کی بات مین بھی ہر گھڑی تکرار ہو جانا

وہ گھر سے نکلے ہین دل بیقرار دیوانگی ہو
جہان نقش قدم بنتا وہان گلزار ہو جانا

کوئی دیوانہ گر کر اوٹھ نہین سکتا قیامت ہے
کہ اوسکی چار جانب خاک کا انبار ہو جانا

اب اونسے بات بھی کرنی بہت مشکل ہوئی مجھکو
گئے محفلمین ہم اور مجمع اغیار ہو جانا

کوئی بھی بات مین کہدون وہ سمجھین یا نہین سمجھین
زبان سے مین کہون کچھ بھی اودھر انکار ہو جانا

بلایا بعد مدت کے شفیق اوسنے تمھین ہیہات
وہان ہی جا لگا کھٹکا ذرا ہشیار ہو جانا

بتایا کسقدر اخلاق سب پر مہربان ہو کر
زمین سے جھک کے خود ملنے لگا آسمان ہو کر

ہوا مضبوط دل فرقت مین میرا امتحان ہو کر
کرین اب ظلم مجھپر ایکدل سفت آسمان ہو کر

خدا کی شان نے جو تمھین یہ پردہ داری ہے
کہ یہ پانی کی چادر مین چھپی ہین مچھلیان ہو کر

حسینان جہان سے کب ہمین امید تھی ایسی
کرینگے ظلم بھی ہمپر شریک آسمان ہوکر

ابھی ہی بچپنا ہانس ہنسکے مجھسے بات کرتا ہو
سمجھو تم قتل کر ڈالوگے اکدن او جوان ہوکر

جو مین کہتا ہون وہ سب قید مین دیوانی کہتی ہین
شریک حال ہین سب پیر ہی میری ہمزبان ہوکر

جو مجھسے پوچھئے تو عید کے ونکا بہانہ ہے
دکھانے اپنی زینت آئی مجھپر مہربان ہوکر

کسی کے ہجر مین مجھسے تعلق تمکا ہی ایسا
رہا ہی تن بدن مین میری مغز استخوان ہوکر

دل اوسکے پاس ہی آیا ہی اک مدت مین پھر بھی
نہ کچھ مجھسے کہی کمبخت اونکا رازدان ہوکر

یہ دل کہتا ہی مجھسے رہرو ونکی ٹھوکرین اچھی
رہونگا اونکے بھی در پہ مین سنگ آستان ہوکر

ہوا مٹی لی رنگت میرا چہرہ ضبط کرنے سے
یہ سارا راز کھولے دیتا ہی درد نہان ہوکر

عیادت کو مری آئے ہین ضبط سے یہ کہتے ہین
اوٹھایا کوہ غم کسطرح تمنے ناتوان ہوکر

ترا ممنون ہو ہمین غور صادق تیرا کیا کہنا
رہی ہی تصویر اونکی گوشۂ دل مین نہان ہوکر

معاذ اللہ ضبط آہ سوزان ہی بہت مشکل
اوڑا جاتا ہی سارا رنگ رخ میرا دہوان ہوکر

تماشائی ہین مقتل مین کہ کوئی مرنے والا ہی
سبھونکو ہو گئی عبرت ہمارا امتحان ہوکر

یہ مجھسے ہمسر کہتی ہی کوئی حالت تمھاری ہو
رہونگی ساتھ منزل سفر مین گرد کاروان ہوکر

قدر انداز نے سیکھا ہو ایسا حسن اخلاقی
لگاتا ہی نظر کے تیر جھکتا ہی کمان ہوکر

لگائی تیغ ابرو ایک نے تیر نظر اوسنے
اوٹھے بزم حسینان سے تو ہم بھی خستہ جان ہوکر

ہمارے خواب مین آئے نظر نیچی کئے بیٹھے
رہا آنکھونکا پردہ اپنی اونکے درمیان ہوکر

لیا ہی ضبط گریہ سب رگون مین اشک پھیلی ہین
بنیگا طوفان گریہ یہی عالم مین روان ہوکر

منانے سے نہین منتی ہین بگڑی ہین بہت زلفین
رہین گی یہ شریک گردش چشم بتان ہوکر

ملا ہے خون عاشق اونگلیون مین دیکھ لے نادان
دکھائین گی یہ اپنا رقص تجھکو تیلیان ہوکر

اوجاڑا آشیان اسنے تو وہ بجلی گراتا ہے
بہت زور آسمان کو ہی شریک باغبان ہوکر

مرا دیوانہ کہتا ہی کہ اوڑکے تا فلک پہونچین
یہ رفعت سیر ہین کی ہی ہماری دھجیان ہوکر

یہ ہمپر ظلم چرخ پیر اگر دن یا ہی رہنا | [illegible] نیلگون تیرا او ڑیگا وہ ہمان ہوکر
کہا یہ دلنے مجھسے حسرت و ارمانکا تجھ بند | عدم جاتا ہو نہیں شوکت دیر کاروان ہوکر

شفیق اتنا اثر کر شاعری مین ہو تو اچھا ہی
گلے سے اپنے لپٹا لین [illegible] محمد کو شاہ مانی [illegible]

سہرا

جاہئے باندھے نوشاہ دہن [illegible] سہرا | [illegible] ان صاحب [illegible] سہرا
کامین کہتا ہے نوشاہ کے پر زر سہرا | آج [illegible] کا [illegible] سہرا
باندھ کر بزم مین آیا ہی جو وہ مہر جمال | رخ روشن ہی ہوا اور منور سہرا
اسطرف شوق ادھر شرم وحیا مانع ہی | [illegible] باندھا دونو کے برابر سہرا
ایسی تقریب مین یہ مجھکو خوشی زائد سے ہی | آج دیکھیگا برادر کا برادر سہرا
خوف ہی اوسکو کہین مجھسے نہ شرما جائے کہین | اس لئے ناپتی ہی زلف معنبر سہرا
منتین مانتے والونکی مرادین آئین | آج ارمان بھری دیکھینگی مادر سہرا
اسطرح چال نہ چل جس سے نظر تجھکو لگے | باد نیز [illegible] تا ہے نوشہ کے یہ کہکر سہرا
سر پہ نوشہ کے چڑھا ہی بڑی عزت ہی اسے | کیون نہو اپنے نصیبے کا سکندر سہرا
مژدہ گئے یہ باد بہاری نے خبر دی سبکو | لیکے گلشن سے آپ نکلے صرصر سہرا

شاعری کرتے ہوگئے تمشیر ہر برس کا [illegible] شفیق
یہ نہ سمجھے کہ کہا جاتا ہی کیونکر سہرا

قطعہ

مدتون سے یہ سوچتے تھے ہم | بات ایسی تو کوئی کرجائین
دم جو نکلے تو اسطرح نکلے | دیکھنے والے لوگ ڈرجائین
جب خبر ہو محلے والون کو | سب کے سب آکے گھر مین بھرجائین

سر و پا کا نہ ہوش اونکو رہے / اپنے آپے سے سب گذر جائین
چشم حسرت مری کرے یہ اثر / چشم تر آئین نوحہ گر جائین
کہہ رہے ہون عزیز لاشے پہ / تمتو جاتے ہو ہم کدھر جائین
سنکے اونکو بھی کچھ نہ تاب رہی / لیکے احباب جب خبر جائین
ایسے مرنیکا نام ہے مرنا / یون تو مرنیکو آج مر جائین

قطعہ

کیا کیا حسین باغین پھرتے ہین اودن / سب جھولیون مین اپنی گل تر لئے ہوئے
اٹکھیلیونکی چال جوانی کا جوش ہے / شانونپہ اپنے زلف معنبر لئے ہوئے
افشان لگاکے رات کو سوتی ہین مہ جبین / پیشانیون پہ لاکھون ہی اختر لئے ہوئے
عشاق قتل ہوئینگے اونسے بھی بیگناہ / ہاتھونپہ ابروونکی ہین خنجر لئے ہوئے
چشمونکی اونکی پتلیان کیا قہر ڈھائینگی / آنکھونکے گرد پلکونکا لشکر لئے ہوئے
دنبالہ دار سرمہ سے ہوتا ہے یہ عیان / نیزہ سیہ ہے چشم ستمگر لئے ہوئے
کیا ضوفگن دہن مین ہے دندانکی آب و تاب / جیسے صدف شکم مین ہو گوہر لئے ہوئے
ایسی حسین سیف زبانی دکھاتے ہین / گویا کہ لفظ لفظ ہے خنجر لئے ہوئے
کسطرح اپنا حسن چھپاتے ہین مہجبین / زیر نقاب ہین مہ انور لئے ہوئے
باندھے ہوئے ہین اپنی دوپٹونکی گاتیان / سینے پہ اپنے حسن کا جوہر لئے ہوئے
دیکھا ہے ان حسینونمین کچھ لطف میکشی / ہین گورے گورے ہاتھونمین ساغر لئے ہوئے
جاتے ہین جھومتے ہوئے کیا سوی میکدہ / میخوار اپنے ساتھ برابر لئے ہوئے

ان مہوشونکو چھوڑ دے ہشیار اے شفیق / ہین تیرے واسطے مے احمر لئے ہوئے

قصیدہ در مدح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ

ہے بنی زیب تمھین صاحب قرآن ہونا
خوب شایان ہے تمھین شارح قرآن ہونا

راہ معبود مین یون چلکے بتایا سبکو
اسطرح چاہئے ہے بندۂ یزدان ہونا

تجھکو اچھا کیا معبود نے اے ختم رسل
ہو مبارک تجھے خالق کا ثنا خوان ہونا

تجھکو اسطرح سے معراج ہوئی صل علے
پاس اللہ کے تیرا ہوا مہمان ہونا

تو نے اے ختم رسل بات خدا سی کی ہے
ایتو واجب ہے تجھے خرم و شادان ہونا

یہ بھی کیا کم ہے کہ تو عرش بریں تک پہونچا
اور پھر غیب سے دعوتکا بھی سامان ہونا

خوب محبوب کی خاطر یہ ہوئی وقت طعام
پردۂ غیب سے اک ہاتھ نمایان ہونا

شب معراج کا سب حال دو عالم پہ کھلا
مرضی حق نہ تھی اس راز کا پنہان ہونا

تو برا جبا نا تھا سلطنت دنیا کو
تیری تقدیر مین تھا فخر سلیمان ہونا

خوب اللہ نے بکنے سے بچایا اب تک
آپکو زیب نہ تھا یوسف کنعان ہونا

فضل معبود سے یہ اوج مبارک ہو تجھے
سارے خاصان خدا کا تجھے سلطان ہونا

منکرونکو ذرا اعجاز نمائی دکھلا
تیرے قبضے مین ہے دشوار کا آسان ہونا

اور ایک مطلع ہے نور شفیق آج سنا
جس سے ظاہر ہو ترا سب پہ سخندان ہونا

مطلع

تمپہ ظاہر ہے بے سر و سامان ہونا
حشر مین امت عاصی کی نگہبان ہونا

سامنا خالق عادل کا ہے دیکھین تو حضور
اپنی خود امت عاصی کا پریشان ہونا

جب چلین سوئے سقر اپنی بداعمالی سے
ہم گنہگارونکے اوسوقت نگہبان ہونا

جانتے ہین کہ قیامت مین بھی ہونا ہے یہی
ہمکو خود اپنے گناہون سے پشیمان ہونا

مردہ دل امت عاصی ہے جلا دے مولا
اوسکے کام آئے ترا عیسی دوران ہونا

اپنا دیدار دکھا اسکی خبر ہے تجھکو
تیری امت کا مریض تپ ہجران ہونا

ہم گنہگاروں کو یہ یاد رہے گا مولا
آپکے صدقے سے کم نوح کا طوفان ہونا

حشر میں تیری سفارش سے ملیگی جنت
دیکھنا امت عاصی کا بھی شادان ہونا

حشر مین فخر خدا کم ہوا باعث سے تری
ہور رسولوں کو ترا بندۂ احسان ہونا

دوجہان ہین ترے قدموں سے منور مولا
اس سے ظاہر ہے ترا مہر درخشان ہونا

تیری ہی نور سے اسلام نے رونق پائی
تیری باعث سے ہے امت کا مسلمان ہونا

سچ یہ بات ہے اسلام کی عزت رکھلی
آپکے سبجے نکا امت پہ سے قربان ہونا

مرتبہ تیرا دو عالم مین ہے یہ ختم رسل
تھا نواسے کا لقب شاہ شہیدان ہونا

اب یقین ہوتا ہے خاتون جنا نکے باعث
مشکلین امت عاصی کی بھی آسان ہونا

در جنت مین گذر امت عاصی کا ہو
شان سے آپ ہی کی مالک رضوان ہونا

یا نبی آپسے کہتا ہون مین اپنی حالت
آپکے علم مین ہے میرا اسان ہونا

آپ سمجھین اگر اچھا تو یونہی دینا
مصیبت سے مرا دست و گریبان ہونا

مشکلین ہون جو زمانیکی نہ گھبرا اے شفیق
آپ کہدیجیے سنکر نہ پریشان ہونا

قصیدہ در تہنیت ولادت حضرت خاتم الرسالت صلعم

دو جہان مین دھوم تھی جب مصطفیٰ پیدا ہوا
کہتے تھے جبریل فخر انبیا پیدا ہوا

کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمین ہے تجربہ
مشکلین حل ہوگئین مشکلکشا پیدا ہوا

اب ترا دریاے رحمت جوش مین ہوگا سوا
کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا

تا قیامت ایک ہی عالم رہیگا حسن کا
دو جہا مین کون ایسا مہ لقا پیدا ہوا

منکر و نکو کلمہ اپنے نامکا پڑھوا دیا
دو جہا مین کون ایسا دوسرا پیدا ہوا

یہ شب معراج خاطر تونے کی دقت طعام
انکی خواہش تھی کہ بس دست خدا پیدا ہوا

راز خالق منکر و نیز اس سے ظاہر ہونگے
وہ بھی خود کہدینگے یہ معجزنما پیدا ہوا

ہے یہ ایسا راز خالق جو سبکو معلوم ہی
دست موسیٰ مین نقطہ اک آبلہ پیدا ہوا

روشنی مین اسکی سب اسلام کا کلمہ پڑھین
نور ایمان بڑھ گیا شمس الضحیٰ پیدا ہوا

مومنونکی حاجتین نکلا کرینگی حشر تک
یہ جہانمین منبع جود و سخا پیدا ہوا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھی کچھ شک نہین
یہ محمدؐ بھی لسان کبریا پیدا ہوا

حضرت عیسیٰ کا بھی اک معجزہ مشہور ہے
اسکا نائب بھی نصیر انکا خدا پیدا ہوا

جتنے گذرے ہین جہانمین اولیا وانبیا
حق تو یہ ہی سبھونکا بادشا پیدا ہوا

اے محمدؐ مین ولادتکا تری لکھونگا حال
مین ہون ان پڑہ میرے دلمین ولولا پیدا ہوا

تو مدد کر نظم کی سب مشکلین آسان ہون
مدحکا بھی میرے دلمین حوصلا پیدا ہوا

اے شفیق اب تو بھی اوسکا نام لیکر نظم کر
جو کہ عالم بھر مین اک حاجت روا پیدا ہوا

فکر کرتی ہی یہ مطلع دوسرا پیدا ہوا
ہی مسرت دو جہانکا بادشا پیدا ہوا

مشکلین آسان ہوئین کہتی تھین بی بی آمنہ
گھر مین عبد اللہ کے حاجت روا پیدا ہوا

ساری اشیاء جہان کو حکم سجدےکا ہوا
ہر زبان سے نعرہ صل علیٰ پیدا ہوا

سلطنت اسکی ہوئی راز خدا ظاہر ہوا
بانی اسلام یہ معجزنما پیدا ہوا

ایک کاہن نے کہا آکر یہ عبد اللہ سے
آپکے گھر شافع روز جزا پیدا ہوا

جاننے والے سب اسکی خوش ہوئی اس بات سے
خلد مین جانیکا یہ ہی راستا پیدا ہوا

اسکو خالق نے بنایا مالک کون و مکان
مرضی معبود کا یہ مقتدا پیدا ہوا

جتنا سن اسکا بڑھا اوتنا کھلا راز خدا
ہو گئی شہرت تو چرچا جابجا پیدا ہوا

عمر جب اسکی چہل سالی کی آپہونچی قریب
یہ جمال قدرت رب العلا پیدا ہوا

اب نبوت اسکی ظاہر سب پہ ہووے ثقلین
شور ہوا اسلام مین خیر الوریٰ پیدا ہوا

پھر تو اسکے نامکا ڈنکا جہانمین بج گیا
ذکر دنیا مین اسیکا جابجا پیدا ہوا

لیکے فرمان خدا ہر سمت یہ جانے لگا ۔ کفر اور اسلام مین اک دغدغا پیدا ہوا
صاحب اعجاز کہتا تھا کوئی ساحر کوئی ۔ دیکھکر اعجاز اسکا غلغلا پیدا ہوا
امتحان لینے لگے کفار انکا آن کر ۔ اونکی جو خواہش تھی ویسا واقعا پیدا ہوا
بھاگتے پھرتے تھے منزلون کفار انکے نام سے ۔ جا بجا سب منکرونکو دغدغا پیدا ہوا
پھر خدا کی راہ مین اسنے کئے ایسے جہاد ۔ اوسکو مارا اسنے جو بہر جفا پیدا ہوا
بانی اسلام اسکا نام عالم مین ہوا ۔ کشتی امت کا اپنے ناخدا پیدا ہوا
مدح گوئی اس جہالت پر کروگے تم شفیق ۔ رک گئی تم جب نہ کوئی قافیا پیدا ہوا
حد مراتب کی ترے کوئی نہین ہے جانتا ۔ صلب سے تیرے بھی نور خدا پیدا ہوا
جیسی بی بی فاطمہ تھین ویسا ہی شوہر ملا ۔ کیا اسی باعث سے یارو مرتضے پیدا ہوا
نور کیا وہ کہتے ہین سب جنکو بی بی فاطمہ ۔ کون ایسا شافع روز جزا پیدا ہوا
اے رسول اللہ وہ نائب تمہارا ہے ضرور ۔ بطن سے اسکے اک ایسا لاڈلا پیدا ہوا
وہ فدائی ہے سزا گو انکا ترے ختم الرسل ۔ فضل خالق سے نواسہ دوسرا پیدا ہوا
اور بھی اسلام کی رفعت جہانمین بڑھ گئی ۔ فاطمہ کے گھر مین شاہ کربلا پیدا ہوا
یہ ہے وہ جو تیری امت پر فدا ہو جائیگا ۔ کشتی امت کا تیری ناخدا پیدا ہوا
بعد تیرے تیری امت اوسکو ماریگی ضرور ۔ ہے خوشی مین غم غریب بینوا پیدا ہوا
یا رسول اللہ میری حاجتین برآئین سب ۔ بعد خالق بس تو ہی حاجت روا پیدا ہوا
تیرے ہوتے مشکلین میری نہ پھر آسان ہون ۔ دو جہانمین تجھسا کب مشکلکشا پیدا ہوا
اک اشارے مین ترے سب کام بنتے ہین مرے ۔ جس سے عزت جائیگی وہ سانحا پیدا ہوا
اے رسول پاک میرے دلکو ہوتا ہے یقین ۔ غیب سے کوئی نہ کوئی سلسلا پیدا ہوا

دو جہانکے بادشہ ہین تیرے حامی اے شفیق
عرض کر جو تیرے دلمین مدعا پیدا ہوا

ایک ذرہ جو ہی ساقی ترے میخانے کا
وہ بھی حصہ ہی مری عمر کے پیمانے کا

اپنے میخوار کی اب جلد خبر لے ساقی
درد سر سے مجھے اب خوف ہی مرجانے کا

دل مردہ کو مرے تو ہی جلا ایے ساقی
راستہ دیکھ رہا ہون مین ترے آنے کا

تیری الفت مین مرون قبر منور ہو گی
ہی مری خاک مین ذرہ ترے کاشانے کا

نہ تو صحرا کو گیا مین نہ گیا زندان کو
تیری چوکھٹ پہ رہا سر ترے دیوانے کا

مے الفت سے ہی سرشار ترا متوالا
تیرے قدمون پہ رہا سر ترے مستانے کا

اوسکی ضد سے تو پیالے مین ہی جاتا ہون
ابتو زاہد نہین مجھکو کبھی بہکانے کا

تشنہ ہی ہون مری اسمین خطا کیا ساقی
شوق ہونٹونکو ہی ساغر سے لپٹ جانے کا

در پہ ساقی کے پڑا رہتا ہو جو آٹھ پہر
حشر تک ہی وہ ٹھکانا اوسی مستانے کا

اور میخوار مہ نو بھی جسے کہتے ہین
ہے کنارہ ترے ٹوٹے ہوئے پیمانے کا

مجھکو بھی ضد ہی کہ ساغر مری لب سے نہ ہٹے
ابتو زاہد کبھی مجھکو نہین سمجھانے کا

تیرے کوچے مین ہی میخوارونکا مجمع ساقی
اپنے میخانے مین کیا دخل ہی بیگانے کا

مین وہ میکش ہون کہ گلشن مین اگر جاتا ہون
نگران رہتا ہون انگور کے ہر دانے کا

اپنا ساقی ہی نصیر یکا خدا میخوار و
وہ جلاتا ہی ہمین شوق ہی مرجانے کا

جام خالی مرا بھر دے جو کہین دست خدا
مرتبہ اور بڑھیگا مرے پیمانے کا

در میخانہ پہ چھائی ہی گھٹا ایساقی
لطف ہی ابر مین بجلی کے چمک جانے کا

برق سے کہتا ہی دل آتا ہی میرا ساقی
ابتو موقع ہی تڑپنے کا نہ تڑپانے کا

دل یہ کہتا ہی فلک سے بھی تجھے ڈھونڈ کے لاؤن
پر جو پا جائے ابھی قصد ہو اوڑ جانے کا

اب کہو مطلع ثانی بھی کر و فکر شفیق
آ گئی موت تو یہ وقت نہین آنے کا

مطلع

دل ہی مشتاق ترا وقت بتا آنے کا
آتش شوق سے اب خوف ہی جل جانے کا

فاطمہ بنت اسد خانۂ حق تک پہونچین
راستہ ہو گیا پتھر مین نکل جانے کا

شوق یہ ہی در مقصود سی مین گو دھرون
یہ نتیجہ ہوا اللہ کے گھر آنے کا

کسکے قدمونکی ہی مشتاق زمین کعبہ
وقت ہی کعبہ کی دیوار ونکے بڑہ جانے کا

کیسا مولود ہی یہ جس سی ملائک خوش ہین
گھر مین اللہ کے سامان ہی رچا جانے کا

آپ اس شان سے تشریف زمین پر لائے
پہلے سجدہ کیا اللہ کے شکرانے کا

بادہ کش دیکھ لین تہذیب اسی کہتے ہین
جام جب بھرتا ہی سر جھکتا ہے پیمانے کا

سر جو سجدے سے اوٹھا کلمۂ توحید پڑھا
یہ حدیثون مین ہی ٹکڑا انہین افسانے کا

اب بتونکی بھی خدائی مین پڑینگے رخنے
رنگ کچھ آج دگرگون ہی صنم خانے کا

گھر مین اللہ کے مہمان ہی ہمارا ساقی
تین دن ہوگئے در بند ہی میخانے کا

سوئے کعبہ چلے آتے ہین رسول مقبول
شوق ہی بھائی کو بھائی سی لپٹ جانے کا

فاطمہ بنت اسد گود مین لیکر نکلین
سامنا ہوگیا لو شمع سے پروانے کا

شاعری مین مجھے دیتا ہے شفیق ایسا خدا
جسمین کچھ دخل ہی اپنے کا نہ بیگانے کا

در واقعات غدیر ۱

چمن مین آتش گل کے ہوئی احکام یہ جاری
بہار آئی ہی اب ہر شاخ سی لگی چنگاری

نہالان چمن انگڑائیان لے لیکے کہتے ہین
ہوا شاداب گلشن دیکھنا نازک ہی تیاری

یہ دن نور ذر سی کچھ کم نہین کہنے لگی بلبل
رگ گل کو جو توڑا رنگ کی چھٹتی ہی پچکاری

بہار آئی چمن مین گل نہین پھولون سماتی ہین
کسیکا رنگ ہی دھانی کسیکا زنگاری

زمین نرم سے سبزہ نکلتا ہی نمو ایسا
جگہہ کوئی نہین خالی بھری ہی ایک اک کیاری

جوانان چمن سی چپکے چپکے کہتی ہی بلبل
چھپا ہی مہندیونکی پتیونمین رنگ گلناری

شجر یون بارور ہین چھپ گئین سب پتیان اونکی
وہ کثرت ہی کہ شاخون نی خم کردی بدشواری

سحر کا وقت ہی باد صبا مین ہی اثر ایسا
ہوا کھانیکو گلشن مین چلے آتے ہین آزاری

کہاں باغ جہاں میں میکشونکا آج ہی جھرمٹ
مئے حب علیؑ کی ہی کہیں اسوقت میخواری

یہ ساقی کون آتا ہی چمن میں کیا مسرت ہی
کہ پہلے ہی سے انگور کے خوشونسے مے جاری

مطلع

شفیق ابتو اثر میں ڈوبکر مطلع کوئی کہنا
کہ حج آخری سے آرہی ہی فوج سرکاری

یہ کسکی حکم سے اس دشت میں ہوتی ہی تیاری
ببولونکے درختونمیں نظر آتی ہی گلکاری

مبارک ہو تمھیں مژدہ علی ابن ابیطالبؑ
کہ ایسے دشت میں نازل ہوئی ہی رحمت باری

رسول پاک کو جبریل نے یہ حکم پہونچایا
علیؑ ابن ابیطالب کو دیدو اپنی مختاری

وہ چورا ہا خدا کی راہ کا اسلام کا مجمع
جہانپر ہر طرفسے آرہے تھے لوگ درباری

وہ اک چھوٹا سا چقر خمکدہ ساری خدائیکا
خدا کے حکم سے ہونے لگی اوسجا یہ میخواری

بنایا سب نے ملکر دیدیا جب حکم احمد نے
کجاوے پر کجاوا ہو گئی ممبر کی تیاری

اوسے کیواسطے احمد نے ممبر پر قدم رکھا
جسے اسلام کی ہر وقت کرنی ہی مددگاری

رسول پاک نے دست خدا کو یون کیا اونچا
سپیدی دونون بغلون کی نمایان ہوگئی ساری

کہا میں جسکا مولا ہوں علیؑ بھی اوسکا مولا ہے
رہیگا تا قیامت حکم یہ میرا یون ہی جاری

کوئی پہلے سبھوں نسے یا علیؑ بخ بخ لگے بولے
کسی کی پھر زبان پر کلمۂ حق ہوگیا جاری

مبارک ہو مبارک ہو تمھیں اے ساقی کوثر
مبارک ہو مبارک ہو غدیر خم کی میخواری

قدم دست خدا کے شوق سے اقبال نے چومے
متانت کہہ رہی ہی زیب ہی ایسے کو سرداری

شفیق ابتو غزلکا بھی کوئی مطلع سنا دینا
دکھا دینا زبانسے کھینچکر تصویر دلداری

مطلع

حسینوں سے ملا میں اس لئے سیکھی دل آزاری
رقیبونکے کلیجونپر لگائے زخم بھی کاری

تمھیں زیبا ہی صاحب قاتل کفار بھی کہنا
تمھارے نام سے کم ہوگئی ہی مردم آزاری

زمانہ ہوگیا تو نے بتوں کو یون کیا گھایل
ابھی تک یاد ہی کفار کو تیری دل آزاری

ترے دشمن کی آقا جان بچنی غیر ممکن ہی
لڑائی آنکھ جسنے پڑ گیا تیر نظر کاری

زمانہ ہوگیا یوسف بکے تھے ہوگئی شہرت
قیامت تک تمھارے حسن کی ہی گرم بازاری

تمھین معلوم ہوگا علم ہے ہر بات کا تمکو — دکھایا کسنے جلوہ طور پر تھا کون دیداری
ترے کوچے مین دیوانونکی دلچسپی کے سامان ہین — خدا کی شان ہے وہ ہے در دولت پہ گلکاری

شفیق ایسا پریشان حال ہے اب آئیے مولا
ہمیشہ سے سنا ہے آپکو شوق مددگاری

نظم در ستایش عالیجناب السید حسین صاحب ششتری ایدہ اللہ تعالی

کیا رہا سایہ فگن ہر سر پہ چرخ اخضری — تا قیامت سبکو دکھلائی بہار اختری
کیا تری تعریف ہو سید حسین ذی حشم — تیرے دادا کی امامت نانا کی پیغمبری
خاندان فخر دو عالم ہے ترا سید ہے تو — کیا بزرگون کو ترے حق نے ملی بالاتری
دو جہان مین یون تو خاصان خدا گذرے بہت — زیب ہے نانا کو تیرے افسرونکی افسری
تیرا ہی دادا رسول پاک کا نائب ہوا — ہوں پیغمبر کی اونسے ہر طرح کی برتری
ہر طرح اسلام کو لایا ہے راہ راست پہ — ہر طرح اسلام کی اوس سے ہوئی ہے رہبری
تیرے دادا کو لقب دست خدا کا مل گیا — دو جہان مین ہوگیا مشہور زور حیدری
مختصر زور ید اللہی دکھایا آپنے — اک اشارہ مین ہتیلی پہ تھا باب خیبری
یون ملایا خاک مین باقی نہین نام و نشان — کیا گھٹایا آپنے لڑ لڑ کے زور کافری
کافرونکا خرمن ہستی جلا اور خاک تھا — برق کی مانند چمکی ذو الفقار حیدری
جب نبی نے اوسکو خیبر مین پکارا یا علی — ایک دم بھر مین دکھائی آپنے چالاکتری
راہ خالق مین بلا ایسا کیا کار اہم — تابع فرمان ہوا سو جانسے شاہ بربری
مشکلین خلق خدا کی اوس سے آسان ہو گئین — کام یہ سب ہو گئے دادا سے تیرے سرسری
یون گذرنیکو تو شاہان جہان گذرے بہت — زیب ہے دادا کو تیرے افسرونکی افسری

جسکو حق اچھا کہے تعریف کیا اوسکی شفیق
جس سے وابستہ رہی ہر وقت لطف داوری

مطلع ثانی بھی آسانی سے کہنا اے شفیق
تو غزل گو ہی دکھا دے سبکو اوج دلبری

یون در دولت پہ ہی ممدوح کی جلوہ گری
حسن ایسا ہی کہ جسکو دیکھنے آئے پری

تیرے ہی نقش قدم سینے پہ رکھتی ہی زمین
اکرتا ہی تجھپر تصدق نجم چرخ چنبری

ضوفگن وہ راتکو یہ ضوفگن آٹھون پہر
کیا مقابل ہون تری آنکھونسے زہرہ مشتری

گر ترے رخکی صفاسے وہ مقابل ہو کبھی
بھلے اپنے دلکے دھبے دھوئی ماہ انوری

ہی نجابت بھی سیادت بھی بزرگونسے ترے
ہی غلط فہمی کرے تجھسے جو کوئی ہمسری

تیرے ماتھے کو پسینہ کا اگر قطرہ گرے
کیا عجب کی بات ہی پیدا ہو آب گوہری

وہ در نایاب ہی اوسکی بھلا کیا قدر ہو
کیا کوئی قیمت لگا سکتا ہی اوسکی جوہری

نام مین اتنا اثر تیرے ہی اے ابر کرم
جو تھی مرجھائی ہوئی کونپل وہ ہوتی ہی ہری

تو خدا کی شان نے کیا جمع اوصاف ہی
زیب ہی تجھکو بھی اپنی قوم کی سکرٹری

تھوڑی سی ہمکو بھی جا جنت مین ملجائی ضرور
ہی وہان بارہ اماموں کی جو اک بارہ دری

کربلا کے تشنہ لب بیٹھے ہین سب بالائے حوض
ہی بزرگونسے ترے آباد بزم کوثری

ساقی کوثر پلاتے ہین سبھونکو بھر کے جام
پی رہے ہین سب کے سب جام شراب احمری

یا علی مر کر ترے دربار تک پہونچا شفیق
آج تو پورا ہوا سکا بھی سوال آخری

حاجتین وابستہ میری ہونگی تجھسے عمر بھر
مین خراسانی ہون تو سید حسین ششتری

تیرے فرزند و برادر حشر تک جیتے رہین
حشر تک اونپر رہی ہر وقت لطف داوری

گر قصیدہ مین غزل کہنا ہی تجھکو اے شفیق
آج تو ساقی سے لے جام شراب احمری

غش نہ آجائے ہمین ہوتی ہی وہ جلوہ گری
میکشون ہشیار اب شیشے سے نکلی گی پری

جوش مے کو دیکھکر پیر مغان ہنسنے لگا
بے پئے رندون مین اب چلتی ہی جنگ زرگری

عاشقو نکے دل بلا گردان ہزارون ہو گئے
اسطرح سے دوش پر پھیلی ہی زلف عنبری

چارہ گر ہین تیر نظر کے سیکڑون ناسور ہین
دلکے زخمونپر مرے ممکن نہین بخیہ گری

جب چلا دو گام بھی بن بن کی رکھی ہین قدم
کیون تصدق ہو نہ اوسکی چال پر کبک دری

بھر کے ساغر بھیکے جاتی ہین ہماری نام پر
کیا نئے انداز سے کی آپنے ساقی گری

قید خانے سے نکل کر جانب صحرا چلا
ہو مبارک آپکے وحشی کو آشفتہ سری

آئینہ ہی سامنے زینت کی کوئی حد نہین
دمبدم ایجاد ہوتی ہی ادا ے دلبری

جھنکے افشان سر سے اوڑھا ہی ڈوپٹہ یار نے
پڑ گیا پردا چھپی جاتی ہی بزم اختری

ہی جہالت مین تمھاری شاعری ایسی شفیق
دیکھکر تمکو گلے لینے لگاتے ہمسرے

قومی نظم

پوچھتا کیا ہی مسیحا کیا ہمین آزار ہی
ہمتو کیا شئے ہین ہماری قوم تک بیمار ہی

عارضہ ایسا ہی جس سی جان بچنی ہی محال
چارہ سازی کی لیئے اک چارہ گر درکار ہی

چارہ ساز ایسا ہو جسکو شافی مطلق کہین
اوسکے بن صحت نہو گی وہ ہمین آزار ہی

خونکی جا سب رگو نمین فکر کا ہے مادہ
ہی دل نازک اور اوسمین غم کا اک انبار ہی

ناتوان ایسے ہین جس سی بات کر سکتے نہین
سانس کا لینا بھی جسم زار کو دشوار ہی

ناتوانی وہ ہی جس سی لب ہلا سکتے نہین
ضعف ہی ایسا تبسم کا بھی پورا بار ہی

دل جلا یا گرمی افکار نے افسوس ہی
سانس ٹھنڈی ہین پہ تو مثل آہِ آتشبار ہی

چارہ گر صحت سی بالکل نا امیدی ہو گئی
ایک تیر غم ہمارے دل جگر کے پار ہی

ناتوانی کہہ رہی ہی یہ زبان حال سے
گر نہ صحت ہو تو ایسی زندگی بیکار ہی

قوم اپنی ناتوانی پر ذرا بھی اک نظر
زور سی چلنا بھی تجھکو دو قدم دشوار ہی

گردشین ساری زمانیکی ہین تیری واسطے
تیرا بچنا ہی کٹھن ایسی تری رفتار ہی

قوم تجھکو چاہئے ہی دیکھکر رکھنا قدم — جسطرف جاتی ہی تو وہ راہ ناہموار ہی
قرض لینا چھوڑ دے اے قوم کہنا مان لے — جان بری اس سے ہی مشکل یہ بڑا آزار ہی
ایک لیکے سو کا دینا یہ بھی کوئی عقل ہی — سود ہین ہوتی ہین کہ جنہین قرض کی بھرمار ہی
قوم پھر سمجھاؤنگا تجھکو ذرا تو صبر کر — اب سمجھ کہنا ہی وہ جس امر کی درکار ہی
ضعف تیری کیا عدالت ہی ذرا انصاف کر — سب ہین اچھی میرا ہی فرقہ نحیف و زار ہی
ضعف نے مجھسے کہا میری شکایت ہی فضول — ہیچ اپنے فعل کا ہر شخص خود مختار ہی
قرض لینے کا بہت ہی شوق یہ سمجھین ذرا — اس کی صورت ہی بڑھیگا سود یہ رفتار ہی
قرض کا لینا ہی اک کہی نشانہ مفلسی — کم ہوئی عزت تو عالم مین ذلیل و خوار ہی
گر ہوا دعوی عدالتمین کٹی گی زندگی — قرقی و وارنٹ پھر اپنے گلے کا ہار ہی
زر لیا تھوڑا سا اور دینا پڑا مال کثیر — اسمین نقصان ہر گھڑی ہی یہ برا بیپار ہی
جائدادین اپنی سب جاتی رہین اس ضمن مین — پھر ٹھکانا ہی نہین رہنے سے بھی ناچار ہی
اپنی دولت دوسرے کو دیکے یہ حاصل ہوا — آپ تو مفلس ہوئی اور دوسرا زردار ہی
قرض کے لینے سے باز آ قوم کہنا مان لے — قرضکا لینا ہر اک عاقل کو ننگ و عار ہی
شوقین کپڑے کیا شوقین مفلس ہوگئی — ٹاٹ سو لیکن کہو جاتے ہین دھاریدار ہی
بوٹ کی فرمائشین جانے لگی ہین دور دور — جسطرف کو دیکھئے جو تو رنگا اک طومار ہی
ضعف نے جو کچھ کہا القوم سب تو نے سنا — اب بتا مجھکو تجھے اقرار یا انکار ہی
گر لباس فاخرہ سے ہوگئی عزت تو کیا — ہون پھٹے کپڑے زمانہ کہدے خوش اطوار ہی
عزت ذاتی کی کوشش چاہئے ہر شخصکو — اپنی دولت کو بچائے وہ بڑا ہشیار ہی
قوم اب بھی صرف ناجائز کو گر جائز رکھا — پھر یہ ہی ٹیڑھی زمین اور چرخ کجرفتار ہی
قوم گر اپنے بزرگونکے چلن پر تو چلے — چار دن مین دیکھ لی ہر شخص پھر زردار ہی
شرم کی جا ہی کہ ایک جاہل نصیحت گر بنی — جو تجھے سمجھا رہا ہی وہ شفیق نزار ہی

احوال طوفان بارش لکھنو ۱۳۲۳ھ

اور اک مطلع کی مجھکو فکر ہے اسد دم خدا — مجھسے ان پڑھ کا بھی تو ہی مالک و مختار ہے

پردہ دار و لکا پڑا مجمع سر بازار ہے
لکھنو جو شہر تھا کل آج وہ مسمار ہے

جس مکانکی موت آئی قبر بھی وسجا بنی — جس طرفکو دیکھیے مٹی کا اک انبار ہے

ہر مکان ٹوٹا یہ کہتا ہے زبان حال سے — کیا بنائیگا مجھے میرا مکین ناچار ہے

دیکھتا ہے مجھکو حسرت کی نظر سے کیا مکین — کیا رہے مجھ مین نہ میری چھت ہے نے دیوار ہے

پرورش بچون نے پائی مجھ مین کس آرام سے — اب ڈرانی شکل میری دیکھنا دشوار ہے

بی بیان کل تک جو مجھ مین بیٹھی تھین پردہ نشین — آج بے پردہ وہی ایک ایک پردہ دار ہے

نقش پا جسکے نہ میری حد سے باہر تھے کبھی — آج سر ننگے وہی بی بی سر بازار ہے

راہ مین بی بی کوئی بیٹھی ہے چادر تانکر — گر پڑا اوسکا مکان وہ کیا کرے ناچار ہے

مسجدون مین کربلائین بھری ہین بی بیان — کچھ سبب ایسا ہی وان رہنا اونھین دشوار ہے

خانہ بربادی سے ہر مومن کا نقشا ہے برا — جس کسیکو دیکھیے جینے سے وہ بیزار ہے

غم یہ ہے کیونکر عزاداری کرین مظلوم کی — تعزیہ رکھنے کو بھی کوئی جگہ درکار ہے

یا حسین ابن علی امداد کا اب وقت ہے — خالق اکبر سے تم مدد و تو بیڑا پار ہے

قدردان تجھکو کوئی ملجائیگا ایسا شفیق
آپ پوچھے گا تجھے کس چیز کی درکار ہے

در حالات زبان اردو

جاننے والے ہین یہ شان زبان اردو — لکھنؤ دہلی ہے ایوان زبان اردو

خوب دونون نے فصاحت سے اسے سند دی — اسنے بڑھتا گیا امکان زبان اردو

لکھنؤ دہلی کی یہ ملک ہے کچھ شبہ نہین — انکے قبضے مین ہے سامان زبان اردو

بج گیا ملک فصاحت مین ہمین کا ڈنکا
یہی عالم مین ہین شایان زبان اردو

اسکے ارکان جو گرتے تھے سنبھالا ہمنے
ہمین دونون ہی ہین جان زبان اردو

طلب آتنکے عالم کے سبق ہمسے لین
ہمین دنیا مین ہین شایان زبان اردو

ہمنے شیرین سخنی خوب بتائی سبکو
روز آتے رہے مہمان زبان اردو

اپنے قبضے مین رہیگا یہ دولت اسکا
ہے قلم اپنا ہی دربان زبان اردو

فصحا ہوگئے عالم مین ہمارے دم سے
لاکھون ہی آئینگے خواہان زبان اردو

مستند ملک فصاحت مین ہی ہر لفظ اپنا
ہمسے قایم رہا ایمان زبان اردو

سارے عالم مین ہمین اہل زبان ہین بیشک
ہمنے قایم کئے ارکان زبان اردو

جنبش لب سے ہماری ہوئی زینت اسکی
ہمنے پیدا کئے سامان زبان اردو

ہو فصاحت بھی بلاغت بھی یہی واجب تر
دو ہی مصرع کا ہے دیوان زبان اردو

یہ تو سب جانتے ہین جاہل مطلق ہی شفیق
پوچھنا وس سی ہی کیا شان زبان اردو

چند تواریخ طبع دیوان ہذا بحساب تہجی

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آبر لکھنوی

خاص مشفق مرے جناب شفیق
نامور ہین میان خاص و عام

شعر گوئی مین حد کی مشتاقی
قبضہ مین فن شاعری ہے تمام

بے پڑھے بے لکھے یہ قوت نظم
تیری قدرت ہے خالق علام

مختصر یہ کہ چھپ گیا دیوان
قدردانون کا بس ہی آگے کام

فکر تاریخ کی مجھے بھی تھی
دل پکارا اوٹھا لیکے میرا نام

سنہ ہجی مین کیون ہوا ے آبر
آپ اپنی نظیر اب یہ کلام ۱۳۰۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید منیر آغا صاحب اشہر لکھنوی

از سخن زادگی ہر خوشخو	سر حدے از کلام آبادست
مگر اینست قول ملک قبول	حد لطف سخن خدا دادست

نوٹ سنہ ۱۹۱۶ع

مصنف صاحب سے سنہ ۱۹۱۶ع مین فرمایش کی گئی تھی اور سنہ ۱۹۱۷ع مین یہ دیوان طبع ہوا یہی وجہ ہے کہ تاریخ مذکور مین سنہ ۱۹۱۶ع ہین

از نتیجۂ فکر جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

میرے مشفق شفیق لایق نے	خوب ملک سخن مین نام کیا
طبع موزون کی کب کرامت ہے	مدح آلِ نبیؐ کا ہے یہ صلا
جسکو کہتے ہین مبدءِ فیاض	انکی جاگیر مین خدا نے لکھا
فطرتاً شعر نظم کرتے ہین	اکتسابی نہین ہے شان ذرا
طبع موزونکی وہ روانی ہے	جیسے بہتا ہوا کوئی دریا
گو کہ ناخواندہ ہے یہ صاحب فہم	لیکن اہل قلم مین در آیا
ایسی فردکمال رکھتا ہے	واہ کیا کہنا لکھنؤ تیرا
دیکھکر انکے حافظے کی شان	نام حافظ زمانہ بھر بھولا
عیب سے پاک وصاف ہین اشعار	شاگرد ان ہے کہین نہ ہے اکفا
شکر صد شکر اس زمانے مین	کلیات انکا چھپ گیا پورا
حمد مین نعت مین مناقب مین	وہ قصیدے کہے کہ شور اٹھا
صحبت خاص ناصر دین مین	مینے اعجاز بارہا ہے سنا
مجھسے تاریخ کو کیا ارشاد	سے ریا دوست جانکر اپنا
رکھا سینے پہ مینے دستِ قبول	اور ہوا سال طبع کا جویا

دیکھکر نظم لاجواب کی شان — دل نے بیساختہ یہ مجھسے کہا
کیون تعجب ہی سال طبع یہ لکھ — فیض ہی سب رسولِ اُمّی کا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب سید عسکری مرزا خان صاحب بلیغ لکھنوی

عالم ہو کس طرح ثنا خوان شفیق — اللہ کی قدرت ہی یہ سامان شفیق
ایسے ہوتے ہین لکھنؤ کی ان پڑھ — جو اہلِ نظر ہون دیکھین دیوان شفیق

ولہ

فطرت کی ابتدا ہی سے یہ فکر ہی بلیغ — سکہ ہو ملکِ نظم مین نام شفیق کا
جی چاہتا ہی جلد یہ دیوان چھپ چکے — شہرہ ہو لکھنؤ مین کلامِ شفیق کا

سنہ ۱۳۳۴ھ

ولہ

جو مشہور ہین سید احمد حسین — کہ آسان نہین جنکی مدح و ثنا
بڑا نام پیدا کیا نظم مین — خدا نے کی اعلیٰ طبیعت عطا
لکھو جلد تاریخ ہجری بلیغ — کہ دیوان خوش فکر بھی چھپ گیا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید محمد جعفر حسین عرف محمد صاحب بہار لکھنوی

مرے احباب خاص مین سے ہین — دل پہ لکھا ہوا ہی نام شفیق
شاعر خوش مذاق و خوش گفتار — ہے مرے دل مین احترام شفیق
جسکو کہتے ہین سب غزل گوئی — ہے وہ اک شغل صبح و شام شفیق
کیا مبارک ہی اے بہار یہ سال — بفراست چھپا کلامِ شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب میرزا ذاکر حسین صاحب قزلباش ثاقب لکھنوی

ہے زیر طبع اک مجموعۂ عشق — فسانہ ہے یہی از قاف تا قاف
شفیق خوش بیاں کا ہے یہ دیواں — زبان خلق پر ہیں جسکے اوصاف
روانی طبع کی شعروں سے ظاہر — ہو جیسے چشمۂ شیریں و شفاف
نہ تعقیدیں نہ اغلاط معانی — زبان لکھنؤ مشہور اطراف
یہ ہے دیواں کی تاریخ ثاقب — عروسان سخن کا حجلۂ صاف

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب احمد علیخان صاحب عرف ننھی صاحب اثر لکھنوی

یہ علم و فن سے جو بے خبر ہیں غبار جسمیں ہو وہ گہر ہیں — تلاش وہ شعر پر اثر ہیں کمال ہوتی ہے عقل حیران
ذکاوت ذہن ہی کچھ ایسی قلم کہاں انکا دوات کیسی — کھنچی تصور سے شکل جلسے مکین ہوئی ذہن زینت اصلوب جان
لکھی ہے وہ کسلئے غزل یہ ہوئی ہے اصلاح بھی جو اکثر — یہ لفظ رخصت ہوئی وہ آکر رہی ہمیشہ کو دلمیں مہمان
ہر ایک مصرع کا حرف بھلا جو لیکے ثروت قلم نے لکھا — کئے پھر اعداد جمع یکجا تو سال ہجری ہوا نمایاں
میں کرچکا سال طبع موزوں جو حرف منقوطہ گن رہا ہوں — قلم جو مرجان کا ہو تو لکھوں شفیق رنگین سخن کا دیوان

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا بادشاہ مرزا اختر شاگرد افصح الفصحا و ابلغ البلغا جناب بیارے صاحب رشید مد ظلہ العالی

ثمر یہ جوش مسرت میں کہہ اوٹھا اختر — مرے شفیق مرے دوست کا کلام چھپا
موافق اپنی لیاقت کے وہ بھی دیتا داد — مگر ہے غیر کے طعنوں کا اسکو خوف سوا
یہی کہیں گے کہ تھا دوست دوست کی سی کہی — معاف کرنا اسی سے وہ کچھ بھی کہہ نہ سکا
یہ سچ ہے دوست کی تعریف مستند ہی نہیں — کلام وہ ہے کہ ہیں جسکی غیر مدح و ثنا
یہی صفت ہے تمھاری کلام میں بھی شفیق — زبان پہ غیر کی ہوگا بلند صل علے
تمھارا حکم جو تھا تو بھی کہہ ثمر تاریخ — بس اس خیال سے حرف روی کو حذف کیا

بہت خلوص سے پھر یون لکھا سن ہجری
شفیق خوب یہ دیوان بے بدیل کہا
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی

دیوان جناب سید احمد حسین کا
خال رخ حسین ہے جو نقطہ ہے اسمین بھی
محبوب شمع سیدہ فانوس مین ہوئی
کچھ اسمین شک نہین کہ گل سرسبد ہے یہ
دیوان شفیق کا ہے وہ بے مثل و لاجواب
سلک گہر ہے نظم مین جاوید اونکی نظم
خود سال طبع مین بھی ہے اک حسن دلفریب

حرفونکی روشنی سے ہے اک شمع انجمن
جو کوئی مدح حور کے ماتھی کی ہے شکن
معنی ہین لفظ لفظ مین گھونگھٹ مین یا دلہن
تازہ بہار کیون نہو ہے روش چمن
پتلی کیطرح آنکھونمین رکھتے ہین اہل فن
گویا بھرا ہے موتیون سے حق نے یہ دہن
جوہر بنا ہے راز کا آئینہ سخن
۱۳۳۵

از نتیجۂ فکر جناب سید سرفراز حسین خبیر خلف جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز و تلمیذ حضرت اوج مدظلہ

سخن آرا شفیق نکتہ پرور
نہین ہین لکھے پڑھے اور اوستاد شاعر
بہت ہے یہ اثر منظوم والا
یہ دعوی حافظہ کرتا ہے اونکا
مضامین نظم مین الہامیہ ہین
سنین طبع لکھوای خبیر اب
ہوئی جب امتثال امر کی فکر
کہا دلنے نہ کیون مقبول ہو نظم

سخن کا گھر ہے جنکے دم سے آباد
ہین شاگردی اہل فن سے اوستاد
بفیض مدح اہلبیت امجاد
کبھی ہمکو نہین ہے بھولنا یاد
یہ شان اختراعی ہے نہ ایجاد
مصنف کا بجا لاؤ تم ارشاد
خدا سے مین ہوا خواہان امداد
کہ ہین نایاب اشعار خدا داد
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی

طبع کرد احمد حسین نکتہ سنج
آن کلامے را کہ باشد جوش زن
گفت دانش بعد سال طبع نیز
سال طبعش ہست ہم بی قلب جان
بہر تاریخ است این مصراع نیز

زان شدہ ذی قدر و یکجا و دقیق
در کفِ ون تیشہا مثل رشیق
قابل تعداد است دیوان شفیق
روح و ہمان ماست دیوان شفیق
جا ہد فکر است دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ذبیح دہلوی

شفیق لکھنوی کا چھپ گیا دیوان
سنا دل ہین چمن مین زمزمہ میرا

بیان اچھا زبان بھی خوب شیرین ہی
ذبیح دہلوی سن۔ نظم رنگین ہی

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب ذاخر لکھنوی

نظم شفیق ذاخر کیا پوچھتے ہو کیا ہے
عشاق کی وفا ہی معشوق کی ادا ہی

اللہ ری حسن بندش بیتاب ہین نگاہین
دیکھین ہین شعر جسنے دل اوسکا کھو گیا ہی

لطف اسکا جانتے ہین فرقت کی مرنے والے
قصہ جہان ہی غمکا وہ درد لا دوا ہی

جسجا ہی حال صلت وہ نظم کہہ رہی ہی
برہم کسی سے شاید معشوق خود نما ہی

تخئیل ہی جہا نبر وہ ہی بلند ایسی
دلنے شکار عنقا گردون پر کر لیا ہی

افسانہ ہائے حسرت آئے ہین گر کہین پر
لیلے کی کیفیت ہی مجنون کا ماجرا ہی

دیوانگان الفت گر قید ہین کہین پر
وحشت کی ابتدا ہی فرقت کی انتہا ہی

دلکی کشش کی حالت دکھلائی ہی جہانپر
زندان کی در یہ کوئی دل تھامے رو رہا ہی

اصناف شاعری پر قدرت یہ کی ہی حاصل
عالم کی کیفیت کو بند اک جگہ کیا ہی

توصیف نظم ذاخر ممکن نہین قلم سے
محو جمال و زینت عشاق و مہوشان ہین

وہ کہدو سال ہجری جو دل کا مدعا ہی
آئینہ کرامت دیوان شفیق کا ہی

۱۳۲۵ھ

ازنتیجہ فکر جناب رضا فرنگی محلی

مرتب ہوکے دیوان چھپ گیا خوب
رضا کہہ بے نقط تاریخ اسکی

مبارک ای شفیق نکتہ پرور
ہوا مسرور ہر کامل سراسر

۱۳۲۵ھ

ازنتیجہ فکر جناب سید باقر حسین صاحب شہرت لکھنوی خلف حضرت لطافت مرحوم

کلام شفیق اسقدر بامزا ہے
کرین فخر کیونکر نہ ہم لوگ اسپر
کوئی دیکھے خوش قسمتی لکھنؤ کی
جسے جا ہے حسن ختم کی دے وہ دولت
جو منکر ہون اسکے کوئی اونسے کہدے
جو ہی پھولتی پھلتی ہر نظم انکی
یہ رنگین طبیعت ہین او زندہ دل گو ہین
ہین نا آشنا پڑھنے لکھنی سی بالکل
مگر شعر کہنے مین مشتاق ہین یہ
نہو گر یقین انکا دیوان اوٹھا کر
لکھی اسکی تاریخ ہجری مین شہرت

زبان تو نیز احباب کی مرحبا ہے
یہ ہین فرد ایسا نہین دوسرا ہے
نہ ہی ایسا کوئی نہ کوئی ہوا ہے
عجب کیا ہی ہر شے پہ قادر خدا ہے
یہ مسلک تمھارا نہایت برا ہے
یہ دین اوسکی کیا رشک کی ہین جا ہے
سخن مین اثر ہے زبان مین مزا ہے
نہین جھوٹ کچھ اسمین سچ واقعا ہے
کہ دعوی سے یہ قول بانگ درا ہے
یہ خود دیکھ لے ملک دشوار کیا ہے
یہ مجموعہ نازک خیالات کا ہے

سنہ ۱۳۲۵ھ

ازنتیجہ فکر جناب سید صدر الاسلام صاحب صدر لکھنوی

[illegible] ہے خالق عالم کی عنایت شفیق
صورت مہر فلک مطلع دیوان چمکا

[illegible] تاریخ بھی ہے نورانی
عالم نظم پہ روی مہ تابان چمکا

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب صفدر صاحب

[illegible] شفیق کا دیوان
طبع موزون ہے فکر عالی ہے

[illegible] صفدر یہ طبع کی تاریخ
نظم میں جان اسی نے ڈالی ہے

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب عالم لکھنوی

اشتیاق طبع بیحد تھا دل پر شوق کو
مدتوں کے بعد نکلا آج ارمان شفیق

چھپ گیا غزلوں کا دیوان ہے اچھی طرح
پورا پورا اب ہوا اردو پہ احسان شفیق

حسن اوس کا ہے سوا طبع موزون آفرین
شاعری دل سے ہوئی جاتی ہے قربان شفیق

آئین آئین ہیں کہاں سیاح دنیائے سخن
منصفی کی آنکھ سے دیکھیں ذرا شان شفیق

مصرع سال اشاعت میں یہ عالم کہا
پردہ ساز شاعری میں ہے دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

واہ گلہائے مضامین ہیں شگفتہ کیا کیا
کہیں سب اہل سخن اسکو گلستان شفیق

سال ترتیب کی ہے فکر فصاحت جو تمہیں
لکھدو کیا لائق توصیف ہے دیوان شفیق

۱۳۳۴ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

بچمن بہار آمد چہ خزان بگشت راہی
ز دہن نفس برآید چو نسیم صبحگاہی

سخن شفیق صاحب بود آنچنان بجلوہ
چو سواد زلف جانان دم طبع شد سیاہی

بہلالی وزلالی نہ کنم چسان شمارش
ستدہ شہرہ کلامش جوزماہ تا بہ ماہی

بسلاد شاعری و بمالک معانے
بہ نظام شہریاری بسر سریر بادشاہی

بنوشت سال پاپش چہ کلیم بہر ہجری
ہمہ لون نظم زیبا چہ عطیۂ الٰہی

از نتیجۂ فکر مختار جناب محمد مختار احمد صاحب تلمیذ جناب خان فرنگی محلی ۱۳۳۵ھ

تا قیم رہنے تلاطم دریائے نظم مین
ہر واقعی شمار خبر عمیق ہو

کرتے ہوے جو ملکے مجتہد الشعر حل ادا ہوئے
کیسا ہی مسئلہ اہم یا دقیق ہو

اہل زبان ہو حافظ علم عروض ہو
دشمن ہزار وہ بھی ہمارا رفیق ہو

مضمون جو لکھے ادق وہ کہے سہل ممتنع
دق سامعین ہون نہ سخنور کو ضیق ہو

والا ہون معترض کی جو انصاف کی خلاف
تیغ سخن نے قطع زبان فریق ہو

فرمایش شفیق ہے جسمین ہو سال طبع
بہر شرط یہ ہے سب سے ہو افضل طریق ہو

مختار حل صحیح ہوے وہی کسطرح
تائید غیب جبکہ کلام شفیق ہو ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

شکر خدا شفیق کا دیوان چھپ گیا
ہر شعر جسکا بزم سخن مین ہو یادگار

ہر نقط مین اثر ہے ستم کا بھرا ہوا
سینے مین جنکے دل ہین وہ کیون ہون نہ بیقرار

ایک اک غزل مین سلسلہ بندی حسن و عشق
یون ہے کہ جیسے سلک گہر ہائے آبدار

مضمون ہین کیون نہ آہ عصا دل کا ہو اثر
کہائی ہین چوٹین قلب و جگر پر ہزار بار

دیوان چھپا ہے شاعر امتی لقب کا آج
کیا اعتبار جسکو شرف بخشنے کردگار

اے سرزمین لکھنؤ تیری ہو کیا ثنا
تجھمین مرے شفیق سا ہے فخر روزگار

وہ شاعر لگانہ کہ جسکے کلام کی
اک دھوم ہو رہی ہے سر بزم اعتبار

احمد حسین نام تخلص شفیق ہے | احباب خاص و عام کا سو جان سے نثار
محشر نے سال طبع کہا اور یون کہا | روح سخن شفیق کا دیوان پر بہار

۱۹۱۶ع

از نتیجۂ فکر جناب احمد خانصاحب نظم شاگرد جناب رشید لکھنوی

مقبول ہوا نام الٰہی سے کلام | اُمی نے کئے نظم مضامین دقیق
ہر شعر مین ہے حسن بلاغت کا وفور | ہر لفظ ہے دریائے فصاحت مین غریق
منظوم ہوئے عشق کے کس حسن سے راز | تحقیق رہی طبع سخنور کی رفیق
غواص ہے فکر سخن سنج جہان | پایاب ہوئی شعر کی ہر بحر عمیق
مصراع سن طبع لکھو شوق سے نظم | الہام و کرامت ہے یہ دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب عباس مرزا خانصاحب نفس لکھنوی

نمود ابر سیہ شد ز دامن کہسار | رجوع کرد بسوئے باغ ہمچو باد بہار
رسیدہ بر سر طرف چمن بشوق تمام | ز طرز خاص شدہ درفشان و گوہر بار
برفت آب روان گرد پائے صحن چمن | بشست چہرۂ گلشن تقاطر امطار
بحکم باد بہاری فشاند دامن ابر | غبار رنج خزان را ز چہرۂ اشجار
ز شست و شوی باران تمام ارض چمن | بسان پاک دلان گشت صاف آئینہ وار
درین زمانہ کہ موج نسیم جان افزاست | چرا نشستۂ اے باغبان در گلزار
صنم کہ شیشۂ خالی نہفتہ زیر بغل | بہ فکر بادہ تجسس نمودہ در بازار
بشوق آب طرب بر درِ تو آمدہ ام | نشستہ ام امید تو پشت بر دیوار
بیا بگو کہ ز رنج خمار بیتابم | کجاست کلبۂ ساقی و خانۂ خمار
ز صاف و درد کہ داری بیار و عذر مکن | مکن دریغ چو ممکن بود کم و بسیار

شنیده‌ام که تو هم ذوق سکشی داری
که ناگهان بدر باغ باغبان آمد
بلب تبسم و روی خطاب جانب من
سلام کرد و بخشید و نزد من بنشست
بخنده گفت که چون طبع میشود دیوان
ترا که شوق بتاریخ گفتن است بسی
ذهن تعنعت صوری نوشت تاریخش

بیاورد و دبیا [illegible]
پیری جمال و [illegible] شمار
پرست [illegible]
بحسن خویش چو [illegible] پسش شمار
بگو برا [illegible] کلام [illegible]
چه خوش بود که [illegible] آید [illegible] کرشمه دگر
هزار و [illegible] یار و یک بشمار
[illegible]ھ

ولہ

بتوفیق یزدان کلام شفیق
لفش مصرعہ سال تاریخ گفت

شود و رجہان [illegible] عام
این سخن شوخ و صائب کلام
[illegible]ھ

از نتیجۂ فکر جناب واجد حسین صاحب واقف لکھنوی

در چمن بہار گشت بلبل خاموش
منقوط نوشت سال طبعش واقف

گلزار سخن چو دید شد حلقہ بگوش
این نظم عطیۂ الٰہی پر جوش
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب محمد مشرف خانصاحب وصل لکھنوی پوسٹ ماسٹر پنشن یافتہ تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم حال اردو صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

ہو گیا مطبوع دیوان شفیق
خنجر مضمون ہے یا تیغ نگاہ
حاسدو نکے اوڑ گئے ہوش وحواس
فکر جب مجھکو ہوئی تاریخ کی

سر نگون ہے دیکھکر ہر اہل فن
ہر نکیلی شعر مین ہے بانکپن
نکتہ چینو نکے ہوئے نشہ ہرن
ہاتف غیبی ہوا یون نغمہ زن

وصل کلمہ منقوط مین یہ سالِ طبع — آج پایا شاعرِ شیرین سخن

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی

کلام شفیق است نایاب تر — کہ طبع است آن قلزم بے کنار

بہر جملہ آن خیط صبح سخن — صفائے بیانش بآئینہ وار

عدو پیش آن خود ہزیمت گرفت — مضامین بود خنجر آب دار

بگوشِ جہان رفت صیت سخن — بہر شعر می داشت شان و وقار

رقم کرد تاریخ از فکر وصف — کلام فراست چمن پر بہار

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید محمد ہادی صاحب خانبہادر آنریری کلکٹر و مجسٹریٹ غازی پور

ان پڑہ فضلِ خدا سے شاعر ہو جائی — موزون ہی اور سی کیواسطے حمد و سپاس

اشعار شفیق کا بھلا کیا کہنا — بندش یہ لطیف اور زبان میں یہ مٹھاس

وہ باغ لگا دیا کہ جسکے اندر — ہر پھول مین ہی کمال فن کی بو باس

دیوان چھپا تو دی یہ ہاتف نے ندا — شاباش لبس ای شفیق نا حرف شناس

سنہ ۱۹۱۷ء

از نتیجہ فکر جناب چودھری رحم علی صاحب ہاشمی تلمیذ حضرت عزیز لکھنوی

مشتاق تھی مدت سے نظر اہل نظر کی — سونی تھی بغیر اسکے سر اک بزم معانی

تیار وہ دیوان شفیق اب ہوا آخر — تخئیل کی شوخی مین ہی تصویر جوانی

لکھ ہاشمی خستہ جگر مصرعِ تاریخ — ہر شعر مین ہی بحر لطافت کی روانی

سنہ ۱۹۱۷ء

تاریخ ختم تصنیف دیوان سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق

ریختہ کلک پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب مرزا

جبکہ دیوان ہو گیا کامل	شاعر و نیئن بڑھا دقار شفیق
سال تصنیف لکھدو اے مرزا	بے تکلف کلام یار شفیق

۱۳۳۴ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب نواب محمد باقر علیخان صاحب قدر شاگرد حضرت حمید لکھنوی

کیا خوب کہین شفیق نے سب غزلین	سارے شاعر ہو صفت دیوان ہین
ایکا کا الف بڑھاؤ تاریخ ہو قدر	سب اہل سخن معترف دیوان ہین

۱۳۳۵

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب باقر صاحب حمید لکھنوی برادر حضرت رشید لکھنوی

ہے حافظہ طبع بھی رسا ہے	حق تو یہ ہے قدرت خدا ہے
ہان ان کو بجا ہے طبع پر ناز	دیوان شفیق چھپ رہا ہے
تاریخ کہو حمید ہجری	دفتر اک حسن و عشق کا ہے

۱۳۳۵ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر عالی حضرت استادی قبلہ و کعبہ جناب سید مصطفی میرزا صاحب عرف پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

نتھو صاحب شفیق شاعر	جنکا دیوان یہ چھپا ہے
کہتا ہون ادب کو ترک کرکے	مرا یہ دوست باوفا ہے
مین نے دیکھی ہین تھوڑی غزلین	میری بھی زبان پہ واہ واہ ہے
بے لکھا پڑھا ہوا ایسا کامل	یہ سحر نہین اگر تو کیا ہے
تاریخ کی تھی رشید کو فکر	آخر لکھا۔ قدرت الٰہی خدا ہے

۱۳۳۵ھ

نوٹ چونکہ تاریخہائے مذکورہ دیر مین وصول ہوئین لہذا درج سلسلہ نہ ہو سکین۔